بچوں کو ذمہ داری کیسے سکھائیں؟

رچرڈ اور لنڈا آئر کی شہرۂ آفاق کتاب "Teaching Your Children Responsibility" کا ترجمہ

آپ یقیناً اپنے بچوں کو ایک ذمہ دار شہری بنانا چاہتے ہیں اس کتاب میں مصنف آپ کو ایسے دلچسپ اور عملی طریقوں سے روشناس کرائیں گے جن پر عمل کر کے آپ اپنے بچوں کو ذمہ داری سکھا سکتے ہیں۔

بچوں میں ذمہ داری کا شعور

مصنّفین

رچرڈ آئر، لنڈا آئر

مترجم

عمر الغزالی

ریاض محمود انجم

سینٹر فار ہیومن ایکسی لینس

دوسری منزل، کانفرنس سنٹر، ایوانِ اقبال کمپلیکس، لاہور

فون نمبر: 36315350-042-92+، ای میل: Chelahore@yahoo.com

ویب سائٹ: www.che.org.pk

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طبع اوّل	:	اپریل 2010ء
تعداد	:	500
قیمت	:	300 روپے
مطبع	:	تایا اینڈ سنز پرنٹنگ پریس، لاہور

سینٹر فار ہیومن ایکسیلینس

دوسری منزل، کانفرنس سنٹر، ایوانِ اقبال کمپلیکس، لاہور

فون نمبر: 36315350-042-92+ ای میل: Chelahore@yahoo.com

ویب سائٹ: www.che.org.pk

انتساب

اپنی اس کوشش کو ایک ایسی ہستی

سے منسوب کروں گا

جن کی رہنمائی اور اعانت کے بغیر میں کچھ بھی نہ ہوتا۔

ڈاکٹر حافظ محمد اقبال

جنہوں نے

میری تربیت اور تعلیم کے لیے جو کوششیں کیں

ان کے لیے

صرف اللہ تعالیٰ ہی ان کو اس کا اجر دے سکتے ہیں۔

مندرجات

پیش لفظ 9

تعارف، آپ کے لیے والدین کی حیثیت سے 13

پہلا حصہ: اپنے والدین کے لیے ذمہ داری

باب نمبر 1: احساسِ ذمہ داری برائے اطاعت وفرمانبرداری 29

باب نمبر 2: احساسِ ذمہ داری برائے ملکیتی اشیاء 49

باب نمبر 3: احساسِ ذمہ داری برائے کام (فرائض) 71

دوسرا حصہ: اپنے معاشرے کے لیے ذمہ داری

باب نمبر 4: احساسِ ذمہ داری برائے روزی (سرگرمیاں) 97

باب نمبر 5: احساسِ ذمہ داری برائے خدادصلاحیتیں اورتحائف 115

باب نمبر 6: احساسِ ذمہ داری برائے پُرامن رویے 127

تیسرا حصہ: اپنی ذات کے بارے میں ذمہ داری

باب نمبر 7: احساسِ ذمہ داری برائے انتخاب (فیصلے) 141

باب نمبر 8: احساسِ ذمہ داری برائے کردار 157

باب نمبر 9: احساسِ ذمہ داری برائے قابلیت واستعداد 173

چوتھا حصہ: احساسِ ذمہ داری برائے خدمت گزاری

باب نمبر 10: احساسِ ذمہ داری برائے اطفال 197

باب نمبر 11: احساسِ ذمہ داری برائے بھروسااوراعتماد 209

باب نمبر 12: احساسِ ذمہ داری برائے خدمت گزاری 221

حرف آغاز

احساس ذمہ داری بلاشبہ وہ اہم ترین خوبی ہے جو بحیثیت والدین ہم اپنے بچوں میں دیکھنا چاہتے ہیں، یہ ہماری شدید خواہش بھی ہے اور ہماری کوششوں کا کسی قدر مرکز بھی کہ ہمارے بچے اپنی ذاتی اشیاء کے بارے میں زیادہ ذمہ داری کا مظاہرہ کریں۔ اپنے کاموں کے بارے میں زیادہ سنجیدگی دکھائیں، گھریلو ذمہ داریوں میں والدین کا ہاتھ بٹائیں غرض یہ کہ ہم چاہتے ہیں کہ بچوں کی تربیت ایسے کی جائے کہ وہ مستقبل کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل بن سکیں۔ لیکن یہ سب کچھ اسی وقت ہی ممکن ہوگا جب ہم ایک مربوط تربیتی پروگرام کے ذریعے بچوں کی صلاحیتوں کی تعمیر کریں اور ان کی بھرپور رہنمائی کریں۔

ہماری خواہش ایک طرف، لیکن بدقسمتی سے عملی میدان میں ہماری کوششیں نہ ہونے کے برابر ہیں اور اگر انفرادی سطح پر کچھ والدین کوششیں کر رہے ہیں تو ان کے پاس مطلوبہ مواد اور درکار رہنمائی مفقود ہے۔

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے یہ اس کمی کو بخوبی پورا کرتی ہے۔ کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اگر چہ یہ کتاب مغربی معاشرے میں لکھی گئی ہے مگر اس میں شامل کوئی بات یا طریقہ آپ کو ہماری اقدار اور معاشرتی ماحول سے جدا نہیں ملے گا۔

مصنفین بلاشبہ مبارکباد کا مستحق ہے کہ انھوں نے والدین کو اپنی اولاد کی تربیت کے لیے قابل عمل، سہل اور دلچسپ طریقے تجویز کیے ہیں۔ ان طریقوں پر عمل کر کے ہم مستقبل کی نسل کی بہترین تربیت کر سکتے ہیں۔

اس کتاب کی تیاری میں اگر مجھے کچھ افراد کی معاونت حاصل نہ ہوتی تو اسے موجودہ صورت میں لانے میں ناکام رہتا۔ سب سے پہلے میں ریاض محمود انجم کا مشکور ہوں جنھوں نے کتاب کے ترجمے میں میری معاونت کی۔ عبدالغفار صاحب نے بہت عرق ریزی سے کتاب کے مسودے پر نظر ثانی کی اور اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔ سنی راحیل اور یونس لطیف نے دن رات کی محنت سے بہت قلیل عرصے میں کتاب کو چھپائی کے مراحل سے گزارا۔ آمنہ اکبر اور نائلہ اشتیاق نے بھی کتاب کی پروف ریڈنگ اور تدوین میں مدد کی۔ سب سے بڑھ کر میں اپنی اہلیہ عائشہ ملک کا مشکور ہوں جنھوں نے بچوں کی ذمہ داریوں کو سنبھال کر مجھے ان کاموں کے لیے فراغت دی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کہ وہ ہماری اس کاوش کو آنے والی نسلوں کی بہتری کا ذریعہ بنائے اور ہمیں ہمارا آنے والا کل ہمارے آج سے بہتر بنانے کی توفیق دے۔ (آمین)

ثمر الغزالی

پیش لفظ

شیر خوار اور بہت چھوٹی عمر کے بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے حوالے سے تو سینکڑوں کتب دستیاب ہیں اور بڑی عمر کے بچوں کی مناسب نگرانی اور ان میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کے لیئے بھی والدین کی راہنمائی کے لیے کافی کتابیں موجود ہیں لیکن جو بچے ابھی ابھی سکول میں اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز کر رہے ہیں، یعنی جن کی عمریں، چار سے گیارہ سال کے درمیان ہیں، ان کی ذہنی و جسمانی نشوونما اور ان میں اپنے گھر، ماحول اور معاشرے کے لیے احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے کے موضوع پر عملی طور پر کوئی راہ نما کتاب یا معلوماتی مواد ڈھونڈھنا بہت مشکل ہے۔

کیا ایسا اس لیے ہے کہ سکول میں اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز کرنے سے قبل اپنے گھر میں کھیلنے کودنے والے بچوں کے علاوہ بلوغت کی عمر تک پہنچنے والے بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت زیادہ مشکل ہے؟

یا اس لیے کہ ننھے اور نوعمر بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے ضمن میں والدین زیادہ فکرمند ہوتے ہیں؟

یا اس لیے ہے کہ دودھ پیتے بچے بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور نوعمر بچے بڑی بڑی غلطیوں کے مرتکب ہو سکتے ہیں؟

شاید، یہ تینوں وجوہات درست ہیں لیکن اگر ہم بچوں کو پیش آنے والے مسائل کے حل ڈھونڈنے کے بجائے انہیں تعلیم و تربیت مہیا کرنے کے مواقع کے بارے میں غور کر رہے ہیں تو پھر ہمیں یہ سمجھنا ہو گا کہ وہ بچے جو سکول میں تعلیم کا آغاز کر چکے ہیں، یا کر رہے ہیں، وہ ہمارے لیے بہترین اور شاندار، مثال اور نمونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس عمر کے بچے وہ تصورات اور اصول، بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں اور ذہن نشین کر سکتے ہیں جنہیں سکول جانے سے قبل گھر میں کھیلنے کودنے والے بچے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ یہ بچے بلوغت کی عمر تک پہنچنے والے بچوں کے مانند شک و شبہات اور تنک مزاجی کا شکار نہیں ہوتے۔ ذہنی استعداد و اہلیت اور جذباتی اثر پذیری کے لحاظ سے یہ بچے اس قابل ہوتے ہیں کہ اپنے گھر، ماحول اور معاشرے کے حوالے سے انہیں، ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا جا سکتا ہے اور اس ضمن میں انہیں مناسب تربیت بھی مہیا کی جا سکتی ہے۔

اگر انہیں ذمہ داری سونپی جائے تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

اگر ان کی تعریف و توصیف کی جائے تو ان میں کام کرنے کا جذبہ اور تحریک پیدا ہوتی ہے۔

وہ عمر میں اس قدر بڑے ہوتے ہیں کہ کسی راہنمائی کے بغیر اپنی سمجھ بوجھ کے ذریعے اپنا کام انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس لحاظ سے عمر میں اس قدر چھوٹے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی انجام دہی کے ضمن میں اپنے والدین، اساتذہ اور دیگر سمجھدار افراد کا مشورہ اور راہنمائی بھی قبول کر لیتے ہیں۔

وہ اپنی غلطیوں سے فوراً ہی سبق سیکھ لیتے ہیں، اور اس عمر میں ان کی غلطیاں، ان کی حوصلہ شکنی کا باعث نہیں بنتیں۔

سکول میں ابتدائی تعلیم کے یہ سال، ایک ایسا سنہری دور ہے جس کے دوران آپ اپنے بچوں کو یہ تربیت مہیا کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی ملکیتی اشیاء، اپنے کام (فرائض)، اپنے افعال (سرگرمیوں)، اپنی صلاحیتوں، قابلیتوں، اپنے کردار اور اپنے انتخاب (پسند ناپسند) کے بارے میں اپنے اندر احساس ذمہ داری پیدا کریں۔

اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال و نگہداشت کے حوالے سے شاید یہ کتاب ان کتابوں سے مختلف ہو، ممکن ہے جنہیں آپ پڑھ چکے ہوں۔ یہ کتاب آپ کو مزاحمت کے بجائے تحریک مہیا کرے گی۔

بچوں کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال و نگہداشت کے ضمن میں والدین کی ذمہ داریوں اور فرائض کے موضوع پر تحریر کردہ اکثر کتب کا مقصد بچوں میں مسائل کی نشان دہی اور ان کی کمزوریوں کو اجاگر کرنا ہوتا ہے، جو قدرے منفی سوچ ہے۔ مثال کے طور پر، ان کتابوں میں یہی کہا جاتا ہے ''اگر آپ کو یہ مسئلہ درپیش ہے تو یہ طریقہ آزمائیں'' یا ''اگر جونی یہ غلطی کرتا ہے تو آپ اسے غلطی سے روکنے کے لیے یہ طریقہ استعمال کر سکتے ہیں۔'' یہ کہنا مقصود ہے کہ صرف والدین ہی کسی فعل کا ردعمل ظاہر کر سکتے ہیں۔

دراصل، والدین کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ درپیش ہوتا ہے کہ وہ اکثر اپنے بچوں کے افعال اور سرگرمیوں کے ضمن میں صورت حال کے بارے میں اپنی ذمہ داری محسوس کرنے، صورت حال پر قابو پانے اور والدین کی حیثیت سے قدم اٹھانے کے بجائے اپنی طرف سے ردعمل اور مزاحمت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اگر والدین کی حیثیت سے انہیں اپنے واضح اور مخصوص مقاصد کے متعلق علم نہیں، تو پھر ان کے لیے محض ایک ہی راستہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے افعال اور سرگرمیوں کے بارے میں مناسب رویے اور ردعمل کا اظہار کریں۔ لیکن اگر اپنے بچوں کی تربیت کے بارے میں آپ کے ذہن میں واضح اہداف و مقاصد

موجود ہوں تو آپ عملی قدم اُٹھا سکتے ہیں، صورت حال کو سنبھالنے کے لیے پیش قدمی کر سکتے ہیں اور اپنے خاندان کے مستقبل کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔

اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ مثبت نتائج حاصل کیے جائیں۔ اس کتاب کا بنیادی مقصد بچوں کو یہ احساس دلانا ہے کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں، اور ان کی تربیت اس طرح سے کرنا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں بہتر طریقے سے انجام دے سکیں۔

ان ذمہ داریوں کو بارہ اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان کو سکھانے کیلئے وہ آزمودہ طریقے اور تراکیب بتائی گئی ہیں جن کے ذریعے والدین، سکول کی ابتدائی جماعتوں میں پڑھنے والے بچوں کی تربیت کر سکتے ہیں۔ کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح والدین سال کے ہر مہینے، ایک علیحدہ اور مختلف قسم کی ذمہ داری پر اپنی توجہ مرکوز کر سکتے ہیں۔

یہ ایک ذاتی قسم کی کتاب ہے۔ نہ تو اسے نصابی کتاب کی حیثیت سے تحریر کیا گیا، اور نہ ہی یہ ایک طالب علم کے لیے استاد کی حیثیت رکھتی ہے، اور نہ یہ نوآموزوں کے لیے نصیحتوں کا پلندا ہے۔ اس کتاب سے تمام والدین، اپنی انفرادی نوعیت کے لحاظ سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ہمارا سب سے اہم تعارف، والدین کی حیثیت سے ہمارا تجربہ ہے اور ہماری یہ خواہش کہ ہم زیادہ اچھے والدین کیسے بن سکتے ہیں۔ اس کتاب میں مثالیں، واقعات، کہانیاں اور ذاتی تجربات شامل کیے گئے ہیں کیونکہ اکثر والدین کے مانند، ہم نے بھی تجربات کے ذریعے سیکھا ہے۔ مزید برآں، دیگر ہزاروں والدین کے تجربات کو بھی اس کتاب میں سمو دیا ہے۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والے اور ان سے بھی چھوٹی عمر کے بچوں کو ان کی ذمہ داریوں سے مؤثر طور پر آگاہ کرنے اور ان ذمہ داریوں کو انجام دینے کے حوالے سے ہم نے کتاب میں دو سو سے زائد آزمودہ طریقے اور تراکیب شامل کی ہیں۔ اس کتاب کا ذمہ داریوں کی ایک فہرست کے لحاظ سے مطالعہ کیجیے۔ اپنی پسند کے مطابق ذمہ داری کا انتخاب کیجیے، متعلقہ باب پر اپنی توجہ مرکوز کیجیے، اور وہ طریقے اپنایئے جو آپ کے بچوں کے لیے مفید ثابت ہوں۔

آج کے والدین، سابقہ دور کی نسبت، اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت، دیکھ بھال، نگہداشت کے حوالے سے زیادہ فکرمند، زیادہ پُرعزم اور بطور والدین اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے زیادہ آگاہ ہیں۔

اس دور میں بچوں کی پرورش، ایک انتہائی مشکل فریضہ ہے۔ والدین اس مشکل فرض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے تیار تو ہیں لیکن انہیں اس ضمن کچھ مدد کی ضرورت ہے اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں۔ ہمیں اُمید ہے یہ مطلوبہ مدد آپ کو اس کتاب کے ذریعے حاصل ہو جائے گی۔

لنڈا اور رچرڈ آئر

تعارف......آپ کے لیے والدین کی حیثیت سے!

ہر انسان اس بات سے آگاہ ہے کہ آج کے دور میں بچوں کی پرورش، کس قدر مشکل اور توجہ طلب امر ہے۔ بحیثیت والدین، ہم سب ایک باہمی تعلق میں جڑے ہوئے ہیں اور بدقسمتی سے اس تعلق کا ایک حصہ فکر وتردد ہے۔ ہم اپنے بچوں کی جسمانی حفاظت کے متعلق فکر میں مبتلا ہوتے ہیں، ہم ان کی جذباتی اور سماجی سلامتی کے متعلق فکر مند ہوتے ہیں، ہم ان کی درست نہج پر تعلیم وتربیت کے متعلق فکر مندی کا اظہار کرتے ہیں، ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں، اس معاشرے کے پُرسکون، مطمئن اور لطف آمیز پہلو کے اثر کے متعلق فکر مند ہو جاتے ہیں۔ جس ماحول میں بچے رہتے ہیں، ہم اس ماحول کی غیر اخلاقی نوعیت اور اس کے بڑھتے ہوئے غیر معیاری پن کے متعلق بھی فکر مند ہیں۔ ہم ان کے مستقبل میں پوشیدہ تمام قسم کے غیر یقینی حالات کے متعلق فکر مندی میں مبتلا ہیں۔

ہم جبلی طور پر اپنے بچوں کی حفاظت وسلامتی کے خواہش مند ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے ہم ہر قسم کے طریقے اور تراکیب آزماتے ہیں۔ ہم میں سے کچھ والدین حفاظتی آلات نصب کرواتے ہیں یا اپنے بچوں کو اغوا سے بچانے کے لیے تربیت مہیا کرتے ہیں۔ کچھ والدین اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے بچوں کو نجی درسگاہوں میں داخل کرواتے ہیں اور ان کی مہنگی فیسیں ادا کرتے ہیں، اور کچھ اپنے بچوں کو سکول سے اُٹھوا کر گھر میں پڑھاتے ہیں۔ ہم میں سے بعض والدین، بچوں کو ان کی پسند کی چیزیں دکھانے اور سنوارنے کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ کچھ اپنے بچوں کا مالی مستقبل محفوظ کرنے کے لیے اپنا سرمایہ وقف کر دیتے ہیں۔ اور کچھ اپنے بچوں کو ان کی ثقافتی جڑوں اور بنیادی اقدار سے متعارف کروانے کے لیے دیہاتی علاقوں اور گاؤں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

بہر حال، ان تمام اقدامات سے قطع نظر، ہم دل سے محسوس کرتے ہیں کہ اپنے بچوں کی حقیقی اور مستقل حفاظت کے لیے بہترین طریقہ یہ ہے کہ انہیں خود اپنی ذات کے متعلق احساس ذمہ داری سے روشناس کرا دیا جائے۔ شاید آپ نے اسی جذبے کے تحت اس کتاب کا انتخاب کیا ہے۔

ہمارے لیے والدین کی حیثیت سے توجہ طلب پہلوؤں کی ضرورت کا آغاز اس وقت ہوا جب ہمارے بڑے بچوں نے سکول میں اپنی تعلیم شروع کی۔ اس وقت سے اب تک ہم اپنے گھر میں کھیلنے کودنے والے بچوں کے متعلق مخصوص نشیب وفراز اور خوشیوں ، مایوسیوں سے گزرتے اور انہیں جھیلتے رہے، لیکن ہمارے فکروتردد کا دائرہ صرف اس امر تک محدود رہا کہ کیا وہ صحت مند اور خوش ہیں۔

بچوں کے سکول داخل ہونے کے باعث ہمیں ایک مختلف قسم کی فکرمندی کا سامنا کرنا پڑا۔ ہم پر اس تلخ حقیقت کا انکشاف ہوا کہ ہمارے بچے ہمارے حلقہ اثر سے نکل کر وقت اور حالات کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ دوسروں کے ہاتھوں میں کھیلنے لگے ہیں۔ حالانکہ انہیں اپنی قسمت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہیے تھی۔ پھر ہم نے محسوس کرنا شروع کیا کہ اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے ہمیں ضرورت سے زیادہ اقدامات کرنے چاہئیں۔ مزید برآں اب ہمیں اس ضرورت کا بھی احساس ہونے لگا تھا کہ اپنے بچوں کو بتائیں کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور انہیں کس طرح انجام دیا جا سکتا ہے۔

اس عرصے کے دوران، ایک دن ہمارے ساتھ قدرے سادہ سا واقعہ پیش آیا، جس نے بحیثیت والدین ہم پر ایک اور پہلو کے دروازے کھول دیئے۔ اس دن رچرڈ، ایک چھوٹے سے کاروبار کے مالک کے ساتھ انتظامی مشوروں میں مصروف رہے اجسے مختلف قسم کی مشکلات درپیش تھیں۔ رچرڈ کو اس کے مسائل کی شدت کا اس وقت تک اندازہ نہیں ہوا جب تک اس نے اپنے گاہک سے یہ سوال نہیں پوچھ لیے:

''آپ کے اہداف ومقاصد کیا ہیں؟

آپ اپنے کاروباری ادارے کے متعلق کیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟''

یہ سوالات سن کر وہ گاہک قدرے پریشان ہو گیا اور جواب دیا کہ وہ یقینی طور پر کچھ نہیں بتا سکتا۔ اس نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا: ''میرے ...... اہداف ومقاصد ...... ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ منافع کمانا ہی میرا مقصد ہے!''

''انتظام کاری برائے مقصدیت'' کے علمبردار کی حیثیت سے رچرڈ نے صبح کا بقایا وقت، اس کے اہداف ومقاصد اس کے سامنے واضح کرنے اور اسے یہ یقین دلانے میں صرف کیا کہ اگر وہ ایک دفعہ اپنے اہداف ومقاصد کا واضح اور حقیقت پسندانہ انداز میں تعین کر لیتا تو یقینی طور پر اسے اپنے ان اہداف ومقاصد کے حصول کے طریقے بھی معلوم ہو جاتے۔ اس طرح کے دیگر معاملات کے ضمن میں رچرڈ، ایک ایسے شخص پر تنقید کیے بغیر نہ رہ سکا جو اپنے اغراض ومقاصد کے متعلق واضح رویہ اپنائے بغیر ہی ان کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔

اس شخص اور دیگر افراد کے مسائل کے باعث یہ دن اس کے لیے بہت سخت ثابت ہوا، اور اس شام جب رچرڈ اپنی گاڑی میں گھر واپس آنے کے لیے روانہ ہوا تو اسے اُمید تھی کہ وہ یہ شام اپنے گھر میں لنڈا اور اپنے تین بچوں کے ساتھ پُرسکون اور مطمئن انداز میں گزار سکے گا۔

سکون؟ طمانیت؟ یہ کس بلا کا نام ہے؟

جب رچرڈ واپس اپنے گھر پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ ہمارے تین سالہ بچے نے باورچی خانے کے فرش پر انڈوں کا پورا ڈبا توڑ دیا ہے اور اس سے پہلے کہ لنڈا، اس کچرے کو صاف کرتی، بچہ اس چکنے فرش پر پھسل کر گر پڑا اور اس کا ناک زخمی ہوگیا۔ پانچ سالہ بچی یہ شکایت کر رہی تھی کہ کنڈر گارٹن کی جماعت کے دوسرے بچے اسے حقیر سمجھتے ہیں اور اب وہ دوبارہ سکول نہیں جائے گی۔ لنڈا، خود کو پُرسکون رکھنے کی ازحد کوشش کر رہی تھی لیکن وہ اپنی اس کوشش میں زیادہ کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔ گھر کا ماحول اس وقت مزید کشیدہ ہوگیا جب تین سالہ بچے کے پاس سے ٹوٹے ہوئے مارکر کا ایک ٹکڑا دریافت ہوا۔ ہماری یہ شام گھر کو صاف کرتے، جھاڑتے پونچھتے اور بچوں کے مسائل سے نپٹتے گزر گئی۔

بالآخر جب بچوں کے سو جانے کے بعد ہمیں کچھ اطمینان اور سکون نصیب ہوا تو ہم اپنا سانس بحال کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ پھر لنڈا کہنے لگی: ''ہم اپنے ان بچوں کے ساتھ کیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟''

اگر لنڈا نے عین وہی الفاظ استعمال نہ کیے ہوتے جو رچرڈ نے اس صبح اپنے دفتر میں مشکلات میں گھرے اپنے اس گاہک سے کہے تھے تو شاید ان الفاظ کے درمیان کسی قسم کا تعلق قائم نہ ہوتا:

''ہم کیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟''

بالفاظِ دیگر ''ہمارے اہداف و مقاصد کیا ہیں؟''

اس لیے ہم نے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی اور ہمارا جواب اسی عمومی نوعیت کا اور نامکمل تھا جو اس ناکام کاروباری شخص نے دیا تھا:

''ہمارے اغراض و مقاصد؟ ٹھیک ہیں، ہم ان کے حصول کی کوشش کر رہے ہیں، یعنی ان کی تکمیل کی کوشش کر رہے ہیں، انہیں راہنمائی مہیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں!''

رچرڈ نے اس صبح جو تنقیدی الفاظ دوسروں کیلئے بولے تھے، وہ اس کی طرف اُلٹ کر آئے:

''اگر آپ کو اپنے مخصوص اغراض و مقاصد کے بارے واضح طور پر کوئی اندازہ نہیں ہے تو پھر آپ ان کی تکمیل کے بجائے ہمیشہ ان کے حصول کی تگ و دو میں مصروف رہیں گے۔ اگر آپ کامیابی کے خواہاں ہیں تو پھر آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے لیے واضح اغراض

ومقاصد متعین کریں۔ جب آپ کو اپنے اہداف ومقاصد کے متعلق بہت کم علم ہے تو پھر آپ ان کی تکمیل کے لیے کیسے بھرپور کوشش کر سکتے ہیں؟''

یہ صورتحال، ہمارے خاندان کے لیے ایک نئے نظریے اور انداز فکر ''والدین کا کردار برائے مقصدیت'' کی ابتدا تھی۔

جب ہم نے گزرتے ایام اور مہینوں میں اس نئے نظریے اور انداز فکر کے بارے میں غور وفکر جاری رکھا تو ہمیں معلوم ہوا کہ بحثیت والدین، ہمیں جن ناکامیوں اور مایوسیوں کا سامنا کرنا پڑا، ان کی وجہ یہ حقیقت تھی کہ ہمارے پاس اپنی کارکردگی اور کامیابی کا اندازہ لگانے کے لیے کوئی ہدف یا معیار موجود نہ تھا۔ چونکہ ہم نے اپنے لیے کوئی خاص اغراض ومقاصد متعین نہیں کیے تھے، اس لیے بطور والدین ہم اپنی کارکردگی کا وقتی احساسات کے ذریعے جائزہ لینے پر مجبور تھے۔ ہمارا احساس اکثر ہمارے اشتعال اور غصے کا نتیجہ ہوتا، یا پھر بے صبری، یا دیگر منفی جذبات کا۔ اور ان منفی احساسات کی وجہ سے بطور والدین، ہم اپنے کردار کے متعلق منفی انداز میں سوچ رہے تھے۔

ہم دونوں نے اب فیصلہ کر لیا کہ نہ صرف ہماری طمانیت اور ذہنی سکون کی خاطر، بلکہ ہماری شادی، ہمارے گھرانے اور ہمارے بچوں کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے لیے واضح اہداف ومقاصد متعین کرلیں۔ ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ اگر اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے اپنے اغراض ومقاصد طے کرلیں گے تو ہم اپنے بچوں کے رویوں کی مزاحمت کرنے کے بجائے اپنی طرف سے وہ عملی اقدامات اُٹھا سکیں گے، جن کے ذریعے ہمارے بچے ذمہ دارانہ زندگی کی طرف پیش رفت کر سکیں گے۔

ہمیں یہ احساس بھی ہوا کہ اپنے اغراض ومقاصد کی غیر موجودگی میں ہم دفاعی اور معذرت خواہانہ رویہ ہی اپناتے رہیں گے۔ ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ ایک واضح اور جارحانہ قدم ہی بہترین دفاعی قدم ثابت ہوتا ہے۔

ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ چھوٹے بچوں کے لیے بہترین مقصد، خوشی ومسرت ہے۔ یعنی سکول جانے سے پہلے کے چند سالوں میں اگر انہیں درست تربیت اور راہنمائی مہیا کی جائے تو وہ مختلف قسم کی خوشیاں حاصل کرنے کے لیے اپنی استعداد کار کا دائرہ وسیع کر سکتے ہیں۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ پانچ سال سے کم عمر بچوں کے لیے ذہانت کے عنصر کی نسبت ''خوشی کا عنصر'' زیادہ اہم ہے۔ پھر ہم نے ''خوشی ومسرت'' کو بارہ مختلف اقسام میں تقسیم کیا اور والدین کی راہنمائی کے لیے ایک کتاب تحریر کی جس میں اس بات کو مرکزی حیثیت حاصل رہی کہ وہ کس طرح اپنے بچوں کو خوشی سے لطف اندوز ہونے کی تربیت مہیا کر سکتے ہیں۔

بہر حال، جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے، ہمیں سب سے زیادہ فکر اپنے ان بچوں کے بارے میں تھی جو ابھی اپنی ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ہمیں یہ معلوم تھا کہ ہمارا سب سے اہم مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو بتائیں کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور وہ یہ ذمہ داریاں کیسے انجام دے سکتے ہیں۔ بچوں کی تربیت کا یہ ایک ایسا پہلو ہے جس کے متعلق سیکھنے کا آغاز وہ سکول میں داخل ہونے سے پہلے بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر بچے اپنی ابتدائی تعلیم کے اختتام تک یہ سب کچھ نہ سیکھ سکے تو شاید، وہ تمام زندگی یہ اہم بات نہیں سیکھ پائیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے کیا مراد ہے کہ بچے کو اس کی ذمہ داری کے متعلق بتایا اور تربیت مہیا کی جائے؟

اگر آپ یہ سوال دس والدین سے پوچھتے تو شاید آپ کو دس مختلف جوابات ملتے۔

کچھ والدین کے نزدیک اس سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ وہ جاگنے کے بعد اپنا بستر درست کریں اور اپنا لباس تبدیل کریں۔

کچھ والدین اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ بچوں میں یہ جذبہ اور تحریک پیدا کریں کہ وہ خاندانی اُمور انجام دیں یا گھریلو کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ والدین، اپنے بچوں کو ان کی ذمہ داریوں سے محض اس لیے آگاہ کرنا چاہتے ہوں کہ ان کے اپنے کام کا بوجھ ہلکا ہو، انہیں زیادہ وقت اور زیادہ آزادی میسر ہو۔

ذمہ داری کیا ہے؟

ہمارے خیال میں ''ذمہ داری'' کا مفہوم کہیں زیادہ ..... بلکہ بہت زیادہ وسیع ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ:

☆ بچے اپنی ذات، اپنے خاندان، اپنے معاشرے، ملک اور مذہب سے متعلق اپنی ذمہ داری نبھا سکیں۔

☆ بچے اپنی زندگی اور حالات کے تمام پہلوؤں کے بارے میں اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔

☆ وہ اپنی صلاحیتوں، احساسات، خیالات، افعال اور آزادی کے بارے میں ذمہ دارانہ رویہ اختیار کریں۔

احساسِ ذمہ داری، بلوغت کی عمر تک پہنچنے کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ ہے۔ اور والدین کا یہ اہم ترین فرض یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بتائیں کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور وہ ان ذمہ داریوں کو کس طرح انجام نبھا سکتے ہیں۔

☆ سب سے بنیادی سطح پر ذمہ داری سے مراد ''اطاعت و فرمانبرداری'' ہے۔

☆ اس سے اوپر بلند سطح پر ذمہ داری کا مفہوم یہ ہے کہ اخلاقی لحاظ سے ہمارے افعال اور رویے، دوسروں پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔

☆ اس کے بعد، نظم وضبط ہے، اور سب سے بلند سطح پر "دوسروں کی خدمت" ذمہ داری کے زمرے میں شامل ہے۔

ذمہ داریوں کی اس ترتیب کے لحاظ سے بچے اپنی ذمہ داریوں کے متعلق بخوبی طور پر آگاہ ہو جاتے ہیں:

☆ سب سے پہلے وہ اپنے والدین (اطاعت وفرمانبرداری) کے بارے میں اپنی ذمہ داری کے متعلق تربیت حاصل کرتے ہیں۔

☆ پھر وہ اپنے معاشرے کے بارے میں اپنی ذمہ داری سے آگاہ ہوتے ہیں کہ وہ خود کیا ہیں اور وہ کس قسم کا رویہ اپناتے ہیں۔ (اخلاقیات)

☆ اس کے بعد وہ اپنی ذات کے متعلق ذمہ داری (نظم وضبط) کا شعور حاصل کرتے ہیں۔

☆ اور پھر آخر میں دیگر افراد کے بارے میں ذمہ داری (خدمت) کے متعلق سیکھتے ہیں۔

بہت چھوٹے بچے، ذمہ داری کا مفہوم اس صورت میں سمجھ سکتے ہیں جب وہ اس کا عملی مظاہرہ والدین اور اپنے سے بڑوں کی اطاعت وفرمانبرداری میں کریں اور، اپنی ملکیتی اشیاء اور مختلف قسم کے کام میں کریں گے۔

جب وہ قدرے بڑے ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنے افعال (سرگرمیوں) کے متعلق ذمہ داری محسوس کر سکتے ہیں۔ جب بچے مزید بڑے ہوتے ہیں تو پھر ان میں اپنے انتخابات (پسند و ناپسند)، کردار، صلاحیتوں، قابلیتوں اور پھر آخر میں دوسرے لوگوں (خدمت) کے بارے میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

ذمہ داری کی ابتدائی سطحوں سے آگہی حاصل کرنے کے ذریعہ بچہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ ذمہ داری کی باقی ماندہ سطحوں کو بھی بخوبی قبول کرے۔ ذمہ داریوں کی اس ترتیب کو مندرجہ ذیل گوشوارے کے ذریعے سمجھایا جا سکتا ہے:

عمر	ذمہ داری، بطور	ذمہ داری، برائے	جوابدہ
چھ سال یا کم	اطاعت وفرمانبرداری	- اطاعت وفرمانبرداری - اپنی ملکیتی اشیاء کی حفاظت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری - اپنے کام کی ذمہ داری	والدین، بہن بھائی، اساتذہ، اپنے سے بڑے افراد

8 سال	اخلاقیات	-اپنے کاموں اوران کے نتائج کی ذمہ داری قبول کرنا -اپنی صلاحیتوں کے بہتر اور بھرپور استعمال کی ذمہ داری -اپنے رویے کی ذمہ داری	معاشرہ
10 سال	نظم وضبط	-انتخابات (پسند و ناپسند) کی ذمہ داری -اپنے کردار کی ذمہ داری -اپنی صلاحیت کے بہتر استعمال کی ذمہ داری	بذاتِ خود
12 سال	خدمت	-قابل بھروسا ہونا -سچائی اور دیانتداری -خدمت گزاری	دیگر افراد

مندرجہ بالا ترتیب کا لحاظ رکھے بغیر بچوں کو ذمہ داری کی تربیت دینا مشکل کام ہے۔ اگر ایک بچہ اپنے والدین کے بارے میں ذمہ داری سے آگاہ نہیں ہے تو اس میں معاشرے کے بارے میں احساس ذمہ داری پیدا نہیں ہوسکتا۔ عام طور پر بچے اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے بارے میں ذمہ داری سے اس وقت تک آگاہ نہیں ہوسکتے جب تک وہ اپنے کام اور اپنے رویوں کے متعلق ذمہ داری قبول نہیں کرتے۔ جو بچہ اپنے والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری سے متعلق اپنی ذمہ داری سے بخوبی واقف ہے، وہی بچہ نظم وضبط کے متعلق نہایت آسانی سے ذمہ داری انجام دے سکتا ہے۔

اس گوشوارے میں دی گئیں عمریں عموی اور اندازا ہیں۔ مختلف قسم کے بچے مختلف عمروں میں مختلف قسم کی ذمہ داریاں محسوس کرسکتے ہیں اور انہیں انجام بھی دے سکتے ہیں۔ اس ضمن میں اہم بات، عمر کا تعین نہیں ہے بلکہ اہم وہ ترتیب ہے جس لحاظ سے بچوں کو ذمہ داری کا احساس دلایا جاتا ہے۔ جیسے ہی بچے خود کو سنبھالنے کے قابل ہوجائیں، انہیں ذمہ داری کے بارے میں ابتدائی تصورات سکھا دینا چاہئیں اور پھر بتدریج باقی تصورات بھی ان کو ذہن نشین کرادینے چاہئیں۔

پہلے باب ہی سے یہ کتاب ایک ایسے طریقے کے مطابق تحریر کی گئی ہے کہ گوشوارے کی تقسیم کے مطابق کتاب کو مختلف حصوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔ ہر باب کا آغاز، زیرِغور ذمہ داری سے متعلق مثال اور تعریف سے ہوتا ہے۔ یہ افتتاحی مثال، زندگی میں پیش آنے والے سچے واقعے کے مانند ہے جو ممکن ہے کہ آپ کے لیے غیر مانوس نہ ہو۔

ہر مثال کے بعد مختلف طریقے بتائے گئے ہیں۔ والدین اپنی پسند کے مطابق کسی بھی طریقے کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک طریقہ، ایک ایسی ترکیب ہے جس کے ذریعے آپ بچوں کو ان کی ذمہ داری کے بارے میں تربیت دے سکتے ہیں۔

چھوٹے بچوں (چار سال کی عمر سے) کے لیے مخصوص طریقے ہمیشہ پہلے آتے ہیں اور بڑے بچوں (بارہ سال کی عمر تک) کے لیے مخصوص طریقے بعد میں آتے ہیں۔

ہر باب کا اختتام، کچھ موثر مشقوں اور معمولات پر ہوتا ہے جنہیں ''خاندانی اہم نکات'' کا نام دیا گیا ہے۔ ایک گھرانے کے اندر یہ نکات، مستقل عادات کی صورت اختیار کر سکتے ہیں تا کہ اس عادت کے مترادف ذمہ داری، بچوں کو ذہن نشین کرانے کے علاوہ اس عادت کو پختہ بھی کیا جا سکے۔

یہ اہم نکات، زیادہ سے زیادہ ذاتی نوعیت کے ہیں اور ہمارے اپنے گھرانے کے اندر ایک یا دو اقسام کے مخصوص نظریات ہیں جن کی مدد سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم ان کے ذریعے اپنے گھرانے اور دیگر گھرانوں میں بھی ایک خاص قسم کی ذمہ داری، آنے والے مہینوں اور سالوں میں بخوبی طور پر زندہ اور قائم رکھ سکتے ہیں۔

آپ محسوس کریں گے کہ ہر باب میں دیئے گئے طریقے، مختلف قسم کے کھیلوں، گیتوں، کہانیوں اور دیگر سرگرمیوں پر مشتمل ہیں جن کے ذریعے بچے ایک خاص قسم کی ذمہ داری سے آگاہ ہوتے ہیں اور تربیت حاصل کرتے ہیں اور یہ کھیل، گیت، کہانیاں اور دیگر سرگرمیاں، آپ اس وقت استعمال کرتے ہیں جب آپ اس مخصوص باب میں مذکور ذمہ داری سے اپنے بچوں کو آگاہ کرنے اور اسے اپنے بچوں کو سکھانے پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ دوسری طرف ''خاندانی اہم نکات'' وہ معمولات، مشقیں، لائحہ عمل یا روایات ہیں جو آپ اپنے خاندان میں مستقل اور بطور عادات رائج کرنا چاہتے ہیں۔

بچوں کو ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں احساس دلانے اور اس کتاب میں مذکور طریقوں اور تراکیب کے بہترین استعمال کے حوالے سے کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ مندرجہ ذیل چھ اہم اُصولوں کی افادیت کا اعتراف کریں اور ان کے متعلق بخوبی طور پر آگہی حاصل کریں:

تربیت کے چھ رہنما اُصول

۱۔ ہر بچہ ایک دوسرے سے مختلف ہے

بچوں کی پرورش کے دوران یہ واضح حقیقت ہمارے سامنے نہیں آتی کہ ہر بچہ، دوسرے سے مختلف اور منفرد خصوصیات کا حامل ہے۔ جس طرح ہر بچہ نظم وضبط کے لحاظ سے مختلف رویہ اختیار کرتا ہے، اسی طرح ہر بچہ ذمہ داری کے لحاظ سے بھی مختلف ردعمل کا اظہار کرے گا۔ اگرچہ کچھ اُمور، لازمی طور پر یکساں طور پر

انجام دینے چاہئیں لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ مختلف بچوں میں کام کرنے کی اُمنگ پیدا کرنے کے لیے مختلف طریقوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے (مثال کے طور پر کچھ بچوں کو حوصلہ افزائی کی زیادہ ضرورت ہے اور کچھ بچوں کو زیادہ حساسیت درکار ہوتی ہے۔)

۲-کارکردگی کا انحصار توقعات پر ہے

بچوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے اور اس ضمن میں انہیں تربیت مہیا کرتے ہوئے ایک دلچسپ امر ہم مسلسل سیکھتے اور اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ بچے عین اسی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کی واقعی ان سے توقع رکھی جاتی ہے۔ (اگر آپ غلط بیانی کر رہے ہیں تو بچے اس کے متعلق آپ کو بتا بھی سکتے ہیں۔)

ایک ماں کی مالی حالت اس بات کی اجازت دیتی تھی کہ وہ گھریلو کام کاج کیلئے ملازمہ رکھ سکے۔ اس کا یہ بھی خیال تھا کہ مستقبل میں بچے خاص طور پر لڑکیوں کو شادی کے بعد گھر کے کام کرنے پڑیں گے۔ لہٰذا اس کا خیال تھا کہ ابھی بچوں کو گھریلو کام کاج کی بجائے زیادہ سے زیادہ وقت پڑھائی، کھیل کود، سینے پرونے اور موسیقی سیکھنے کے لیے وقت صرف کرنا چاہیے اور گھر کے کام کاج کیلئے ملازمہ رکھ لینی چاہیے۔ ممکن ہے کہ آپ اس فلسفے سے متفق ہوں یا نہ ہوں، لیکن اصل نقطہ یہ ہے کہ گھریلو کام کاج کے ضمن میں ان لڑکیوں نے عین وہی کچھ سیکھا اور ان ذمہ داریوں کے بارے میں بعین وہی رویہ اپنایا جس کی ان سے توقع رکھی گئی تھی۔

۳-مثال (زمانہ) بہترین استاد ہے

مثل مشہور ہے کہ ''زمانہ بہترین استاد ہے'' اور اس زمانے میں قدم قدم پر مثالیں بکھری پڑی ہیں، لہٰذا، بچوں کو ان کی ذمہ داری کے متعلق آمادہ کرنے اور اس ضمن میں انہیں تربیت مہیا کرنے کا بہترین طریقہ ''مثال'' ہے۔ اگر باورچی خانے میں ہر وقت گند مچا رہے اور لاؤنج کی چیزیں الٹ پلٹ دکھائی دیں تو بچے مشکل ہی سے اپنے کمرے صاف رکھیں گے۔ اگر باپ اپنے موزے اتار کر وہیں پھینک دے، اپنے کپڑے لٹکانے کے لیے بچوں کی ماں کا انتظار کرے، پانی کی ٹونٹیوں کو بند نہ کرے، کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ جائے تو نیا شیشہ نہ لگوائے، تو بچے لازمی طور پر کاہلی، سست روی اور کام کو التوا میں ڈالنے کی عادت سیکھیں گے اور عملی زندگی میں ایسا ہی کریں گے۔

اب ہمیں چاہیے کہ ایک لمحہ توقف کریں اور اپنا جائزہ لیں۔ اگر ہم اپنے بچوں کو وہ چیز سکھانے کی کوشش کر رہے ہیں جس کی عادت ہمیں نہیں ہے تو پھر اس ضمن میں ہمارا پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ ہم پہلے خود کو بدل لیں۔

مزید برآں، عزت و احترام اور ذمہ داری کے درمیان تعلق کو ذہن میں رکھیے۔ اگر آپ اپنی ذاتی

اشیاء، اپنے کام اور دوسرے افراد کے لیے عزت واحترام کا اظہار کرتے ہیں، تو پھر یہی چیزیں آپ کو اہم دکھائی دیں گی۔ اور اس طرح آپ ان کے لیے ذمہ داری کا مظاہرہ کریں گے۔ آپ کے بچے، آپ کو دیکھتے ہوئے، اسی قسم کے طرزِ عمل کا اظہار کریں گے۔

۴۔ مستقل مزاجی اور ثابت قدمی، نہایت ضروری ہے

بچوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے اور انہیں پورا کرنے کی تربیت دینے کیلئے مستقل مزاجی اور ثابت قدمی بلاشبہ سب سے مشکل کام ہے۔

جب ہمارے پہلی بچی پیدا ہوئی تو ہم نے اس بچی کی آنکھوں میں جھانکا اور اپنی آنکھوں میں خواب سجا لیے۔ ہم نے چشمِ تصور میں دیکھا کہ شام چھ بجے ہماری دس سالہ بیٹی موسیقی کی کلاس جانے کیلئے ہمارے اچھے لباس میں ملبوس ہمارے کمرے میں آئے گی۔ وہ اپنے کمرے کو صاف کرنے اور ترتیب دینے کے بعد سکول جانے سے قبل ناشتا کرے گی۔ پھر سکول سے گھر واپس آتے ہی سیدھا اپنے سکول کا کام کرنے اور گھریلو ذمہ داریاں انجام دینے کے لیے چلی جائے گی۔

اگر اس ننھی بچی کو یہ علم ہوتا کہ اس سے کیا توقعات وابستہ کی گئیں تو پھر وہ حیرت زدہ رہ جاتی۔ لیکن اس کی یہ حیرت ہماری اس حیرت سے کہیں کم ہوتی جو ہمیں اس وقت ہوتی اگر ہم یہ جان لیتے کہ اپنی ان توقعات کو پورا کرنے کیلئے ہمیں کتنی محنت کرنا ہوگی اور اپنے ان خوابوں کو پورا کرنے کیلئے ہمیں اپنی بیٹی کی کیسی تربیت کرنا ہوگی۔

یہ کہنا بہت آسان اور منطقی ہے۔

''جوش، اب تم اپنا کمرہ صاف کرلو تا کہ تم ہمارے ساتھ دُکان پر جا سکو۔''

لیکن یہ اس وقت آسان نہیں ہے جب آپ کو بخوبی یہ علم ہے کہ وقت بہت کم ہے اور آپ نے دکان پر جا کر واپس بھی آنا ہے، رات کا کھانا تیار کرنا ہے، بچے کے لیے آیا ڈھونڈنی ہے اور شام کو باہر جانا ہے۔ اسے گھر پر چھوڑ کر جانا اور بھی مشکل ہے جب آپ یہ دیکھتے ہیں کہ اس کا کمرہ ابھی تک بے ترتیب ہے اور آپ کو یہ بھی علم ہے کہ اس کے بہترین دوست کی سالگرہ کی تقریب ہے اور وہ اپنے دوست کے لیے تحفہ، لازمی طور پر بذاتِ خود خریدنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھیے کہ اگر آپ اسے اس کا کمرہ صاف ہونے سے پہلے ہی دکان پر لے جاتی ہیں، تو پھر اس کا واضح مطلب یہ ہے:

''ماں جو کہتی ہے وہ کرنا ضروری نہیں ہے!''

بعض اوقات، ہمیں اپنے بچوں میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے کے لیے سخت رویہ اختیار کرنا بہت

ضروری ہوتا ہے۔ جس قدر جلد ہمیں یہ احساس ہو جاتا ہے کہ بچوں میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے اور انہیں اس کی تربیت مہیا کرنے کا انحصار، ہر قسم کی مشکلات سے قطع نظر، ہمارے رویے، مستقل مزاجی اور ثابت قدمی پر ہے۔ صبر وتحمل، فہم وآگہی اور حوصلہ وجرأت کے مظاہرے سے زیادہ مشکل بات کوئی نہیں ہے۔

۵- بچے، عملی واقعات وحالات سے سیکھتے ہیں

ہم چند ایسے والدین سے واقف ہیں جو اپنے بچوں کو اپنی مرضی کا کام کرنے پر آمادہ کرنے کی مہارت رکھتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو مختلف طریقوں دباؤ ڈال کر انہیں اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ وہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کریں یا سکول میں اوّل درجہ حاصل کریں۔

بچے میں سیکھنے کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے۔ کوئی بھی چیز سیکھنے کیلئے ضروری ہے کہ سیکھنے والا اندر سے سیکھنے پر آمادہ ہو۔ یعنی اسے اس کام کی افادیت کا احساس ہو۔ جب بچے یہ نہیں سمجھ پاتے کہ والدین انہیں جو سکھانا چاہ رہے ہیں وہ کیوں اہم ہے تو ان کی زیادہ توجہ اس بات کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے کہ والدین کو دھوکا کس طرح دیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ بچوں کو اصولوں سے روشناس کرائیں اور پھر انہیں موقع مہیا کریں کہ وہ اپنی ذمہ داریاں قبول کریں۔ مزید برآں، سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں خود عملی نمونہ بننا چاہیے۔ ہمارے لیے سب سے زیادہ فکر مندی کی بات یہ ہونی چاہیے کہ ہمارے بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کیسے ہو، انہیں ہم تعلیم وتربیت کیسے مہیا کریں، ان کی فلاح وبہبود کس طرح ممکن ہو، اس ضمن میں ہمیں اپنے آرام یا شہرت کو پس پشت ڈال دینا چاہیے اور اس امر کی قطعاً پروا نہیں کرنا چاہیے کہ دوسرے ہمارے متعلق کیا سوچتے ہیں۔

۶- فخر وافتخار، احساسِ ذمہ داری کو تقویت بخشتا ہے

جب بچے اپنی انفرادی شخصیت اور شخصیت میں پختگی کے اعتبار سے مناسب اور موزوں قسم کے فخر وافتخار سے سرفراز ہو جاتے ہیں تو وہ خود میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

اپنے کام کی انجام دہی کے دوران جب وہ احساس تفاخر محسوس کرنا سیکھ جاتے ہیں تو وہ اپنی ذمہ داری، اپنے دل کی گہرائیوں سے انجام دیتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے بارے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور انہیں اس بات پر بھی فخر کا احساس ہوتا ہے کہ وہ مستقبل میں کس قسم کی ذمہ داریاں سنبھال رہے ہیں۔ عام طور پر والدین کی طرف سے تعریف وتوصیف، ان میں فخر وافتخار کا باعث ہوتی ہے۔

اپنی مقصدیت کے لحاظ سے یہ کتاب، محض مطالعے کے لیے نہیں بلکہ ایک ایسا لائحہ عمل ہے جسے ہم استعمال کر سکتے ہیں۔ والدین، مشکلات اور پیچیدگیوں سے بھرپور زندگیاں گزارتے ہیں جہاں مختلف

مفادات اور ذمہ داریاں انہیں چاروں طرف سے گھیرے رکھتی ہیں۔ عام طور پر، بحیثیت والدین، ان کا کردار زیادہ قابل ترجیح نہیں سمجھا جاتا۔ ہم اس کے متعلق صرف ہونٹ ہلانے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ زبانی طور پر تو والدین کے کردار کو ہم بہت اہمیت دیتے ہیں، لیکن ہم والدین کے کردار کو کسی حقیقی حکمت عملی یا منصوبے کے تحت انجام دینے کے بجائے کسی خاص ضرورت یا حالات کے تحت ہی انجام دیتے ہیں۔

یہ کتاب ایک ایسے لائحۂ عمل پر مشتمل ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو ہمیں قابل قدر، شاندار اور حیرت انگیز نتائج حاصل ہوں گے۔ لیکن اس پر عمل درآمد آسان نہیں ہے اور اسے لاشعوری طور پر انجام نہیں دیا جاسکتا۔ بالفاظ دیگر، سوال یہ نہیں ہے کہ آپ اس کتاب میں مذکور نظریات سے متفق ہیں؟ بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا آپ کے پاس وقت ہے اور آپ اس کتاب میں دیئے گئے نظریات کو عملی طور پر اپنے بچوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مختصر طور پر یوں کہا جاسکتا ہے کہ کیا آپ اپنے بچوں کو ان کی ذمہ داری سے آگاہ کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

اس کتاب کو استعمال کرنے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ آپ محض، اپنے بچے کو اس کی عمر کے مطابق سب سے مناسب اور موزوں ذمہ داری سے آگاہ کرنے اور اس ضمن میں اُسے تربیت دینے کی کوشش کریں (مثلاً اپنے چار سالہ بچے کے لیے آپ ''اطاعت وفرمانبرداری''، اپنی ملکیتی اشیاء اور ''کام'' کے متعلق ذمہ داری سے آگاہ کریں اور اپنے دس سالہ بچے کو ''انتخاب (پسند و ناپسند)'' اور ''صلاحیتوں'' کے بارے میں ذمہ داری کا احساس دلائیں۔) اگر آپ کے ایک یا دو بچے ہیں تو یہ بہت ہی سادہ اور آسان ہے۔ بصورت دیگر، اگر آپ کے کئی بچے ہیں تو پھر آپ کے لیے یہ امر قدرے مشکل ہوگا کہ بیک وقت، آپ کئی مختلف بچوں کے لیے مختلف قسم کی ذمہ داریوں پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ علاوہ ازیں، آپ کا ایک دس سالہ بچہ ہو اور جسے ابھی تک اپنی ملکیتی اشیاء، یا ''کام'' کے متعلق ذمہ داری کا احساس نہ ہو، اور اس طرح وہ ''صلاحیت'' یا ''کردار'' کے بارے میں ذمہ داری کے متعلق بہتر آگہی حاصل کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔

دوسرا طریقہ یہ ہے، (جو عملی طور پر بہترین تصور کیا جاتا ہے) کہ آپ ہر ماہ، ایک مختلف ذمہ داری (ایک باب) کے لحاظ سے بطور خاندان، اس پر توجہ مرکوز کریں۔ یہ کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے، اور ہر باب، سب کے لیے مخصوص ہے۔ نیز، ہر باب، ان طریقوں پر مشتمل ہے جو اس مخصوص ذمہ داری کے بارے میں تربیت مہیا کرنے کے لیے ہیں، مزید براں، ان طریقوں کو ان کی بنیادی نوعیت کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ اس طرح، ایک مخصوص ماہ میں، آپ اپنے بچوں کی انفرادی عمروں کے لحاظ سے ان کے لیے سب سے موزوں اور مناسب طریقوں اور مشقوں کا انتخاب کرسکتے ہیں۔

ایک ماہ میں جب آپ ایک ''ابتدائی'' ذمہ داری (مثلاً اپنی ملکیتی اشیاء پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں) تو ممکن ہے کہ آپ کو اپنے چھوٹے بچوں کے ضمن میں سخت محنت کرنا پڑے، یعنی ایک مثال مہیا کرنے کے لیے بڑے بچوں کو ان کی ذمہ داری کے متعلق آگاہ کرنا پڑے۔ ایک ایسے ماہ میں جب آپ ایک زیادہ اہم ذمہ داری (مثلاً ذمہ داری برائے خدمت گزاری) پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں، تو آپ اصولی طور پر اپنے بڑے بچوں پر توجہ مرکوز کر سکتے ہیں اور مثال قائم کرنے کے لیے متعلقہ باب میں موجود سب سے بنیادی طریقوں اور کہانیوں کو اپنے چھوٹے بچوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

اگر آپ یہ انداز فکر اپناتے ہیں، تو پھر یاد رکھیے کہ آپ کے گھرانے کی طرف سے مشترکہ کوششیں ہونا چاہئیں۔ جو اہم لائحہ عمل آپ اپریل میں اختیار کرتے ہیں تاکہ اپنے بچوں کو ان کے افعال (سرگرمیوں) کے بارے میں ذمہ داریوں سے آگاہ کر سکیں تو آپ کو چاہیے کہ یہ لائحہ عمل بخوبی طور پر ان کے ذہن نشین کرا دیں تاکہ یہ لائحہ عمل اور معمول مئی میں بھی خودکار انداز میں جاری رہے جب آپ اپنی شعوری کوششوں کا رُخ صلاحیتوں کے بارے میں ذمہ داری کی طرف منہ موڑ لیتے ہیں۔

جب آپ اپنے اس منصوبے پر عمل ایک سال تک عمل کر چکیں، تو اب آپ کے بچے ایک سال بڑے ہو چکے ہیں۔ انہیں ایک سال کا تجربہ حاصل ہو چکا ہے۔ اب آپ اور وہ، ہر مخصوص ذمہ داری کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں اور اس کے متعلق زیادہ واضح طور پر لائحہ عمل اپنا سکتے ہیں۔

اس ضمن میں ایک احتیاط کیجیے کہ جلد بازی اور بے صبری کا مظاہرہ مت کیجیے۔ اس کتاب میں سیکڑوں طریقے موجود ہیں۔ والدین یہ تمام طریقے استعمال نہیں کر سکتے۔ درحقیقت، کوئی بھی شخص ہمیشہ ہی ان تمام طریقوں کے استعمال کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔

لہٰذا، ایسی کوئی بھی کوشش مت کیجیے بلکہ نہایت سادہ انداز میں ہر ماہ ایک مخصوص ذمہ داری کو اپنی توجہ کا مرکز بنایے اور اس کے متعلق ہی غور و فکر کیجیے۔ آپ نہایت آسانی کے ساتھ ایک چیز کو ذہن نشین کر سکتے ہیں اور اس کے متعلق مسلسل آگہی حاصل کر سکتے ہیں۔ درحقیقت، جب آپ کسی ایک مخصوص ذمہ داری پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں تو آپ میں زیادہ قوت تحریک پیدا ہو جاتی ہے اور آپ لاشعوری طور پر اس پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ آپ یہ کام کس قدر بہتر انداز میں انجام دیتے ہیں۔

جب آپ ایک وقت میں کسی ایک مخصوص ذمہ داری کو اپنی توجہ کا مرکز بنائے ہوئے ہوں، تو ممکن ہے کہ آپ یہ سوال کریں کہ ہمیں وہ کہانیاں سنانے یا گفتگو کرنے یا کھیل کود میں حصہ کب ملتا ہے جنہیں مختلف طریقوں کے طور پر اس کتاب میں درج کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں وقت کے انتخاب کے لیے رات کے

کھانے لیے مخصوص وقت پر غور کیجیے اور اس دوران ان میں سے کوئی بھی طریقہ آزمانے کی کوشش کیجیے۔
جب افراد خانہ بڑے ہو جاتے ہیں تو پھر انہیں دن میں کسی بھی ایک وقت اکٹھا مل بیٹھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لہٰذا رات کے کھانے کے لیے مخصوص وقت پر گفتگو کرنے، ایک دوسرے کو ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے اور سیکھنے سکھانے اور تربیت مہیا کرنے کے لیے استعمال کیجیے۔

پہلا حصہ

والدین کے بارے میں ذمہ داری

سب سے پہلا سبق جو بچے سیکھ سکتے ہیں، وہ یہ ہے کہ وہ خود میں، اپنے والدین کے بارے میں احساسِ ذمہ داری پیدا کریں۔

اس ضمن میں آپ کے لیے یہ فیصلہ کرنا نہایت آسان ہے کہ آپ کو ان سے کیا توقعات ہیں اور آپ کے نزدیک وہ یہ ذمہ داری کس طرح نبھا سکتے ہیں۔ سب سے پہلے تو ان میں یہ احساس پیدا ہونا چاہیے کہ وہ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں کیونکہ وہ آپ کی اولاد ہیں۔ دوسرے، آپ کے بچوں کو ان چیزوں کے متعلق ذمہ داری قبول کرنا چاہیے جو آپ نے انہیں مہیا کی ہیں۔ تیسرے، انہیں گھریلو کام کاج کے ضمن میں اپنی ذمہ داری پوری کرنا چاہیے، کیونکہ وہ آپ کے گھرانے کا ایک حصہ ہیں۔

اطاعت وفرمانبرداری، چیزیں اور کام ـــ یہ تینوں ذمہ داریاں، آپس میں جڑی ہوئی ہیں۔ اس ربط کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ تمام ذمہ داریاں آپ سے منسوب ہیں اور مزید یہ کہ یہ ذمہ داریاں باہمی طور پر لازم وملزوم ہیں۔ پھر یہ بھی کہ ان ذمہ داریوں کا احساس بھی اکٹھا ہی پیدا ہوتا ہے اور ان کی انجام دہی کا انحصار بھی ایک دوسرے پر ہے۔ بچے کی طرف سے اطاعت وفرمانبرداری کا زیادہ تر حصہ اسے مہیا کی گئی اشیاء کی دیکھ بھال اور اپنے کام کی انجام دہی سے متعلق ہے۔ ایک بچہ، کام کے ذریعے حاصل ہونے والے تجربے اور اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے اپنی چیزوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے طریقے سیکھتا ہے۔ اور پھر اپنے کام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ احساس ذمہ داری تب محسوس کرتا ہے جب وہ اطاعت وفرمانبرداری اور اشیاء کی دیکھ بھال کے بارے میں خود میں احساس ذمہ داری پیدا کر لیتا ہے۔

خاص طور پر اشیاء اور کام کے بارے میں ذمہ داریاں، آپس میں نہایت قریبی طور پر مربوط ہیں کیونکہ بچے، اشیاء کے بارے میں ذمہ داری کا اس وقت تک بھرپور احساس نہیں کر سکتے جب تک انہیں ان اشیاء کی ملکیت کا احساس نہ ہو، اور انہیں شاذ ونادر ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ انہیں اس وقت تک اپنی ملکیت میں نہیں لے سکتے جب تک وہ ان کے ساتھ اپنی مصروفیت نہ اختیار کر لیں۔

موٹیویشنل کیلنڈر (Motivational Calender)

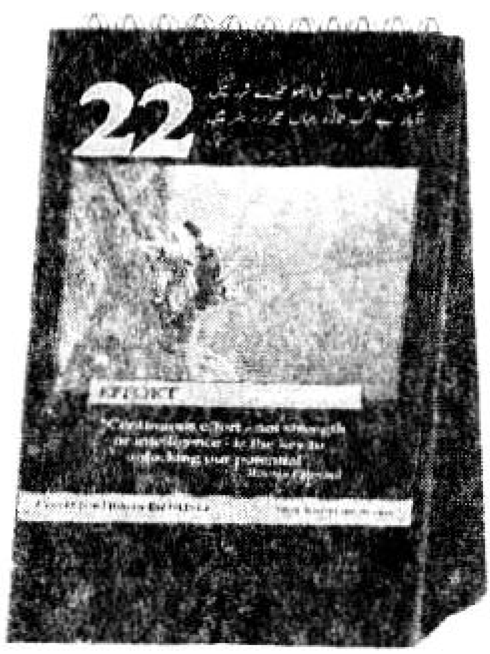

1

احساسِ ذمہ داری برائے اطاعت وفرمانبرداری

''ایک بچے کی طرف سے اپنے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا احساس، اس پر عائد مجموعی ذمہ داریوں کے ضمن میں پہلے قدم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس احساسِ ذمہ داری کے بغیر دیگر ذمہ داریوں کی قبولیت بہت مشکل ہے۔''

تعریف ومثال

جس کائنات میں ہم رہ رہے ہیں، وہ ہم سے برابری کا نہیں بلکہ اطاعت وفرمانبرداری کا تقاضا کرتی ہے۔ اس دنیا میں موجود قوانین فطرت، معاشرتی اور سماجی قوانین، اخلاقیات اور اعلیٰ اقدار کا انسانی اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے ہی بھرم قائم ہے۔ اطاعت وفرمانبرداری، آزادی کو ختم نہیں کرتی بلکہ اس میں اضافہ کرتی ہے۔ جب ہم اپنے بچوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ وہ خود میں اطاعت وفرمانبرداری کا احساس پیدا کریں تو ہم اپنے لیے وہ مواقع حاصل کر لیتے ہیں جن کے ذریعے ہم انہیں ہر قسم کی تربیت مہیا کر سکتے ہیں۔

اس باب کا مقصد یہ ہے کہ بچوں میں یہ احساس اور فہم پیدا کیا جائے کہ اطاعت وفرمانبرداری ایک ایسا عنصر ہے جو ان کے کردار کے اندر ہی موجود ہونا چاہیے، نیز، یہ ایک ایسا راستہ ہے جو انہیں خوشی مہیا کرتا ہے اور انہیں ان کی ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے۔

ذہنی طور پر نابالغ، پانچ سالہ بچی، لوسی میں یہ خصوصیت تھی کہ بعض دفعہ وہ والدین کے لیے خوشی کا باعث ہوتی تھی، اور کسی وقت، وہ اپنے والدین کو ناراض کر دیتی تھی۔ جب یہ بچی اپنے والدین کے لیے خوشی کا باعث ہوتی تو وہ اسے ''اپنی طرز کی واحد بچی، شدید قوتِ ارادی کی مالک اور بے مثال'' کے نام سے پکارتے۔ اور جب لوسی، اپنے والدین کو اشتعال دلاتی تو وہ اسے ''ضدی''، ''نافرمان'' اور ''ملعون'' کہتے۔

لوسی کی شخصیت کا دوسرا پہلو ''انتہائی اور شدید نافرمانی'' پر مشتمل تھا۔ جب لوسی کو کھانے کے لیے بلایا جاتا تو اس کے پاس ہمیشہ کوئی نہ کوئی بہانہ موجود ہوتا تھا۔ جب اسے اپنے کھلونے سمیٹنے کے لیے کہا جاتا تو وہ حیلے بہانے کرنے لگتی اور دیر تک اپنے کھلونوں سے کھیلتی رہتی۔ جب اس سے کہا جاتا کہ وہ ٹیلی ویژن بند کر دے اور سونے کے لیے اپنا لباس تبدیل کرے تو وہ اکثر ''نہیں'' میں جواب دیتی۔

یقیناً یہ صورت حال، اس کے والدین کے لیے نہایت پریشانی کا باعث تھی لیکن عام طور پر لوسی اپنی بات پر اڑی رہتی۔ لوسی کے والدین کو اور دیگر بہت سے فکر اور پریشانیاں بھی لاحق تھیں، اس لیے ان کے لیے آسان یہی ہوتا تھا کہ وہ لوسی کے جواب کو نظر انداز کر دیں۔ کبھی کبھار، چونکہ اس کی نافرمانی ان کے لیے ناقابل برداشت ہو جاتی۔ یا پھر

دیگر قسم کی پریشانیوں کے دباؤ کو کم کرنے کے لیے وہ لوسی کو کوئی ایک کام انجام دینے کے لیے اصرار کرتے لیکن اس کی طرف سے انکار کی حالت میں اس صورت حال کا اختتام لوسی کی پٹائی پر ہوتا۔

لوسی کا پسندیدہ لفظ ''کیوں'' بن چکا تھا۔ بعض اوقات وہ اس لفظ کی اس قدر تکرار کرتی کہ جیسے لفظ ''کیوں'' ایک زنجیر کی شکل اختیار کر چکا ہو۔ جس کے باعث اس والدین ایک ناگفتہ صورت میں مبتلا ہو جاتے: ''میں یہ مٹر کیوں کھاؤں؟'' ''یہ دنیا اس طرح کیوں ہے؟'' وغیرہ وغیرہ۔

لوسی کے بے پروا اور متکبر والدین، لوسی کے جواب میں وہی کچھ کہتے جو اس طرح کے والدین گزشتہ کئی نسلوں سے کہہ رہے ہیں: ''کیوں، اس لیے کہ یہ میرا حکم ہے!'' یہ جواب بھی لوسی کو خاموش رہنے پر مجبور نہ کر سکتا۔ وہ کہتی: ''آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں؟'' ایک دن، جب خاص طور پر لوسی نافرمانی کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، اس نے کہا: ''آپ کے پاس کوئی اور بہتر جواب نہیں ہے!''

پھر ایک دن، لوسی کی ماں نے، بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے ضمن میں والدین کے کردار کے موضوع پر ایک سیمی نار میں شرکت کی جس میں مقرر نے خاندانی قوانین کے بارے میں مندرجہ ذیل تین اُصولوں پر زور دیا:

۱- بچوں کو چاہیے کہ ان خاندانی قوانین کو سمجھ لیں، جو ان سے محبت کرنے والے والدین کی طرف سے ان کے لیے ایک معقول مشورے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اطاعت و فرمانبرداری پر مشتمل قوانین، رنجیدگی کو کم کرتے ہیں اور خوشی میں اضافہ کرتے ہیں۔

۲- بچوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ خاندانی قوانین قطعی طور پر مستقل اور پائیدار ہیں، اور یہ بھی کہ یہ قوانین ہمیشہ نافذ اور لاگو رہیں گے۔

۳- بچوں کو لازمی طور پر یہ علم ہونا چاہیے کہ والدین اپنی انا کی تسکین کے لیے بچوں سے اطاعت و فرمانبرداری کے خواہاں نہیں، بلکہ وہ اس لیے اپنے بچوں سے اطاعت و فرمانبرداری چاہتے ہیں کہ انہیں انعامات ملیں اور وہ سزاؤں سے بچ جائیں۔

اس شام، لوسی کے والدین نے ان اصولوں کو لاگو کرنے کے بارے میں آپس میں طویل

گفتگو کی۔ یہ تمام قوانین، قابل عمل، مناسب اور ضروری محسوس ہوتے تھے۔ اب لوسی کے والدین یہ سوچ رہے تھے:

- کیا لوسی کے تعاون سے کچھ واضح اور سادہ خاندانی قوانین وضع کر سکتے ہیں؟
- کیا لوسی کو ہر قانون کی وجہ سمجھائی جا سکتی ہے اور اسے یہ ذہن نشین کرایا جا سکتا ہے کہ وہ لوگوں کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کی بجائے قوانین کی اطاعت اور پابندی کرنے کے متعلق سوچے؟
- کیا وہ ان قوانین کو وضاحت اور صراحت کے ساتھ ان سے منسوب انعامات اور سزاؤں کے ساتھ نافذ کر سکتے ہیں؟
- کیا لوسی اس امر سے آگاہ ہو سکتی ہے کہ یہ قوانین، والدین کی محبت کا مظہر ہیں اور ان قوانین کی پابندی خوشی کا باعث ہے؟

ہر سوال کا جواب ''ہاں'' تھا! لوسی کے والدین نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر لوسی کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اسے خاندانی عمومی اور خصوصی تصورات سے آگاہ کیا اور اسے یہ موقع فراہم کیا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرے اور ان کے پیش کردہ تصورات پر اپنی رائے ظاہر کرے۔

یکدم ان کے گھر میں، اور لوسی کے ذہن میں، اطاعت وفرمانبرداری کے ایک مختلف مفہوم نے جنم لیا۔ خواہش کے خلاف جدوجہد کے بجائے، جہاں، قدرے بڑے لوگ بزورِ قوت جیت سکتے تھے، اب اطاعت وخدمت گزاری کا مطلب یہ تھا کوئی فرد اپنے لیے منفی مکافاتِ عمل چاہتا ہے۔ اپنے مثبت عمل کا اجرا چاہتا ہے یا سزا۔

جس ذہنی بلوغت اور قوتِ ارادی نے اس سے پہلے لوسی کو نافرمان بنا دیا تھا، اسی ذہنی بلوغت اور قوتِ ارادی نے اسے اب نئے قوانین کے تصور کا شائق بنا دیا تھا اور اب اس نے یہ قوانین اپنانے اور انہیں آزمانے کا تہیہ کر لیا تھا۔

اس نئے نظام کے تحت، لوسی کی زندگی زیادہ خوشگوار اور سادہ ہو گئی۔ اب خاندانی قوانین، ہمیشہ ہی لوسی کے مشورے کے ذریعے، نئے حالات کے مطابق وضع کیے جانے لگے اور مروج قوانین میں، لوسی کے مشورے کے مطابق ترامیم بھی کی جانے لگیں۔

بہرحال، لوسی کے گھر میں، اطاعت وفرمانبرداری کے حوالے سے ایک مسئلہ ابھی بھی

باقی تھا۔ لوسی نے یہ تو سیکھ لیا تھا کہ اس نے قوانین کا احترام اور ان کی پیروی کرنا ہے لیکن ابھی بھی وہ ان معاملات میں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری سے انکاری تھی جن کے متعلق قوانین موجود نہیں تھے۔ ''اب سونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔'' اس قسم کے امور کے ضمن میں لوسی نے بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ سونے کا وقت، ایک گھریلو قانون تھا۔ اب وہ وقت بتا سکتی تھی اور اب اس کے والدین کے بجائے سامنے لگی گھڑی نے فیصلہ کرنا تھا کہ اسے کب سونا چاہیے۔ لیکن والدین کی طرف سے اس قسم کے احکامات کے باعث ابھی بھی مسائل پیدا ہو رہے تھے۔ ''لوسی، بہتر ہے کہ تم آج کوٹ پہن لو، آج قدرے ٹھنڈ ہے!'' ''اب ٹیلی ویژن بند کر دو، آج تم نے کافی ٹیلی ویژن دیکھ لیا ہے۔'' اس قسم کا حکم لوسی کے لیے والدین کے فیصلے کی حیثیت رکھتا تھا اور لوسی، ابھی بھی بہت حد تک شعور انا پرستی میں مبتلا تھی حتیٰ کہ اس نے اپنے گھر میں نافذ قانونی نظام کو یہ کہتے ہوئے اپنے حق میں کر لیا تھا: ''اس چیز کے متعلق تو کوئی قانون نہیں ہے!''

خاندانی قوانین کی تشکیل کے ذریعے کچھ مسائل پر بآسانی قابو پا لیا گیا تھا۔ مثال کے طور پر، یہ گھرانہ اس امر پر متفق ہو گیا تھا کہ ایک ہفتے میں ٹیلی ویژن دیکھنے کے اوقات کے بارے میں ایک حکمت عملی وضع کی جائے، لیکن بے تحاشا قوانین کی فہرست نے ان قوانین کی اہمیت کو تحلیل کر دیا تھا، علاوہ ازیں، اکثر اوقات ایسی صورت حال بھی پیدا ہو جاتی تھی جو اس طویل فہرست میں بھی شامل نہیں تھی۔

یہ مسئلہ اس دن حل ہو گیا (یا کم از کم اس مسئلے کے لیے ایک بڑا قدم اٹھایا گیا) جب ایک شام ایک حالیہ کاروباری کامیابی کے باعث لوسی کے والد کا مزاج خاص طور پر خوشگوار تھا۔ اس کے والد لوسی سے وہ چند اخبارات اٹھانے کے لیے کہا جو ان کا کتا ردی کی ٹوکری میں سے کھینچ کر لے گیا تھا۔ جواب میں لوسی نے اپنے باپ کو بتا دیا کہ اس قسم کے کام کے متعلق گھر میں کوئی قانون نافذ نہیں ہے۔ لیکن اب کی بار لوسی کے باپ نے ''مجھے کوئی پروا نہیں ہے کہ ایسا کوئی قانون موجود ہے یا نہیں، تم میرا حکم مانو'' پر مبنی رویے کا اظہار کرنے کے بجائے فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہوئے لوسی کو اپنے پاس بلایا اور اسے سمجھانے کی کوشش کی:

''لوسی، میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ اس دنیا کا نظام اس طرح چل رہا ہے کہ جو لوگ صاحب اولاد ہیں، وہ اپنے بچوں کو بتاتے ہیں کہ خوش باش کیسے رہا جا سکتا ہے۔ پھر ان ننھے افراد کی شادی ہو جاتی ہے اور ان کے بھی بچے ہو جاتے ہیں اور پھر اپنے بچوں کو بتاتے ہیں کہ خوش اور مسرور کیسے رہا جا سکتا ہے۔ تمہاری دیکھ بھال اور نگہداشت کی ذمہ داری ہم دونوں، یعنی تمہاری ماں اور مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک تم خود سمجھدار نہیں ہو جاتی، ہم تمہاری تربیت، دیکھ بھال اور تم سے محبت کرتے رہیں گے۔ جب بچے، والدین کا کہا ماننے کا احساس اپنے دل میں پیدا نہیں کرتے، وہ غلطیاں کرتے ہیں اور اس طرح انہیں خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ جب تم پیدا ہوئی تھی اُس وقت ہم دونوں نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہاری دیکھ بھال اور نگہداشت کے ذمہ دار ہوں گے اور تم سے پیار کریں گے۔ اگر ہم تم سے پیار نہیں کرتے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ہم تمہیں، تمہاری مرضی پر چھوڑ دیں، خاندانی اُمور میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لیے کوئی قانون نہ بنائیں اور تمہیں درست راستہ نہ دکھائیں۔

اچھے اور ہمدرد والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ انہیں خبر ہو کہ ان کے بچوں کے لیے کیا چیز اچھی ہے اور وہ یہ امر یقینی بنائیں کہ ان کے بچے اچھی چیزیں اپنائیں، اس طرح اچھے بچوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔

میرا وعدہ ہے کہ میں اور تمہاری ماں، اپنی بھرپور کوشش کریں گے کہ صرف اچھے قوانین تشکیل دیں اور تمہیں وہی کچھ کرنے کے لیے کہیں، جو ہمارے خیال میں تمہارے لیے بہتر ہے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے اور تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم ہمارا کہا مانو۔ اس طرح تمہیں علم ہوگا کہ اطاعت و فرمانبرداری کیا ہے اور تم دیگر اقسام کے قوانین کی پابندی کرنے کے قابل ہو جاؤ گی۔

اب میرا خیال ہے کہ تم یہ اخبارات اُٹھا کر یہاں لے آؤ۔ ہمارے گھر کے ہر فرد کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر کو صاف رکھے، اور میں نے تمہیں یہ کام اس لیے کہا تھا کہ یہ تمہارے ہی فائدے کے لیے ہے۔''

کچھ عرصے بعد لوسی کے والدین کو محسوس ہوا کہ اس کی فرمانبرداری کی دو بنیادی وجوہات تھیں۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ گھر میں ایک قابل فہم مجموعۂ قوانین موجود تھا، لہٰذا، وہ زیادہ تر

معاملات میں کسی شخص کے بجائے قانون کی پیروی کر رہی تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اسے والدین کے بارے میں ذمہ داری اور بچے کی طرف سے اطاعت وفرمانبرداری پر مشتمل ذمہ داری کی واضح آگہی حاصل تھی اور یہ دونوں قسم کی ذمہ داریاں خاندانی قوانین کے زمرے میں شامل نہیں تھیں۔

ہمارے اپنے گھرانے میں خاص طور پر ہمارے پہلے بچوں کے حوالے سے اطاعت وفرمانبرواری کا تصور کبھی بھی قطعی طور پر قابل حصول نہیں رہا۔ ہم نے اس ضمن میں بہت کوشش کی اور فوجی قسم کے ''ہاں جناب'' جیسی اطاعت سے لے کر بغیر کوئی لفظ زبان سے بولے اشارہ، اس پر مشتمل نرم سی اطاعت پر مشتمل بے شمار طریقے استعمال کیے۔

ذیل میں کچھ ایسے طریقے دیئے جارہے ہیں جن کے ذریعے بچے نہ صرف میکانکی انداز میں خود میں احساس اطاعت وفرمانبرداری پیدا کر لیتے ہیں بلکہ انہیں میں یہ سمجھنے میں بھی مدد حاصل ہوتی ہے کہ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کی بنیاد پر عمارت تعمیر کرنے کے حوالے سے انہیں اطاعت کا معمول کیوں اختیار کرنا چاہیے کہ اس بنیاد پر وہ اپنی زندگیوں میں ذمہ داری کی ایک اعلیٰ عمارت تعمیر کر سکتے ہیں۔

طریقے وتراکیب

۱- کہانی: ''چیکی اور قوانین''

یہ کہانی چھوٹے بچوں میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔

چیکی، ایک بندر تھا۔ وہ اپنی بہن، ماں اور باپ کے ساتھ جنگل کے ایک درخت پر رہتا تھا۔ اس جنگل میں کچھ قوانین رائج تھے جنہیں جنگل کے قوانین کہا جاتا تھا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون سے قوانین ہیں؟ (یہ وہ اُمور ہیں جنہیں لازمی طور پر آپ کو درست انداز میں انجام دینے چاہئیں، یا پھر آپ کو سزا ملے گی۔)

اس جنگل میں دو قانون تھے۔ ایک قانون یہ تھا کہ جب بھی آپ درخت پر موجود ہوں، آپ کو چاہیے کہ درخت کو اپنے ہاتھ، پاؤں یا دم سے پکڑے رکھیں۔ آپ کے خیال میں اس قانون کی خلاف ورزی کی کیا سزا ہوتی؟ (آپ گر جاتے۔)

دوسرا قانون یہ تھا کہ اگر آپ شیر کو اپنی طرف آتا دیکھ دیکھیں تو آپ فوراً درخت پر چڑھ جائیں۔ آپ کے خیال میں اس قانون کی خلاف ورزی کی کیا سزا ہوتی؟ (آپ شیر کی خوراک بن جاتے/ شیر آپ کو کھا جاتا۔)

جس درخت پر چیکی کا خاندان رہائش پذیر تھا، وہاں دو خاندانی قوانین نافذ تھے۔ ایک قانون یہ تھا کہ آپ بغیر پوچھے اس درخت سے کہیں اور نہیں جا سکتے۔ آپ کے خیال میں انہوں نے یہ قانون کیوں بنایا تھا؟ (تاکہ چیکی کہیں گم نہ ہو جائے۔)

چیکی کے ماں اور باپ کیوں نہیں چاہتے تھے کہ وہ گم ہو؟ (کیونکہ انہیں چیکی سے محبت تھی۔)

آپ کے خیال میں چیکی کو کیا سزا ملتی اگر وہ بغیر پوچھے اس درخت سے کہیں چلا جاتا؟ (اس کی ماں اسے ایک تھپڑ رسید کرتی۔)

اس کی ماں نے اسے تھپڑ کیوں مارا؟ (تاکہ وہ دوبارہ بغیر پوچھے اس درخت سے کہیں اور نہ جائے۔)

اس کی ماں کس لیے چاہتی تھی کہ وہ یہ کام دوبارہ نہ کرے؟ (کیونکہ اسے چیکی سے پیار تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ چیکی گم ہو جائے۔)

اس بندر گھرانے کا دوسرا قانون یہ تھا کہ کیلے کے چھلکے خاندانی درخت کی شاخوں پر نہ گرائے جائیں۔ آپ کے خیال میں انہوں نے قانون کیوں بنایا تھا؟ (تاکہ کوئی بھی بندر شاخوں سے پھسل کر نیچے نہ گر جائے۔)

بندر گھرانے نے اس قسم کا قانون کیوں بنانے کا فیصلہ کیا؟ (کیونکہ سب کو ایک دوسرے سے پیار تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان میں سے کوئی بھی زخمی ہو جائے یا اسے چوٹ لگ جائے۔)

آپ کے خیال میں اس قانون کی خلاف ورزی کی سزا کیا تھی؟ (ایک تھپڑ)

ماں نے یہ سب کچھ کیوں کہا؟ (کیونکہ اسے چیکی سے پیار تھا اور وہ اسے یاد دلانا چاہتی تھی کہ وہ دوبارہ یہ غلطی نہ کرے۔)

بعض اوقات بندر گھرانے میں ایسے قوانین موجود ہوتے تھے کہ اسے فلاں کام کس طرح انجام دینا چاہیے، اور بعض اوقات بعض معاملات کے بارے میں قوانین موجود نہیں تھے اور اسے خود ہی فیصلہ کرنا ہوتا کہ فلاں کام کس طرح انجام دینا چاہیے۔

جب چیکی سب سے پہلے صبح کو بیدار ہوا تو اسے انگڑائیاں اور جمائیاں آ رہی تھی اور وہ تقریباً شاخ سے نیچے گرنے والا تھا... کیا کوئی ایسا قانون موجود تھا کہ اس موقع پر اسے

کیا کرنا چاہیے؟ (ہاں! اسے چاہیے کہ شاخوں کو پکڑے رکھے ورنہ وہ گر جاتا۔)

پھر اس نے اپنی دونوں ٹوپیوں کی طرف دیکھا جن میں سے ایک کا رنگ سرخ اور دوسری کا رنگ سبز تھا۔ کوئی ایسا قانون موجود نہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق خود ہی فیصلہ کر سکتا تھا۔ اس نے سرخ ٹوپی پہن لی۔

اب اس کی خواہش تھی کہ وہ درخت سے نیچے اُتر کر اپنے ناشتے کے لیے کیلا تلاش کرے۔ کیا کوئی ایسا قانون موجود ہے کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ (ہاں! ایسا ایک قانون موجود تھا کہ وہ اپنی ماں سے پوچھے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اس نے کہاں جانا ہے تاکہ وہ گم نہ ہو جائے۔)

اس نے ایک بڑا اور ایک چھوٹا کیلا تلاش کر لیا۔ کیا کوئی ایسا قانون موجود تھا کہ وہ کون سا کیلا کھائے۔ (نہیں، وہ اپنی مرضی کے مطابق کیلا کھا سکتا تھا۔) چیکی نے بڑے کیلے کا انتخاب کیا کیونکہ اسے زوروں کی بھوک محسوس ہو رہی تھی۔

جب وہ اپنے درخت کی طرف واپس آ رہا تھا تو اسے ایک شیر نظر آیا۔ کیا کوئی ایسا قانون موجود ہے جو اسے یہ بتائے کہ اس موقع پر کیا کرنا چاہیے؟ (ہاں! ایسا قانون موجود ہے کہ فوراً درخت پر چڑھ جانا چاہیے ورنہ شیر اسے کھا جاتا۔)

چیکی ایک درخت پر چڑھ گیا۔ جب شیر وہاں سے چلا گیا تو وہ واپس اپنے درخت پہنچا تو حیران ہونے لگا کہ کون سی شاخ پر بیٹھ کر کیلا کھائے۔ کیا کوئی ایسا قانون موجود ہے کہ وہ کون سی شاخ پر بیٹھے؟ (نہیں، ایسا کوئی قانون موجود نہیں تھا، وہ اپنی مرضی کے مطابق کسی بھی شاخ پر بیٹھ سکتا تھا۔)

جب اس نے کیلے کا چھلکا اُتارا تو چھلکا کہاں پھینکے۔ کیا کوئی ایسا قانون موجود ہے؟ (ہاں۔ اسے یہ چھلکا شاخ پر نہیں پھینکنا چاہیے۔)

چیکی نے بہت ہی پُرلطف اور پُرتحفظ دن گزارا۔ آپ کو اس وقت بہت اچھا، مسرت انگیز اور تحفظ کا احساس ہوتا ہے جب آپ کو تمام قوانین کا علم ہوتا ہے اور آپ ان قوانین کے مطابق اپنے معاملات انجام دیتے ہیں، نیز، جب آپ قوانین کی عدم موجودگی میں بھی اپنے معاملات اپنی مرضی کے مطابق سرانجام دیتے ہیں تو پھر بھی آپ خوشی محسوس کرتے ہیں اور کسی خطرے کا احساس آپ کے قریب نہیں پھٹکتا۔

۲-مماثل کہانی: سمتھ اور جونز خاندان

یہ کہانی ان چھوٹے بچوں کے لیے مفید ہے جو چاہتے ہیں کہ ان کے پاس خاندانی قوانین موجود ہوں، اور وہ ان قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں۔ ایک تختہ سیاہ یا کاغذ کے ایک بڑے ٹکڑے پر دو مکانات بنائیے (یا بچوں کو خود بنانے دیجیے)، جسامت میں یہ دونوں مکانات ایک جیسے ہوں اور ان کے دروازے ساتھ ساتھ ہوں۔ اس خاکے کو بصری تصویر سمجھتے ہوئے درج ذیل کہانی اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

''اس گھر میں (ایک گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) سمتھ کا خاندان رہتا تھا۔ ان کا ایک بیٹا اور بیٹی، سٹیو اور سلیو نام کے تھے۔ ان کے گھر میں خاندانی قوانین رائج نہیں تھے۔ ان کے کھانا کھانے یا رات کو سونے کا کوئی خاص وقت مقرر نہ تھا نہ وہ اپنے کھلونے سنبھال کر رکھتے تھے اور نہ ہی وہ اپنے والدین کا کہا مانتے تھے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق جس وقت اور جتنی دیر تک چاہتے، ٹیلی ویژن دیکھ سکتے تھے۔ درحقیقت ان کے والدین نے ان کو ہر کام کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔

(دوسرے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس مکان میں جونز کا خاندان رہائش پذیر تھا۔ ان کا ایک لڑکا، جمی اور ایک لڑکی جینی تھی۔ ان کے گھر میں خاندانی قوانین رائج تھے اور بچوں کو یہ علم تھا کہ قوانین کی خلاف ورزی پر انہیں سزا ملے گی۔

فرض کیجیے کہ ہم ان دونوں گھروں کے اندر دیکھ سکتے ہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے ہم سمتھ خاندان کے گھر کے اندر جھانکتے ہیں۔ اب آپ سٹیو اور سلیو کے کمرے کی طرف دیکھیں۔ یہ کمرے کبوتر خانہ معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی بھی چیز اپنی جگہ پر موجود نہیں ہے، ہر چیز فرش پر بکھری پڑی ہے۔ لیکن سٹیو اور سلیو کہاں ہیں؟ اوہ! سلیو تو ٹیلی ویژن دیکھ رہی ہے۔ اس کے سکول کا کام ابھی نامکمل ہے۔ جب کل صبح اس کی استانی پوچھے گی اور وہ جواب نہیں دے سکے گی تو وہ بہت شرمندہ ہوگی۔ اور اب سٹیو کی طرف دیکھیے، وہ جنگلے سے باہر اپنے دوست کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ اس کی ماں نے اسے رات کے کھانے کے لیے آواز دی لیکن وہ نہیں آیا۔ اب اس کا کھانا ٹھنڈا اور بد ذائقہ ہو چکا ہے۔ دیکھیے، اپنی بہن سلیو کے ساتھ کھلونے پر لڑائی کے باعث اس کے چہرے پر خراشیں پڑی ہوئی ہیں۔ دھینگا مشتی اور لڑائی بھڑائی کے لیے بھی اس گھر میں قوانین موجود نہیں ہیں۔

آیئے، اب ہم جونز کے گھرانے کے مکان کے اندر جھانکتے ہیں۔ جمی اور جینی کے کھلونے اور کپڑے صاف ستھرے ہیں کیونکہ اس ضمن میں ان کے ہاں قوانین موجود ہیں۔ تمام افراد خانہ اکٹھے بیٹھ کر شاندار کھانا کھا رہے ہیں کیونکہ اس کے متعلق بھی ان کے پاس قوانین موجود ہیں۔ جمی اور جینی نے رات کے کھانے سے قبل سکول کا کام ختم کر لیا تھا کیونکہ ان کے گھر میں ایک قانون نافذ ہے۔ جب وہ کھانا ختم کر لیں گے تو انہیں کھیلنے کے لیے وقت میسر ہوگا اور کل سکول جانے کے لیے بھی انہیں کوئی فکر نہیں ہوگی۔''

اپنی کہانی میں خاندان سے متعلقہ اشیاء شامل کرتے ہوئے ایسے بیان کیجیے کہ جیسے یہ آپ کی ذاتی کہانی ہے۔ پھر اس کہانی میں بچے بھی شامل کیجیے جن کے ساتھ مندرجہ ذیل سوالات کی بنیاد پر گفتگو کر رہے ہوں:

۱۔ کیا قوانین، اچھے یا بُرے ہوتے ہیں؟

۲۔ کیا یہ قوانین ہمیں خوشی مہیا کرتے ہیں یا یہ ہمیں رنجیدہ کر دیتے ہیں؟

۳۔ کیا آپ سمتھ کے مانند بننا پسند کریں گے؟

۴۔ ہمارے چند ملکی قوانین کون سے ہیں؟

۵۔ کیا بڑوں کو بھی قوانین کی پابندی کرنا چاہیے؟

۶۔ ہمارے چند معاشرتی قوانین کون سے ہیں؟

۷۔ ہمارے چند خاندانی قوانین کون سے ہیں؟

۸۔ ان میں سے ہر قانون، ہمارے لیے کیونکر خوشی کا باعث ہوتا ہے؟

۳۔افراد خانہ کے درمیان باہمی ملاقات

اس ملاقات کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کی مشاورت سے خاندانی قوانین وضع کیے جائیں تاکہ بچے ان قوانین کی پیروی کے لیے خود میں احساس ذمہ داری محسوس کریں۔

تمام افرادِ خانہ ایک میز کے گرد بیٹھ جایئے، اپنے سامنے خالی کاغذ اور مارکر رکھ لیجیے، اور رسمی باہمی مشاورت کے ذریعے خاندانی قوانین تشکیل دیجیے۔

کوئی بھی فرد اپنی طرف سے کوئی بھی قانون پیش کر سکتا ہے لیکن اسے اس وقت تحریر کیا جائے گا جب اس کے بارے میں گفتگو کے بعد تمام افرادِ خانہ کی طرف سے اسے متفقہ طور پر منظور کر لیا جائے۔

گفتگو کا آغاز اس نکتے سے کیجیے کہ قوانین سادہ اور سیدھے ہونے چاہئیں۔ ان کی تعداد محدود

رکھیے۔ کسی قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں مناسب اور معقول ''سزا'' پر باہم رضامند ہو جائیے۔ جہاں تک ممکن ہو، سزاؤں کے حوالے سے قدرتی نتائج یا قریب ترین قیاس کا ذریعہ استعمال کیجیے۔ مثال کے طور پر، رات کا کھانا وقت پر نہ کھانے کی سزا یہ ہوسکتی کہ رات کا کھانا مہیا ہی نہ کیا جائے۔ کمرہ صاف نہ کرنے کی سزا یہ ہوسکتی ہے کہ کمرے کی صفائی مکمل ہونے تک باہر جانے کی اجازت نہیں۔ چیخنے چلانے کی سزا یہ ہوسکتی ہے کہ کسی ایسے فرد کے کمرے میں جا کر چیخا چلایا جائے جہاں کوئی دوسرا فرد سننے والا نہ ہو۔ اگر سزا کے طور پر ضرب لگانا مقصود ہو تو صرف ہاتھ استعمال کیا جائے اور یہ سزا صرف اس صورت میں استعمال کرنا چاہیے جب قانون کی خلاف ورزی سے دوسروں کو نقصان پہنچا ہو۔

ہر قانون کے ساتھ اس کی خلاف ورزی کی سزا بھی تحریر کریں۔ سزا کے علاوہ قوانین کے بارے میں بھی تمام افراد کی رائے حاصل کریں اور کسی معاہدے پر پہنچنے سے قبل ہر قانون کے متعلق بھرپور گفتگو کریں۔

یہ قوانین نہایت واضح انداز میں مرتب کیجیے اور انہیں شد و مد کے ساتھ نافذ کیجیے۔ اگر ان قوانین میں ترمیم کی ضرورت محسوس ہو تو ایک اور باہمی مشاورت کے ذریعے متفقہ طور پر قوانین میں ترمیم/ترامیم کریں۔

۴-باہمی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے باہمی خاندانی ملاقات

اس ملاقات کا مقصد یہ ہے کہ والدین کے احکامات بامعنی ہوں تاکہ بچے ان کی تعمیل میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔

تمام افرادِ خانہ کو اپنے پاس اکٹھا کریں اور انہیں بتائیں کہ آپ انہیں، اپنی (والدین) ان چند ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں، جو آپ (والدین) پر عائد ہوتی ہیں۔ نہایت وضاحت کے ساتھ انہیں بتا دیجیے کہ آپ، اپنے ہر بچے کے ساتھ دوسری کسی بھی چیز سے زیادہ پیار کرتے ہیں، لیکن آپ (والدین) یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ وہ آپ کی سب سے بڑی ذمہ داری ہیں اور ان کی زندگی کی سب سے قیمتی متاع ہیں۔

انہیں بتائیے کہ آپ ان کے ساتھ ایک وعدہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بدلے، آپ بھی ان سے ایک وعدہ لینا چاہتے ہیں۔ آپ کا وعدہ یہ ہے کہ آپ اپنی طرف سے، جہاں تک ممکن ہو، عقلمندی اور سمجھ بوجھ کا مظاہرہ کریں گے، تاکہ وہ بھی سمجھدار ہو جائیں اور ہمیشہ ان کے لیے وہی نہیں، سوچیں اور کریں گے، جو آپ کے خیال میں ان کے بہترین مفاد میں ہو۔ آپ انہیں بتا دیجیے کہ انہیں ان کی مرضی کے مطابق ہر چیز نہیں ملے گی کیونکہ وہ ابھی اس قدر سمجھدار نہیں ہیں کہ اچھے برے کے سمجھنے میں تمیز کر سکیں، اور مزید یہ کہ آپ ان سے اس قدر پیار کرتے ہیں کہ آپ اپنی ذمہ داری سے ہاتھ نہیں کھینچ سکتے۔

یہ تمام سنجیدہ وعدے کرتے ہوئے بچے کی آنکھوں میں جھانکیے اور اس کی ذہنی سطح کے لحاظ سے اس کے ساتھ بات کیجیے۔

پھر ان سے کہیں کہ بدلے میں وہ بھی آپ سے ایک وعدہ کریں۔ اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کہ وہ اپنے والدین اور خاندانی قوانین کی اطاعت کریں گے۔ انہیں کہیے کہ ان کا وعدہ بھی آپ (والدین) کے مانند سنجیدہ ہونا چاہیے۔

اس موقع کو یادگار بنانے اور دونوں کے وعدوں کو پختہ اور مستحکم بنانے کے لیے کوئی نہ کوئی قدم ضرور اٹھایئے۔ اس ملاقات کے اختتام پر آپ سب افراد اپنے ہاتھ اُٹھا کر بیک آواز یہ کہہ سکتے ہیں ''متفقہ وعدہ۔ زندہ باد!''

۵-کرداروں کی تبدیلی

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچے آپ کے نقطۂ نظر کے مطابق دیکھیں اور آپ ان کے نقطۂ نظر کے مطابق مشاہدہ کریں۔ جب ایک مخصوص معاملے کے ضمن میں اطاعت وفرمانبرداری کے حوالے سے کوئی شدید اختلاف پیدا ہوتا ہے تو ایک لمحہ توقف کیجیے اور بیٹھ جایئے، ماحول کو پُرسکون ہونے دیجیے اور پھر بچے سے کہیے کہ وہ فرض کرے کہ وہ ماں یا باپ ہے، اور آپ بچے ہیں۔ اب اسے تمام معاملہ خود دیکھنے دیجیے۔ اسے بتایئے کہ آپ بچے کو یہ کام کرنے یا نہ کرنے کے لیے کیوں کہنا چاہتے ہیں۔ پھر بحث کا آغاز کیجیے۔

اس بچے کا کردار ادا کیجیے جو دوسروں کو قائل کر لینا جانتا ہو۔ اپنا کردار بخوبی طور پر ادا کیجیے اور اپنے ''ماں/ باپ'' کو بتانے دیجیے کہ وہ آپ کا کہا کیوں ماننا چاہتا ہے۔

کچھ بچے، دوسروں کی نسبت، اس کردار کو زیادہ فطری انداز میں ادا کرتے ہیں، لیکن تھوڑی سی کوشش کے بعد تمام بچے یہ طریقہ سمجھ سکتے ہیں، اور اکثر یہ طریقہ بہت ہی مفید ثابت ہوتا ہے۔

۶-معافی تلافی

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو ''معاملات درست کرنے'' کے لیے ایک موقع دیا جائے اور یہ بھی احساس دلایا جائے کہ بعض اوقات پر خلوص اور سچی معافی طلب کرنے سے سزا سے بچا جا سکتا ہے۔

جب ایک بچہ کسی ایک قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے اور آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے، اب اسے بتایئے کہ اب اس کے پاس دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اسے قانون کی خلاف ورزی کے بدلے سزا قبول کرنی چاہیے، یا پھر سچی معافی طلب کرنا چاہیے۔ ایک چھوٹے بچے کی طرف سے

معافی یہ ہونا چاہیے کہ وہ یا تو اس فرد سے معافی طلب کرے جس کا دل اس نے دکھایا، یا پھر سچے دل سے وعدہ کرے کہ وہ دوبارہ اس غلطی کا مرتکب نہیں ہوگا۔

معافی تلافی، خاص طور پر اس وقت مناسب معلوم ہوتی ہے جب بچہ، دوسرے فرد کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جس فرد کو اس بچے نے نقصان پہنچایا ہے، اگر یہ بچہ اس فرد کو گلے لگا لیتا ہے، اس سے معافی طلب کرتا ہے اور دوبارہ یہ غلطی نہ کرنے کا سچا وعدہ کرتا ہے تو پھر اسے سزا نہیں دینا چاہیے۔ یہ طریقہ اکثر کسی دوسرے طریقے کی نسبت زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

خاندانی اہم نکات

بہت سال پہلے، جب ہماری بڑی بیٹیاں چار اور تین سال کی تھیں، تو ہم نے اپنا پہلا ''خاندانی قانونی گوشوارہ'' مرتب کیا۔ ہم نے قوانین کے متعلق ان چیزوں کے متعلق گفتگو کی جن کے ذریعے ایک گھر کو صاف ستھرا، باترتیب اور خوشگوار بنایا جا سکتا ہے۔ اب ہم سب اکٹھے بیٹھ گئے تاکہ بچے اپنی طرف سے مختلف تجاویز دیں اور ہم مختلف قوانین تشکیل کر سکیں۔ ہم نے انہیں بتایا کہ قوانین اس لیے بنائے جاتے ہیں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ کون سے کام ہم نے لازمی طور پر انجام دینے ہیں اور کون سے کام ہمارے لیے ممنوع ہیں۔

ہم اس وقت حیرت زدہ ہوگئے جب وہ ہماری بات بخوبی طور پر سمجھ گئیں۔ سارن نے اپنا ہاتھ اوپر اُٹھایا اور ہمارا پہلا قانون اس کی طرف سے پیش کیا گیا۔ ''وہ چیزیں خراب نہ کرو، جو خراب کرنے کے لیے نہیں ہیں!'' ہم سب نے اس مجوزہ قانون کے حق میں اپنی متفقہ رائے کا اظہار کیا۔ پھر اس نے ایک اور تجویز پیش کی ''چھوٹی بچیوں کو مت مارو!'' اسے بھی ایک قانون کی حیثیت سے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ پھر شاونی نے اپنی طرف سے تجویز پیش کی۔ اسے یاد تھا کہ اس دن صبح کے وقت ایک برقی پلگ اور سوئچ کو چھیڑنے کے باعث اس کی ڈانٹ ڈپٹ ہوئی تھی: ''برقی پلگ اور سوئچ کو مت چھیڑو۔'' اس طرح ہم نے زیادہ سے زیادہ سولہ قوانین مرتب کیے۔ زیادہ تو نہیں تھے لیکن نہ ہونے سے بہتر تھا۔

پھر تھوڑی دیر بعد ہی ہم نے ان میں سے ہر قانون کی خلاف ورزی کے لیے ایک مخصوص سزا کے متعلق گفتگو کی اور متفقہ طور پر اسے قانون کا درجہ دیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سارن میرے پاس آئی اور کہنے لگی: ''ابا جان! ہمارے یہ قوانین بہت زیادہ پیچیدہ ہیں۔ اور ان کی تعداد بھی زیادہ ہے، لہٰذا چھوٹے

بچے یہ سب قوانین یاد نہیں رکھ سکتے۔'' سارن کی اس بات کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ہم نے قوانین کی تعداد مختصر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اگر بنی اسرائیل کی زندگی کا نظام چلانے کے لیے محض ''دس احکامات'' کافی تھے، تو پھر ہمیں اپنے خاندانی معاملات سلجھانے کے لیے صرف پانچ ''احکامات'' ہی درکار تھے۔

اس طرح ہم نے ایک ایک لفظ پر مشتمل پانچ قوانین مرتب کیے۔

۱- نظم

۲- ضبط/ترتیب

۳- اجازت

۴- اطاعت

۵- ''میخیں''

''نظم'' میں ''چھوٹی بچیوں کو مت مارو'' سے لے کر ''شور شرابے کے الفاظ، غصے یا چیخنے چلانے'' سے پرہیز شامل ہے۔ ''ضبط/ترتیب'' سے مراد یہ ہے کہ کمروں کو صاف کرکے باہر جائیں، ایک وقت میں ایک کھلونا باہر نکالیں، اور استعمال کرنے کے بعد ہر چیز درست جگہ پر رکھیں۔ ''اجازت'' کا مفہوم یہ ہے کہ پوچھے بغیر گھر سے باہر نہ جائیں، یا کسی کی کوئی چیز بلا اجازت استعمال مت کریں۔ ''اطاعت'' سے مراد یہ ہے کہ والدین کا کہا مانیں۔ اور پھر ''میخوں'' سے مراد یہ ہے کہ ہر روز میخیں حاصل کریں۔ ایک میخ کا مطلب یہ ہے کہ آپ گھر کا کون کون سا کام سرانجام دیتے ہیں۔ (اس کے متعلق باب نمبر 3 میں تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔)

خاندانی قوانین پر مشتمل گوشوارے میں ہر قانون کی خلاف ورزی کے لیے سزا کو واضح طور پر بیان کردیا گیا ہے۔

ہم نے یہ محسوس کیا کہ جب قوانین کو مختصر کرکے انہیں واضح طور پر ان کی سزاؤں کے ساتھ منسلک کردیا گیا تو پھر معافی تلافی پر مبنی اصول کے عملی طور پر نفاذ کا آغاز ہوگیا۔ بچوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ اگر انہوں نے قانون کی خلاف ورزی پر سچے دل سے شرمندگی کا اظہار کیا، تو پھر ہماری طرف سے انہیں سزا دینے کے بجائے اس فرد سے معافی طلب کرنے کی اجازت ہوگی جسے ان کے باعث نقصان پہنچا، اور ان کی طرف سے یہ وعدہ بھی کیا جاتا کہ دوبارہ یہ غلطی نہیں ہوگی۔

مختلف خاندانوں میں نافرمانی، زیادہ تر محض ایک بُری عادت پر مشتمل ہوتی ہے۔ بچے، حیلے بہانے بناتے ہیں، منہ بسورتے ہیں اور کہتے ہیں: ''یہ تو ناانصافی ہے!'' اس طرح کے بچے اکثر اسی عادت میں

مبتلا ہوتے ہیں۔ ہم نے ''تحریکی الفاظ'' پر مشتمل سادہ طریقے کے ذریعے اس عادت کو ختم کرنے میں کچھ کامیابی حاصل کی۔

ہم نے اپنے افرادِ خانہ کی ایک باہمی ملاقات منعقد کی جس میں ہم نے اپنے بچوں کی بہترین دیکھ بھال اور نگہداشت کا وعدہ کیا جب کہ بچوں نے بھی ہماری اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ پھر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں ایک ایسے اشارے کی ضرورت ہے جس کے ذریعے بچے فوراً سمجھ جائیں کہ انہیں کون سا کام کہا گیا ہے۔ ''ہم نے اس چیز کے متعلق سوچا ہے کہ جو کچھ ہم آپ سے کہہ رہے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ بہت اچھا طریقہ ہے، اور آپ کو اطاعت کرنا چاہیے۔'' اسی طرح، انہیں بھی ایک ایسے اشارے کی ضرورت تھی جس کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا کہ وہ ہماری بات سمجھ چکے ہیں۔ انہیں ایک ایسے ''عادی لفظ'' کی ضرورت تھی جس کے ذریعے ان میں فرمانبرداری کی اچھی عادت پیدا ہوتی۔

ہم نے اپنے لیے سادہ ترین الفاظ 'براہ کرم' اور انہوں نے اپنے لیے 'ہاں جی' کا انتخاب کیا۔ اگر رچرڈ کہتا ہے: ''جوش، اب وقت ہے کہ اپنا لباس تبدیل کرو اور سونے کے لیے تیار ہو جاؤ'' اور وہ کہتا ہے: ''اوہ، لیکن ابا جان میں اس وقت یہ سب کچھ نہیں کر سکتا....'' اب رچرڈ دوبارہ کہتا ہے: 'براہِ کرم.....!'' پھر جوش کہتا ہے: ''ابا جان! ہاں جی'' اور جوش اپنے باپ کا کہنا مان لیتا ہے۔

پُرزور انداز میں کہے جانے والے الفاظ ''براہِ کرم'' کو نہایت احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہیے۔ بعض اوقات ممکن ہے کہ یہ بہت اچھا ہو کہ جوش کو آپ یہ کہنے کی اجازت دے دیں ''صرف ایک چیز اور .....'' لیکن اصل نکتہ یہ ہے کہ جب باپ کہتا ہے ''براہ کرم'' (یا کوئی دوسرا لفظ جسے منتخب کیا گیا) بچہ جانتا ہے کہ یہ ایک واضح درخواست ہے اور اب اسے ''ابا جان! ہاں جی!'' کہہ دینا چاہیے اور وہ پھر اس کام کو فوراً انجام دے ڈالتا ہے۔

ہمارے گھرانے میں، قوانین کا گوشوارہ، قانون کی اطاعت کے لیے اہم نکتہ مہیا کرتا ہے اور تحریکی الفاظ، باپ/ماں کی اطاعت کے لیے اہم نکتہ مہیا کرتے ہیں۔ اس طرح، بہت چھوٹے بچے بھی ذمہ داری کے ابتدائی پہلو کو سیکھ سکتے ہیں۔

یاد رکھیے، قوانین اور اطاعت، ذمہ داری کی سیڑھی کا نہ صرف پہلا قدم ہیں بلکہ بچوں میں احساسِ تحفظ کا شاندار ذریعہ بھی ہیں۔ ایک گھر، جس میں نظم وضبط موجود ہے اور اس کی بنیاد، واضح طریقہ ہائے کار اور ضابطہ ہائے اخلاق ہیں، ایک گھر جہاں احکامات واضح طور پر بیان کر دیے گئے ہیں، ایک ایسا گھر، جہاں ہر چیز باترتیب انداز میں موجود ہے اور خاندانی قوانین پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے..... ایسا گھر، محفوظ ترین اور

اعتماد بخش ماحول مہیا کرتا ہے جہاں بچے کی زندگی بہترین اور شاندار انداز میں نشوونما پا سکتی ہے۔

بہر حال، جب آپ اپنے افرادِ خانہ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور خاندانی قوانین اور سزائیں، تشکیل دیتے ہیں، تو یہ ہرگز مت سمجھ لیجیے کہ آپ کے بچے کسی نہ کسی طرح راتوں رات محبت آمیز اور فرمانبردار فرشتوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ آپ کے گھر میں نافذ اور زیرِ استعمال قوانین بہت اچھے ہیں، اور مفید و کارآمد بھی ہیں لیکن اس ضمن میں تھوڑی بہت مشکلات بھی پیش آتی ہیں۔ ہم، کم از کم، پچیس خاندانی ملاقاتیں منعقد کر چکے ہیں جن میں ہم نے خاندانی قوانین کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ جب بھی ان قوانین کی خلاف ورزی ہوتی ہے، ہم ان کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔ ہم نے یہ قوانین استعمال اور نافذ کرتے ہوئے اپنے مقصد کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھا ہے۔ بچوں نے بھی آپس میں ان کے متعلق گفتگو کی ہے، اور ہم نے بھی کسی نہ کسی طرح شکایتوں کے ذریعے اور مشکل حالات میں ان بچوں کو اپنے ساتھ رکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ بچوں میں اطاعت و فرمانبرداری کا احساس راتوں رات نہیں پیدا جاتا۔ خاص طور پر اس وقت جب بچوں کو قوانین کی پیروی اور اطاعت و فرمانبرداری اپنانے کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو، ان میں احساسِ اطاعت و فرمانبرداری اُبھارنا بہت ہی مشکل ہے۔ یہ سب کچھ اس قدر آسان نہیں ہے۔

یہ ایک بہت اچھا اور قابلِ قدر طریقہ ہے کہ آپ بطورِ والدین، ایک جگہ بیٹھ جائیں اور اپنے گھرانے میں موجود اطاعت و فرمانبرداری کی سطح کے متعلق غور و فکر کریں۔ ہمارے لیے یہ امر بہت آسان ہے کہ ہم بچوں کے ان بعض رویوں کے اس طرح عادی ہو جائیں کہ ہمیں یہ احساس بھی نہ ہو کہ وہ اطاعت گزار اور فرمانبردار نہیں ہیں۔

کئی سال پہلے جب ہم انگلستان میں رہائش پذیر تھے، جوائس نامی ایک منہ پھٹ نوجوان انگریز لڑکی، جو لنڈا کی مددگار کی حیثیت سے فرائض سرانجام دے رہی تھی، ایک دن، لنڈا اور ہماری سب سے بڑی بیٹی سارن (جس کی عمر چھ سال تھی) کے درمیان گفتگو سنے بغیر نہ رہ سکی۔ یہ ایک بہت ہی گرما گرم بحث تھی۔ گفتگو ختم ہونے کے بعد جب سارن چلی گئی تو جوائس کہنے لگی: ''آپ نے سارن کو اس طرح بات کرنے کی اجازت کیوں دی ہے؟''

''کس طرح'' لنڈا نے پوچھا۔ وہ حیران تھی کہ جوائس کے نزدیک یہ ایک نہایت انوکھی بات تھی۔ ''اس طرح کہ جب اس نے سہ پہر کو آپ کے ساتھ ایسا رویہ روا رکھا جب آپ اس کے ساتھ ''تیز و تند الفاظ'' میں مصروف تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ امریکی اپنے

بچوں کو اس طرح بدتمیزی کے ساتھ بولنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔''

لنڈا کو بہت صدمہ پہنچا لیکن وہ اس سوال کے لیے جوائس کی مشکور تھی کیونکہ بصورت دیگر اسے یہ سمجھنے میں کچھ تاخیر ہو جاتی کہ سارن کے کس اختلافی معاملے پر اس کے ساتھ اس قدر بدتمیزی کے لہجے میں بات کی۔ وہ تقریباً توہین آمیز انداز میں بات کر رہی تھی۔ لنڈا نے اس کے لہجے کے جارحانہ پن کو محض اس لیے نظر انداز کر دیا تھا کیونکہ ایسا لہجہ وہ اکثر سن چکی تھی۔ لیکن جب لنڈا نے اس صورت حال پر غور کیا تو اسے محسوس ہوا کہ جوائس قطعی درست کہتی تھی، اور اب یہ صورت حال تبدیل ہو جانی چاہیے!

اس دن شام کو لنڈا نے سارن سے کہا: ''سوالات پوچھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن تمہیں اب یاد رکھنا ہوگا کہ اب تم مؤدبانہ لہجہ اختیار کرو۔''

کبھی کبھار، سارن ایسا لہجہ اختیار کر لیتی ہے لیکن جب ہم اسے اشارہ کر دیتے ہیں تو اسے ہماری بات یاد آ جاتی ہے اور اس کا لہجہ دھیما اور مؤدب ہو جاتا ہے۔

یہی اصول، اطاعت و فرمانبرداری پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ ہم والدین، احکامات جاری کرنے کے اس قدر عادی ہو جاتے ہیں کہ ہم واقعی یہ نہیں سمجھتے کہ حقائق سمجھنے کے حوالے سے بچوں کے کان بہرے ہو جاتے ہیں اور ہمارے دماغ سُن ہو جاتے ہیں۔ بچے عین وہی کچھ کریں گے جو والدین ان سے توقع رکھتے ہیں۔ ان کا ذہن اس قدر حساس ہوتا ہے اور انہیں قطعی طور پر علم ہو جاتا ہے کہ والدین ان سے کیا چاہتے ہیں۔ اب انتہائی ضروری ہے کہ اس موضوع پر بچوں کے احساسات سے آگاہ ہونے کے لیے ایک خاندانی باہمی ملاقات منعقد کی جائے۔

اس امر کی یاد دہانی بھی اہم ہے کہ اگرچہ بچوں کو علم ہوتا ہے کہ انہیں اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے، اور وہ اس کی کوشش کرتے بھی ہیں، لیکن کچھ بچے، دوسرے بچوں سے زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ ہمارا بھی ایک ایسا خاص بچہ ہے جو اطاعت گزاری کے ضمن میں، کبھی کبھار، خود کو زیادہ مشکل میں پاتا ہے۔ یہ الفاظ تحریر کرتے ہوئے ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہمارے احکامات و ہدایات، کئی دنوں تک ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے باہر نکال دی گئیں ہیں۔ اسے کئی دفعہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے کام مکمل کرے لیکن پھر بھی وہ اپنے کام مکمل نہیں کرتی۔ اب وقت ہے کہ قوانین کا جائزہ لینے، ماں باپ کا کہا ماننے کے متعلق گفتگو کرنے اور اس سے اطاعت و فرمانبرداری کے لیے دوبارہ وعدہ لینے کے لیے اس کے ساتھ نجی طور پر ملاقات کی جائے۔ اکثر اوقات، بالمشافہ گفتگو، مسائل حل کرنے کے ضمن میں مددگار ثابت ہوتی ہے لیکن اس کے

لیے مسلسل کوشش کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی طرف سے احساسِ اطاعت وفرمانبرداری کے حوالے سے خود کو اچھا محسوس کرے۔

اس وقت اصل نکتہ یہ ہے کہ بچوں میں اطاعت وفرمانبرداری کا احساس پیدا کرنے اور اس ضمن میں انہیں تربیت مہیا کرنے کا عمل آسان نہیں ہے اور ایک یا دو آسان اسباق کے ذریعے اس مسئلے کا حل ممکن نہیں ہے۔ اس لیے حوصلہ مت ہاریے۔ ثابت قدمی اور مستقل مزاجی اختیار کیجیے۔ اس طرح آپ کو خوشی حاصل ہوگی، اور اس سے بھی اہم امر یہ ہے کہ اس کے ذریعے آپ کے بچے بھی خوش ہوں گے۔ وہ جو کچھ بھی کہتے رہیں، آپ کے لیے اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار، ان کے لیے خوشی ومسرت کا باعث ہے!

2

احساسِ ذمہ داری برائے ملکیتی اشیاء

''جب تک ایک بچہ ان چیزوں کے بارے میں ذمہ داری کو قبول نہیں کرتا جنہیں وہ دیکھ سکتا ہے تو آپ کی ملکیتی اشیاء...... تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ذمہ داریاں قبول کرلے گا جنہیں وہ دیکھ نہیں سکتا، مثلاً صلاحیتیں، استعداد، کام، یا کردار وغیرہ۔''

تعریف و مثال

ہم میں سے اکثر افراد کے پاس بہت زیادہ ساز و سامان موجود ہوتا ہے۔ جس طرح ہمارا معاشرہ زیادہ سے زیادہ پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے اور ہماری زندگیوں کے مختلف النوع پہلوؤں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ''مادی اشیاء'' ہم پر غالب آنا شروع ہو گئی ہیں۔ اب ہمارے لیے پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو چکا ہے کہ خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لیے ہم اپنے رہن سہن کو سادہ کر لیں، اپنی زندگیاں منظم کریں اور اپنی ملکیتی اشیاء کے بارے میں قطعی احساس ذمہ داری کا مظاہرہ کریں۔ اس باب کا مقصد یہ ہے کہ والدین کو چند ایسی مفید اور کارآمد تجاویز اور طریقوں سے آگاہ کیا جائے کہ جن کے ذریعے وہ اپنے بچوں کو آگاہ کر سکیں اور انہیں اس امر کی تربیت مہیا کر سکیں کہ اس سے پہلے یہ مادی اشیاء، انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیں، وہ اپنی ان ملکیتی اشیاء کی ذمہ داری اُٹھانے اور قبول کرنے کو تیار ہو جائیں۔

جارج اور نینسی، بے حد محتاط قسم کے افراد تھے۔ کچھ لوگوں کے نزدیک وہ انتہائی نظم و ضبط کے حامل تھے۔ ان کے گھر میں ہر چیز کی ایک جگہ مقرر تھی اور ہر چیز اپنی مقررہ جگہ پر موجود ہوتی تھی۔ بے ترتیبی، انہیں پاگل کر دیتی تھی۔ شاید، اس کی وجہ یہ تھی کہ دونوں کے مزاج میں چنداں فرق نہ تھا، اور سب سے پہلے، ان کی یہی خوبی، انہیں ایک دوسرے کے قریب لے آئی تھی۔

ان کی شادی کو تقریباً دس سال گزر چکے تھے اور ان کے تین بچے تھے۔ ان کا سب سے بڑا بچہ، جمی، ان کی ہوبہو تصویر تھا۔ جس طرح اس کے والدین صاف ستھرے اور چست و مستعد تھے، اسی طرح جمی کو صفائی ستھرائی اور چستی و مستعدی بہت پسند تھی۔ اس کا کمرہ ایسے دکھائی دیتا تھا کہ جیسے ''بہترین گھر بنانے'' کے متعلق مضمون کے حوالے سے مثال دینے کے لیے کسی بھی وقت اس کمرے کی تصویر کھینچی جا سکتی ہے۔

لیکن دوسرے دونوں بچوں آٹھ سالہ جنی اور چھ سالہ فلپ کی کہانی ہی کچھ اور تھی۔ پیار، رشوت، سزا، یا حوصلہ افزائی، کوئی ایسا طریقہ نہیں تھا جو انہیں اپنی اشیاء کی دیکھ بھال اور نگہداشت پر مجبور کر سکتا۔ ان کے کمروں کا حال ایسا تھا کہ جیسے کسی آندھی و طوفان نے

ان پر حملہ کر دیا ہو۔ اگرچہ نینسی، اکثر، ان کے کمرے صاف کر دیتی لیکن پانچ منٹ بعد ہی ایسے معلوم ہوتا کہ جیسے طوفان باد و باراں نے ان کمروں کو اپنا نشانہ بنالیا ہو۔

بالآخر، نینسی نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اگر وہ یونہی گندی مندی اور بے ترتیبی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں، تو یہ تو بہت ہی بری بات ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ ان کے کمروں کی طرف نظر بھی نہیں ڈالے گی۔ جب وہ ان کا کوئی کھلونا یا کپڑا، گھر میں کسی جگہ پڑا ہوا دیکھتی (یہ منظر عام تھا)، وہ متعلقہ بچے کے کمرے کے دروازے پر پہنچتی، اپنا سر دوسری طرف کر لیتی، دروازہ کھولتی، وہ چیز اندر پھینکتی اور پھر جلدی سے دروازہ دھڑ سے بند کر دیتی۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے جنی اور فلپ کو کچھ پرواہ ہی نہیں ہے۔ اب ان میں یہ قابل فہم تبدیلی واقع ہوئی تھی کہ اب وہ دن بدن پہلے سے قدرے زیادہ پریشان ہوتے جارہے تھے اور وہ اکثر نینسی سے پوچھتے کہ ان کی چیزیں کہاں ہیں۔ وہ ہمیشہ ہی جواب دیتی: ''تمہارے کمرے میں!''

وہ بھی جواب میں ہمیشہ یہی کہتے: ''لیکن کمرے میں کس جگہ؟''

نینسی کا جواب بھی ہمیشہ یہی ہوتا: ''مجھے کچھ نہیں معلوم، میں تو وہاں کئی دنوں سے گئی ہی نہیں!''

وہ پھر یہی جواب دیتے: ''کیوں؟''

ان کی ماں پھر ہمیشہ یہی کہتی: ''اس لیے کہ مجھے ایسی گندی جگہوں پر جانا پسند نہیں ہے۔'' اس کے بعد، وہ عام طور پر کچھ پریشان پریشان سے وہاں سے چلے جاتے۔

یہ کوئی طریقہ نہیں تھا۔ نینسی نے سب طریقے آزما لیے تھے اور اس نے مزید کوشش ترک کر دی تھی۔ اس قسم کا رویہ وہ اس لیے اپنا رہی تھی کہ اس نے ان دونوں میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے کا خیال ہی مکمل طور پر چھوڑ دیا تھا۔

ایک دن جنی اس کے پاس باورچی خانے میں آئی اور کہنے لگی: ''امی، میری وہ پسندیدہ سرخ قمیص کہاں ہے؟''

نینسی نے کہا: ''تمہارے کمرے میں!'' اور پھر پہلے کی طرح دوبارہ گفتگو شروع ہوگئی۔

بالآخر جنی نے کہا: ''ٹھیک ہے، میری یہ قمیص گم ہو چکی ہے، لہٰذا تمہیں میرے لیے ایک اور قمیص خریدنا ہوگی!''

نینسی نے کہا: ”نہیں، یہ تمہاری چیز تھی جو گم ہوگئی، اب اس کا ملنا ناممکن ہے۔“

جنی نے کہا: ”درحقیقت یہ میری نہیں تھی۔ تم اسے خرید کر لائی تھی۔“

نینسی ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑ گئی۔ سہ پہر کو وہ اپنی بہن کے گھر چلی گئی۔ وہ لوگ ایک دوسرے شہر میں ایک کام کے سلسلے میں ایک سال گزار کر واپس اپنے گھر میں یہ دیکھنے کے لیے آئے تھے کہ کرایہ داروں نے اس گھر کی کیا بری حالت بنا رکھی تھی۔ اس کی بہن کہنے لگی: ”لوگ اس وقت تک اشیاء اور ساز و ساماں کی حفاظت نہیں کرتے جب تک وہ ان کی اپنی نہ ہوں۔“

یہ بات نینسی کے دماغ میں بیٹھ گئی۔ جنی اور فلپ اپنے زیر استعمال اشیاء اور ساز و سامان کو اپنی ملکیت نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے یہ اشیاء نہ کبھی خریدی تھیں اور نہ کبھی انہیں حاصل کرنے کی کوشش کی تھی، اس لیے انہیں ان اشیاء کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں تھا۔

لیکن ملکیت ہی تو وجہ نہیں تھی کہ اپنی چیزوں اور خود کو صاف ستھرا اور باترتیب رکھا جائے، نیز، اپنی ذات اور ساز و سامان کی دیکھ بھال اور نگہداشت کی جائے۔ کیا ایسا ہی تھا؟ جمی بھی تو ہے جس نے اپنی چیزوں کی ہمیشہ دیکھ بھال اور نگہداشت کی ہے، اپنی چیزوں کو ترتیب سے رکھا ہے، حتیٰ کہ جب وہ چھوٹا سا بھی تھا تو اسے ہر کسی کی اشیاء کی حفاظت کر کے اور انہیں اپنی اپنی مقررہ جگہ ترتیب سے رکھ کر خوشی اور اطمینان محسوس ہوتا تھا۔

آئندہ چند دنوں کے دوران، جب نینسی اور جارج یہ سوچنے کی کوشش کر رہے تھے کہ بچوں کو اپنی ملکیتی اشیاء اور ساز و سامان کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے متعلق ذمہ داری کا کیسے احساس دلایا جائے، بچوں کے گندے مندے اور بے ترتیب کمرے اپنا آپ دکھانے لگے تھے۔ نینسی نے ایک دو دفعہ ان کے کمرے میں جھانکا، اور اس نے دیکھا کہ اب فرش پر بکھری چیزوں کا ڈھیر گھٹنوں تک آنے لگا تھا۔ نینسی نے اس دن یہ بھی دیکھا کہ فلپ کو کمرے سے باہر آنے کے لیے راستے سے چیزیں ادھر اُدھر کرنا پڑی تھیں۔

اور پھر ایک دن غیر متوقع اور خلافِ معمول تبدیلی واقع ہوئی۔ اس دن جنی پہلی منزل پر واقع اپنے کمرے سے نیچے آئی اور کہنے لگی: ”امی جان! کیا آپ، براہِ کرم، کمرہ صاف کرنے میں میری مدد کریں گی؟“

نینسی، حیران ہو کر پوچھنے لگی: ''وہ کس لیے؟''

جنی کہنے لگی: ''میں اپنے کمرے کی بُری حالت سے تنگ آ چکی ہوں، اس کے علاوہ مجھے اپنی چیزیں تلاش کرنے میں بھی مشکل پیش آ رہی ہے۔''

نینسی نے اس کی خواہش پر مثبت ردِ عمل کا اظہار کیا اور موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ''کیا فلپ کا بھی یہی خیال ہے؟''

جنی نے اثبات میں جواب دیا۔

نینسی نے کہا: ''تو پھر اسے بھی یہاں لے آؤ، اور میرے ساتھ ایک معاہدہ کرو۔''

جب وہ دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے تو نینسی کہنے لگی: ''بہت خوب! معاہدہ یہ ہے کہ میں ایک دفعہ تو تمہارے کمرے صاف کرنے کے لیے تمہاری مدد کروں گی، لیکن یہ کمرے تمہارے ہیں، تم ان کمروں میں رہتے ہو اور اب سے یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم اپنی چیزیں خود سنبھالو۔ آج کے بعد اگر میں نے کوئی بھی چیز غلط جگہ پڑی ہوئی دیکھی، تو نہ تو میں اسے سنبھالوں گی اور نہ ہی اسے تمہارے کمرے میں پھینکوں گی بلکہ میں اسے تمہارے بستر پر پھینک دوں گی اور پھر تمہیں سونے سے قبل اپنی تمام چیزیں سنبھالنی ہوں گی۔ کیا تم اس معاہدے پر راضی ہو؟''

بچے راضی ہو گئے۔ اس منصوبے کی راہ میں اکثر رکاوٹیں بھی پیش آئیں لیکن بنیادی طور پر یہ منصوبہ کارآمد اور مفید ثابت ہوا۔ انہیں جلد ہی یہ محسوس ہونے لگا کہ رات کو سونے سے پہلے تھکان کے باعث، بستر پر سے کھلونوں اور دیگر اشیاء کا ڈھیر اُٹھانا بہت مشکل ہے، لہٰذا، اب وہ زیادہ سے زیادہ کوشش کرنے لگے کہ ان کی کم سے کم اشیاء، اِدھر اُدھر بکھری رہیں۔

نینسی اور جارج کو یہ احساس ہو گیا تھا کہ تمام بچے ایک جیسے نہیں ہوتے۔ کچھ بچے، جنی کے مانند ہوتے ہیں جن میں صفائی ستھرائی اور نظم و ضبط کا اس قدر جذبہ موجود ہوتا ہے کہ وہ اپنے ساز و سامان کے علاوہ رضاکارانہ طور پر دوسروں کا ساز و سامان بھی حفاظت سے رکھتے ہیں۔ کئی بچے اس وقت اپنی اشیاء اور ساز و سامان کی دیکھ بھال اور نگہداشت کرتے ہیں جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشیاء ان کی ملکیت ہیں۔ بالآخر، نینسی اور جارج کو ایک ایسی ترکیب سوجھ ہی گئی جس کے ذریعے وہ ''بستر پر پڑی چیزوں'' پر مبنی طریقے کے بجائے انہیں اپنی چیزوں کی ملکیت کا احساس دلایا جا سکے۔ انہوں نے ایک

ایسا نظام وضع کیا جس کے تحت انہوں نے جنی اور فلپ کو کچھ گھریلو کام انجام دینے کے عوض کچھ رقم دینے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اس رقم سے اپنے لیے کھلونے اور کپڑے خرید سکیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ طریقہ پہلے طریقے سے بھی زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوا۔ کیونکہ اس طریقے کے ذریعے ان بچوں کو عملی طور پر اپنی اشیاء اور ساز و سامان کی ملکیت کا احساس ہوا۔ ''بستر پر چیزیں ڈھیر کرنے'' کا طریقہ تو تقاخر محض ایک ٹوٹکا تھا لیکن ''ملکیت'' کا طریقہ، ایک اُصول سے بھی بڑھ کر مفید ثابت ہوا۔ یہ طریقہ، احساس تفخر اور اپنی ملکیت میں شامل چیزوں اور اشیاء کی حفاظت اور دیکھ بھال کی بنیاد پر کارآمد اور مفید ثابت ہوا۔ (اس باب میں ''خاندانی اہم نکات'' کے عنوان کے تحت ''ملکیت'' کے طریقے کے بارے میں مفصل معلومات مہیا کی گئی ہیں۔)

لنڈا یہ کہتی ہے:

''مادی اشیاء کے متعلق احساس ذمہ داری پیدا کرنے اور اس کے متعلق تربیت مہیا کرنے کے بارے میں ہم جس قدر زیادہ تجزیہ کرتے ہیں، تو ایک دفعہ پھر ہمیں اتنا ہی زیادہ احساس ہوتا ہے کہ اس ناتمام خواہش کو یاد رکھنے میں کامیابی کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی ذات میں بہتری پیدا کریں۔

میں ایک اعتراف کرنا چاہتی ہوں۔ میں نینسی یا جارج نہیں ہوں۔ میں فطری طور پر چست و مستعد شخص نہیں ہوں، بلکہ قدرے کاہل الوجود ہوں۔ بہرحال میں نے کسی نہ کسی طرح ہائی سکول اور کالج کے امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے کی غلطی کر ہی ڈالی۔ میرے والد، مذاق ہی مذاق میں مجھے ''بیگم سمتھ'' کہا کرتے تھے، یہ ہماری پڑوسن کا نام تھا جو انتہائی کاہل الوجود خاتون تھی اور اس کا گھر ہمیشہ کوڑے کا ڈھیر محسوس ہوتا تھا۔

کالج کے زمانے میں رہائشی کمرے کی میری ساتھی بھی میری طرح کاہل اور ڈھیلی ڈھالی تھی، اور اگرچہ ہم دونوں نے سکول میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا اور ہم اپنا زیادہ تر وقت اپنی پڑھائی یا مشق میں صرف کرتے تھے اور جب ہم اپنے کمرے کی طرف آتے تو یہ کمرہ ہمیشہ ایسے معلوم ہوتا کہ جیسے یہاں کسی نے دستی بم پھینک دیا ہو اور ہم دروازہ بند کر دیتے۔ کبھی کبھار میں اس کمرے کی صفائی کرتی لیکن یہ عرصہ بہت مختصر ثابت ہوتا۔

مجھے یہ سوچتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر 'انہیں' پتا چل گیا کہ میں کس قدر کاہل الوجود اور غیر منظم ہوں تو مجھے کس قدر شرمندگی ہوتی، شادی کے بعد مجھ میں کسی قدر بہتری پیدا ہوئی۔ بہرحال، بچوں کی پیدائش کے بعد معاملات پھر بگڑنے شروع ہوئے اور میں نے گندے اور میلے کچیلے برتنوں کا ڈھیر دھونے کے لیے علی الصباح اُٹھنا شروع کر دیا کیونکہ گزشتہ رات شدید تھکاوٹ کے باعث میرے لیے برتنوں کا یہ ڈھیر دھونا ممکن نہ ہوتا تھا۔

چار بچوں اور سخت محنت کرنے کی کوشش کا بار بار عزم کرنے کے بعد، بالآخر، میں اس نتیجے پر پہنچی کہ میں اب رات کو کمروں کی بے ترتیب حالت، گمشدہ جوتے، کپڑے، قینچیاں، کاغذ وغیرہ اب مزید برداشت نہیں کر سکتی۔ ہم نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ فیصلہ کیا کہ اب ''وقت'' آن پہنچا ہے۔ اب ''کیا یہ اچھا نہ ہوتا'' جیسے تمام طریقے آزمانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں نے فوری طور پر محسوس کر لیا کہ اب جس قسم کے بھی منصوبے کا آغاز کرنا ہے، اس کی شروعات میری طرف سے، یعنی ماں کی طرف سے ہونی ہے۔

میری ایک اچھی سہیلی نے مجھے ''چیزوں کو ایک دفعہ چھوئے'' کے اُصول سے آگاہ کیا جو میرے لیے بہت مفید اور کارگر ثابت ہوا۔ مثال کے طور پر، اگر آپ کھانے میں ڈالنے کے لیے نمک الماری سے لیتی ہیں، تو پھر نمک کھانے میں ڈالنے کے بعد اس فوراً واپس الماری میں رکھ دیں۔ کپڑے دھوتے وقت سب اجزا مشین میں ڈال کر واپس اپنی جگہ پر رکھ دیں۔ یہ فہرست بہت طویل ہے لیکن میں نے ایک اُصول کے مانند اس طریقے پر عمل کیا۔ پھر میں نے محسوس کیا کہ معاملات اب پہلے سے بہتر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

مختصر یہ کہ ایمانداری سے کہہ سکتی ہوں کہ جب سے میں نے سستی اور کاہلی ترک کی ہے، میں نے اپنی چیزیں سنبھالنا شروع کی ہیں، میں نے پہلے اپنے بستر کو ٹھیک کر کے رکھنا شروع کیا ہے، اور پھر میں نے اپنے بچوں کو یہ سمجھانا شروع کیا ہے کہ وہ بھی اپنی چیزوں کی ذمہ داری سنبھال لیں، تو اس وقت سے ہمارا گھر ایک مختلف صورت اور رنگ اختیار کر چکا ہے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اس قدر بڑی تبدیلی رونما ہو سکتی تھی!

میں پھر دوبارہ کہتی ہوں کہ یہ کام آسان نہیں ہے۔ یہ کام، والدہ کی حیثیت سے میرے لیے، ایک بہت ہی مشکل پہلو کی حیثیت سے میرے پیش نظر رہا ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ مجھے اس میں مہارت حاصل نہیں تھی لیکن اس کا فائدہ یقیناً میری کوشش اور محنت کے لحاظ سے قابل قدر ہے۔

طریقے و تراکیب

۱- خاندانی قوانین

ان قوانین کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ احساس دلایا جائے اور انہیں تربیت مہیا کی جائے کہ اپنی چیزوں اور ساز و سامان کی حفاظت و نگہداشت، خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے، ان کی ایک متوقع اور لازمی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے، سادہ، واضح اور زیادہ سے زیادہ آگہی اور شعور کے حامل خاندانی قوانین، ایک ایسے انتہائی بنیادی طریقے کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے ذریعے افراد خانہ کے

رویوں معاملات اور عادات کی تشکیل کی جا سکتی ہے۔ ان میں سے ایک قانون کے ذریعے اس امر کا اہتمام کیا جانا چاہیے کہ خاندان کا ہر فرد اپنی ملکیتی اشیاء اور ساز وسامان کی بخوبی حفاظت ونگہداشت کرے اور انہیں نہایت باترتیب انداز میں استعمال کیا جائے تاکہ ہر دفعہ استعمال کے وقت یہ اشیاء اور ساز وسامان اپنی جگہ موجود ملے اور اس کی گمشدگی کا خدشہ نہ ہو۔ مزید براں، ساتھ ہی ساتھ اس قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں سزا کا بھی تعین کردیا جائے یعنی، ایک بچہ، اپنے کمرے کو صاف کیے بغیر کہیں باہر نہیں جا سکتا۔ اگر وہ بروقت کھانے کے لیے نہیں آتا تو اسے کھانا نہیں ملتا۔ یا اگر ''بستر پر اشیاء ڈھیر'' کرنے کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے تو پھر بچے کو سونے سے پہلے اپنی تمام اشیاء لازمی طور پر ان کی جگہوں پر رکھ دینی چاہئیں۔ اس طریقے کے ذریعے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ اگر اپنی چیزوں کی حفاظت ونگہداشت نہ کی جائے تو کس قدر پریشانی اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جہاں تک خاندانی قوانین کا تعلق ہے، ان سے افادہ حاصل کرنے کے طریقے سادہ تو ہیں، لیکن مشکل نہیں ہیں۔ ان میں سے دو طریقے خاص طور پر بہت اہم ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس امر کا اہتمام یقینی طور پر کیا جائے کہ ایک مخصوص قانون سے سب افراد خانہ بخوبی طور پر آگاہ اور باخبر ہوں اور وہ اپنی فہم کے ذریعے اس قانون کے متعلق مکمل ادراک رکھتے ہوں۔ اس کی تخلیق میں لازمی طور پر سب بچوں کی رائے شامل ہونا چاہیے، اور بچوں کو قطعی طور پر علم ہونا چاہیے کہ ان کی ذمہ داری کیا ہے اور پھر خلاف ورزی کی صورت میں اس کی سزا بھی واضح طور پر بیان کردینا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قانون کے نفاذ میں لچک کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ جن قوانین کے نفاذ میں ڈھیل اور لچک کا اظہار کیا جاتا ہے، ان کے ذریعے بہت کم نتائج پیدا ہوتے ہیں یا اچھے نتائج سامنے نہیں آتے، نیز، یہ قوانین، دراصل نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان کے نفاذ میں تاخیر اور التوا کے باعث بچے سمجھ جاتے ہیں کہ قوانین بنے ہی اس لیے ہیں کہ ان کی خلاف ورزی کی جائے۔

۲-مثال

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ احساس دلایا جائے اور انہیں تربیت مہیا کی جائے کہ جب وہ اپنی ملکیتی اشیاء اور ساز وسامان کی حفاظت کرتے ہیں تو انہیں طمانیت اور خوشی حاصل ہوتی ہے، اور انہیں یقینی طور پر علم ہو جائے کہ اپنی چیزوں اور ساز وسامان کی کیونکر حفاظت ونگہداشت کی جانا چاہیے۔

جب آپ اپنی اشیاء کی حفاظت کرتی ہیں، انہیں ترتیب سے رکھتی ہیں، جب آپ اپنے جوتے چمکاتی ہیں، اپنے باورچی خانے کے ساز وسامان کو ٹھیک کرتی ہیں تو بچوں کو اپنے پاس بلا کر انہیں یہ سب کچھ مشاہدہ

کرنے کا موقع فراہم کیجیے۔ انہیں دکھائیے کہ ہر چیز کی اپنی مخصوص جگہ ہے۔ جب آپ اپنی کار دھوتی ہیں، یا گھاس کاٹنے والی مشین کو تیل دیتی ہیں، یا پھر چاندی کے برتنوں کو چمکاتی ہیں تو انہیں یہ تمام کام دکھائیے۔ انہیں یہ بھی دکھائیے کہ اپنی چیزوں کی حفاظت ونگہداشت کے ذریعے آپ کس قدر احساس تفاخر محسوس کرتی ہیں۔ انہیں کسی قسم کی نصیحت یا فہمائش مت کیجیے اور اس امر کا اظہار نہ کیجیے کہ آپ انہیں براہ راست سبق پڑھا رہی ہیں۔ یہ کہنے کے بجائے کہ ''دیکھو میں کس طرح اپنی چیزوں کی بہتر حفاظت ونگہداشت کرتی ہوں!''

آپ کو عملی طور پر اپنی چیزوں اور ساز وسامان کی حفاظت ونگہداشت کر کے ان کے لیے ایک مثال قائم کرنا چاہیے اور پھر یوں کہنا چاہیے: ''میں واقعی اپنی چیزوں اور ساز وسامان کی حفاظت کرنا چاہتی ہوں، اور اس کے ذریعے مجھے خوشی محسوس ہوتی ہے'' یا ''یہ ایک بہت ہی دلچسپ اور پُرلطف کام ہے کہ ہر چیز کے لیے ایک مناسب جگہ مخصوص کی جائے اور ہر چیز کو اس کی اپنی جگہ پر رکھا جائے، جب ہر چیز صاف اور بحفاظت پڑی ہوتی ہے تو مجھے بہت اچھا اور خوشگوار محسوس ہوتا ہے۔''

۳۔ ملکیتی پرچیاں

ان ملکیتی پرچیوں کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ بعض اشیا ان کی ملکیت ہیں اور وہ ان کی حفاظت کے بذات خود ذمہ دار ہیں۔ چھوٹی چھوٹی گول یا چوکور چپکنے والی پرچیاں، جس پر بچے کا نام لکھا ہو، اس لحاظ سے بچے کے لیے بہت مفید ثابت ہوتی ہیں کہ انہیں اپنی ملکیتی اشیا، مثلاً کھلونوں اور دیگر چیزوں پر چپکا دیا جائے تاکہ بچوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ یہ اشیا ان کی اپنی ہیں۔ خاص طور پر ابتدائی سالوں میں جب بچے محض اپنا نام لکھنا سیکھ چکے ہوتے ہیں، یہ نام ان کے لیے فخر اور پہچان کا باعث ہوتے ہیں۔ مختلف اشیاء پر اپنا نام لکھا دیکھ کر نہ صرف بچوں میں ان کی ملکیت اور ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے، بلکہ ان کی حفاظت کا شعور اور ان سے متعلق جذبہ افتخار بھی جنم لیتا ہے۔

۴۔ مخصوص جگہوں پر چسپاں پرچیاں

اس طریقے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرا دیا جائے کہ انہوں نے اپنی چیزیں، ان کے لیے مخصوص جگہوں پر رکھنا ہیں۔ ہم نے اکثر مستریوں یا بڑھیوں کی دکانیں دیکھی ہوں گی جہاں کسی ایک دیوار پر ان کے اوزاروں کی تصویریں لگی ہوتی ہیں یا ان اوزاروں کے نام لکھے ہوتے ہیں اور استعمال کے بعد ان اوزاروں کو ان کی اپنی مخصوص جگہوں پر واپس رکھ دیا جاتا ہے۔ بچوں کے کمروں میں بھی اس طرح کا ایک نظام وضع کیا جا سکتا ہے کہ الماری کے خانوں میں مخصوص اشیاء کے ناموں کی پرچیاں یا تصویریں چسپاں کر دی جائیں اور بچے اپنی مختلف اشیاء استعمال کے بعد وہیں رکھ دیں۔

اسی طرح کپڑوں کے لیے ایسا ہی طریقہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ الماری کے ایک خانے پر ''موزے'' تحریر کیا جا سکتا ہے، یا تصویر چسپاں کی جا سکتی ہے، اسی طرح جوتے رکھنے کے خانے پر ''جوتے'' لکھا جا سکتا ہے یا تصویر چسپاں کی جا سکتی ہے۔

۵-اختصار

اس طریقے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ وہ اپنے لیے بے شمار اشیاء اور ساز و سامان کے بجائے محض چند ضروری چیزوں کی حفاظت و نگہداشت کے ضمن میں ذمہ داری قبول کریں۔

یہ کوئی باقاعدہ طریقہ نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک ٹوٹکا ہے اور ایک زبردست مفید ترکیب ہے جس کے ذریعے بچوں کو یہ تربیت مہیا کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی ملکیتی اشیاء کی ذمہ داری قبول کریں۔ اکثر گھرانوں میں بچوں کے پاس بے شمار کھلونے، کپڑے اور دیگر اشیاء موجود ہوتی ہیں اور ان کے لیے بے شمار اشیاء کی حفاظت و نگہداشت مشکل ہو جاتی ہے۔

ہم نے یہ سبق عملی طور پر اس وقت سیکھا جب ہم نے موسم گرما کی تعطیلات، ایک دوسرے شہر میں چھوٹی سی جھیل کے کنارے واقع ایک کمرے میں گزارنا شروع کیں۔ چونکہ یہ کمرہ بہت چھوٹا تھا، لہٰذا، بچوں کو صرف ایک یا دو کھلونے یا دیگر اشیاء باہر لے جانے کی اجازت تھی۔ چونکہ جھیل بھی ساتھ ہی تھی اور موسم بھی گرمیوں کا ہوتا تھا، بچے، اپنا صرف ایک عام لباس، ایک تیراکی کا جوڑا، کھیل کود کے لیے دو جوڑے کپڑے نکال لیتے۔ حیرت انگیز طور پر یہ بہت ہی مفید اور کارگر ترکیب ثابت ہوئی۔ کوئی بھی چیز ادھر اُدھر نہیں ہوئی کیونکہ صرف ضروری اشیاء زیرِ استعمال ہوتی ہیں۔

روزمرہ معمولات کے اعتبار سے سب سے بہتر یہی ہے کہ اشیاء کی تعداد مختصر ہو اور مقدار کے بجائے معیار پر توجہ دی جائے۔ اس ضمن میں اس امر کا اہتمام کیا جانا چاہیے کہ کسی تہوار کے موقع پر بچے کو بے شمار سستے اور غیر معیاری تحائف دینے کے بجائے، چند ایک معیاری، قیمتی اور دیرپا تحفے دے دیئے جائیں کیونکہ سستی اور غیر معیاری اشیاء جلد ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں لیکن معیاری اور دیرپا اشیاء کی جلد ٹوٹ پھوٹ کا اندیشہ نہیں ہوتا اور کم اشیاء ہونے کے باعث ان کی حفاظت و نگہداشت بھی بآسانی ہو سکتی ہے۔

سب سے پہلے تو اپنی الماری کی صفائی کرنا چاہیے اور غیر معیاری اشیاء سے نجات حاصل کر لینا چاہیے۔ صرف وہ اشیاء اپنے پاس رکھیں جو نفیس اور معیاری ہوں اور اکثر استعمال ہوتی ہوں۔ اگر کچھ اشیاء، مسلسل استعمال میں نہ آتی ہوں تو انہیں ان لوگوں کو دے دیں جنہیں ان کی ضرورت ہو۔

۶-فخر و افتخار کا نشان

اس طریقے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ اپنی چیزوں کی دیکھ بھال اور حفاظت پر مبنی ذمہ داری کی تکمیل کے ذریعے ان میں فخر و افتخار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

ہفتے کا دن تھا اور بارش ہو رہی تھی۔ میں اپنے تینوں بچوں، جن کی عمریں چار، چھ اور آٹھ سال تھی، اور ان تینوں بچوں میں صفائی ستھرائی کا احساس نام کو بھی نہ تھا، کو لے کر اپنے کمرے میں آئی اور وہ مجھے میرا اپنا کمرہ صاف کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ میں نے اپنی چیزیں ان کی اپنی مخصوص جگہ رکھنے اور ان کی دیکھ بھال کے ذریعے، اپنی طمانیت کا اظہار کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے تھوڑی بہت دلچسپی ظاہر کی۔

جب میں نے اپنا کام ختم کر لیا تو میں نے اپنے کمرے کے دروازے پر بڑے بڑے اور چمکدار حروف میں تحریر، ایک ایسا نشان چسپاں کر دیا جس پر ''فخر و افتخار'' نقش تھا۔ میں نے اس کے متعلق انہیں کچھ بھی نہیں کہا، لیکن میرے بچے چپ نہ رہ سکے اور انہوں نے بالآخر اس کے متعلق پوچھ ہی لیا۔

میں نے انہیں بتایا: ''فخر و افتخار سے مراد یہ ہے کہ مجھے اس پر فخر اور طمانیت محسوس ہو رہی ہے کہ میرا کمرہ کس قدر خوبصورت اور صاف معلوم ہو رہا ہے۔ نیز مجھے اس امر پہ بہت خوشی اور اطمینان ہے کہ میرے کمرے کی تمام اشیاء، صاف ستھری اور بحفاظت موجود ہیں۔''

میں اُمید کر رہی تھی کہ چھ سالہ بچے نے سب سے پہلے پوچھا اور باقی دونوں نے بھی اس کی آواز میں آواز ملائی: ''کیا میں ان میں سے ایک اپنے کمرے کے دروازے پر بھی چسپاں کر سکتا ہوں؟''

میں نے جواب دیا: ''ہاں، لیکن اس سے پہلے تمہارے کمرے بھی ایسے ہی صاف ستھرے ہونے چاہئیں!''

یہ ترکیب، بہت مفید اور کارگر ثابت ہوئی اور ابھی تک مفید اور کارگر ہے۔ جب بھی ہمیں صفائی و ستھرائی کے بنیادی اُصول کو متحرک کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، ہم ان نشانات کو ایک مخصوص مدت کے بعد چسپاں کر دیتے ہیں۔

درحقیقت یہ نشان، بذاتِ خود اہم نہیں ہے بلکہ اس کے باعث پیدا ہونے والی گفتگو اور تحریک و جذبہ

اہم ہیں۔ اپنے بچوں سے گفتگو کیجیے کہ اپنے کمرے، اپنی اشیاء اور ساز و سامان کی صفائی ستھرائی اور حفاظت و نگہداشت، کس قدر اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس امر کے بارے میں گفتگو کیجیے کہ ہم اپنی چیزوں کی ملکیت کے بارے میں کس قدر خوش قسمت ہیں۔ اس امر کے بارے میں گفتگو کیجیے کہ کچھ افراد ان چیزوں کے حصول کی کس قدر تمنا رکھتے ہوں گے، اور اگر وہ یہ چیزیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے تو وہ ان کی کس قدر بخوبی حفاظت و نگہداشت کرتے۔

۷۔کھیل...... ''تلاش کریں اور اپنے سامنے ڈھیر کرتے جائیں''

اس کھیل کا مقصد کہ بچوں کو یہ باور کرانا ہے کہ جب چیزیں اپنی جگہوں پر موجود نہیں ہوتیں تو انہیں تلاش کرنے میں بہت سا وقت صرف ہوسکتا ہے۔

اس کھیل کا آغاز کرنے کے لیے اپنے افرادِ خانہ کو عمر کے لحاظ سے مختلف ٹیموں میں تقسیم کرلیجیے۔ اگر یہ افراد، مناسب عمر کے ہیں تو پھر ہر ایک فرد، ایک ٹیم ہے اور اگر چھوٹے بچے اپنے طور پر اس کھیل میں شریک نہیں ہوسکتے تو پھر ان کے ساتھ بڑی عمر کا ایک فرد منسلک کردیجیے۔

اب ہر ٹیم کو اس کھیل کے لحاظ سے برابر نمبر دے دیجیے اور ہر ٹیم کے پاس کارڈوں (گتے کے ٹکڑوں) کو اوندھے منہ رکھ دیں۔ یہ کارڈ تیار کرنے کے لیے "4 x "3 حجم کے گتے کے ٹکڑے لیجیے اور ان پر گھر کی مختلف اشیاء کی تصویریں بنا لیجیے۔ یہ تصویریں مختلف گھریلو اشیاء، مثلاً رنگ کرنیوالا برش، رنگین پنسلیں، کنگھا، ہتھوڑی، بالوں میں پھیرنے والا برش، کیل، گیند، چمچ، سوئی، جھاڑو، ٹوپی، دھاگہ اور عینک شامل ہوسکتی ہیں۔ آپ جس قدر زیادہ کارڈ استعمال کریں گے، اس قدر یہ کھیل زیادہ طویل ہوگا۔ مزید براں، اگر گھر میں بہت زیادہ اشیا بکھری پڑی ہیں تو پھر بھی اس کھیل کا دورانیہ بہت طویل ہوگا۔

جب آپ یہ کہیں کہ ''کھیل شروع کرو'' تو سب ٹیمیں اپنے اپنے پہلے کارڈ سیدھے کرلیں۔ پھر سب لوگ ان چیزوں کو گھر میں سے تلاش کرکے لے آئیں اور اسے ملنے والی چیزوں کے ڈھیر میں شامل کرتے جائیں۔ ہر ٹیم کے ارکان کو لازمی طور پر ہر چیز کی تلاش میں جانا چاہیے اور وہ ایک وقت میں صرف ایک چیز تلاش کرسکتے ہیں۔

جب سب ٹیمیں اپنے لیے مخصوص اشیاء تلاش کرکے لے آئیں اور انہیں ایک جگہ ڈھیر کردیں تو پھر ہر ٹیم اپنا دوسرا کارڈ سیدھا کرسکتی ہے، اور ان اشیاء کو تلاش کرکے ایک جگہ

ڈھیر کر سکتی ہے۔ جب سب ٹیمیں، اپنی اپنی اشیا، تلاش کر کے لے آئیں اور پھر ایک جگہ ڈھیر کر دیں تو پھر سب لوگ بیک آواز بلند نعرہ لگائیں ''سب چیزیں مل گئیں!'' اس کے بعد آپ ایک کاغذ پر وہ وقت تحریر کر سکتے ہیں جو ایک مخصوص شے کی تلاش میں صرف ہوا۔ (اگر آپ کا گھر ایک عام گھر ہے، ان میں بہت سی چیزوں کی تلاش مشکل ہوگی، کیونکہ ایسے گھروں میں اشیاء اکثر اپنی مخصوص جگہوں پر موجود نہیں ہوتیں۔)

اس اُصول کا اطلاق اپنے خاندان پر بھی کیجیے۔ گمشدہ چیزیں، ہماری استعداد کار کو سست کر دیتی ہیں اور تمام دن ہم پریشانی اور اُلجھن میں مبتلا رہتے ہیں۔

چند دن بعد، یہ کھیل دوبارہ کھیلیے اور چیزیں تلاش کرنے کے لیے صرف شدہ وقت دوبارہ تحریر کیجیے۔ جب آپ بے شمار غیر ضروری اشیاء سے نجات حاصل کر لیں گے اور اپنے گھر میں موجود اشیاء کو ان کی مخصوص جگہوں پر موجود پائیں گے تو اب آپ کو انہیں تلاش کرنے میں پریشانی نہیں ہوگی، آپ کا وقت بھی اس قدر زیادہ صرف نہیں ہوگا۔

اگر آپ کا شمار ان خوش قسمت گھرانوں میں ہوتا ہے جہاں ہر چیز اپنی اپنی جگہ موجود تھی تو اس طرح آپ نے یہ کھیل نہایت عمدگی اور آسانی سے مکمل کر لیا، تو پھر غور کریں کہ آپ کے لیے اس کھیل میں کون سا اضافی فائدہ موجود ہو سکتا ہے۔ اس طریقے کے ذریعے آپ کو ایک منظم اور صاف ستھرے گھر کی شروعات کرنے میں مدد مہیا ہوتی ہے۔

۸-ان کا مقصد

اس طریقے کا مقصد بچوں کو یہ باور کرانا ہے کہ اپنی چیزوں کی حفاظت و نگہداشت کے متعلق ذمہ داری کا احساس، ایک تو ان کا اپنا مقصد ہے، اور آپ کا بھی ہے، اور جب وہ یہ مقصد حاصل کر لیتے ہیں تو ان کے علاوہ آپ کو بھی خوشی اور طمانیت محسوس ہوتی ہے۔

اس ضمن میں ایک بہت ہی مفید طریقہ، جس کا اس کتاب میں مسلسل اعادہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ افراد خانہ کے درمیان میں ایک ایسی ملاقات کا اہتمام ہونا چاہیے جس میں ہفتہ واری اہداف کا تعین کیا جائے۔ (باب نمبر ۹ میں تفصیل ملاحظہ کیجیے۔)

جب آپ کو قطعی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اپنی چیزوں کی حفاظت و نگہداشت کے فوائد کو بچوں نے بنیادی طور پر سمجھ لیا ہے تو پھر آپ کو چاہیے کہ آپ بچوں میں یہ احساس اور تحریک پیدا کریں کہ وہ اپنی اس

عادت کو ہفتہ واری اہداف و مقاصد میں شامل کر لیں۔ اس احساس کے تحت، ایک چھوٹا بچہ، کسی کی طرف سے کہے یا دلائے بغیر، ہفتے میں ہر روز اپنے بستر کو صحیح کرنے پر مبنی عادت کو اپنے اہداف و مقاصد میں شامل کر سکتا ہے۔ اسی طرح، ایک بڑا بچہ، اپنے لیے ہفتہ وار ہدف کے طور پر اپنے کمرے کو دوبارہ ترتیب دے سکتا ہے اور ہر چیز کے لیے ایک خاص جگہ مقرر کر سکتا ہے۔

جب بچے، اس ذمہ داری کو اپنا مقصد قرار دے لیں گے تو پھر، حقیقتاً اپنی چیزوں کے متعلق، اپنی ذمہ داری اُٹھا لیں گے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک وہ اپنی اس ذمہ داری کو اپنا مقصد نہیں بنا لیتے، وہ اپنی یہ ذمہ داری صحیح طور پر انجام دینے کے قابل نہیں ہو سکتے۔

خاندانی اہم نکات

۱- ٹاٹ کی بوری

اس قصے کا احوال رچرڈ کی زبانی سنیے:

کئی سال پہلے کا ذکر ہے کہ جب میں ایک دن گھر واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ نچلی منزل میں بچوں کے کھیلنے اور سونے کے کمروں میں اُدھم مچا ہوا ہے اور بچوں کی اشیاء اِدھر اُدھر بکھری پڑی ہیں۔ ان بکھری اشیاء میں چھوٹے موٹے سستے کھلونے اور دیگر اشیاء کے ٹوٹے پھوٹے ٹکڑے شامل تھے جنہیں واقعی کوئی بچہ اپنی ملکیت میں لینے کے لیے تیار نہیں تھا، لیکن ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا گھر عرصہ دراز سے بے ترتیبی کا شکار ہے اور مدتوں سے اس کی صفائی نہیں ہوئی۔

میں نے ایک گہری سانس لی اور پھر بچوں کو بلانے کا ارادہ کیا کہ وہ نیچے آئیں اور اس کبوتر خانے کو درست کریں، لیکن اس سے قبل الفاظ میرے منہ سے نکلتے، ایک اور ترکیب میرے ذہن میں آئی۔

پھر میں نے ایک بہت بڑی ''ٹاٹ کی بوری'' ڈھونڈی اور اس کے اوپر دیو کے مانند دو بڑی بڑی آنکھیں اور ناک بنا دیا اور اسے اس حالت میں رکھا کہ اس کا کھلا حصہ، منہ کے مانند دکھائی دے۔ پھر میں نے ایک دیو کے مانند آوازیں نکالتے ہوئے اس بوری کو اپنے ساتھ

گھسیٹنا شروع کیا اور سارے گھر میں گھوم پھر کر بکھری اشیاء اس میں ڈالنا شروع کیں۔ ایک دو منٹ کے اندر ہی تمام بچے میری طرف متوجہ ہو گئے اور بجائے فکر مند ہونے کے وہ لطف اٹھانے لگے۔ پھر وہ بیک وقت بلند آواز میں بولے: ''آپ کیا کر رہے ہیں؟'' اور ''یہ کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''یہ ٹاٹ کی بوری ہے اور بالائی کمرے میں رہائش پذیر ہے اور ہر ہفتے، ایک دن، بغیر کسی کو اطلاع دیئے نیچے آجاتی ہے اور ادھر اُدھر بکھرے کھلونے اور کپڑے ہڑپ کر جاتی ہے۔'' میں نے بچوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کی کوشش کی اور پھر کھلونوں کو ''ہڑپ'' کرنا شروع کر دیا۔

پہلے تو بچے یہ سب کچھ دیکھتے رہے اور پھر ایک دوسرے سے اس طرح کے سوالات کرنے لگے ''کیا ہم یہ چیزیں واپس لے سکتے ہیں؟''

اس کا جواب اثبات میں تھا کہ ہفتے کے دن، وہ ان سب اشیاء کا ڈھیر لگا دے گی اور اگر انہیں اپنی جگہ واپس رکھا گیا تو پھر وہ انہیں نہیں کھائے گی۔ اس کے برعکس، اگر یہ چیزیں یہیں پڑی رہتی ہیں اور کوئی بھی انہیں نہیں اُٹھاتا تو وہ پھر دوبارہ انہیں ہڑپ کر لے گی اور کبھی واپس نہیں کرے گی۔

اب ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور ان کی طرف سے مختلف قسم کی آوازیں آنے لگیں ''اوہ نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔'' میں نے انہیں یاد دلایا: ''یہ میں نہیں بلکہ ٹاٹ کی بوری انہیں کھا رہی ہے۔''

چند لمحوں کے اندر ہی وہ باتیں ختم کر کے ادھر اُدھر بھاگنے دوڑنے لگے اور اپنی بہترین اشیاء کو بچانے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن ''ٹاٹ کی بوری'' کا پیٹ بہت بڑا تھا۔ اور بچے، اس کے پیغام کو سمجھ چکے تھے۔

اس دن کے بعد سے یہ ٹاٹ کی بوری اکثر واپس آجاتی، اس کے آنے کی اطلاع بھی نہ ہوتی اور اس کی آمد حیران کن ہوتی۔ جب اسے ایک کمرے میں ہڑپ کرنے کے لیے کوئی بکھری ہوئی چیز نہ ملتی تو وہ نہایت کریہہ آواز نکالتی، جسے سُن کر وہ بچے بہت خوش ہوتے جو اپنی چیزوں کی حفاظت سے رکھتے اور اس طرح بوری کی طرف سے کوئی چیز ''ہڑپ'' کرنے کی کوشش ناکام بنا دیتے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، اس ''ٹاٹ کی بوری'' کے ذریعے ہمارے خاندان کے لیے دو بہت اہم اُمور کی تکمیل ہوئی۔ پہلے تو یہ کہ اس کے باعث چیزوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کے علاوہ اپنے کمرے، بستر اور دیگر مفید اشیاء کو ہمیشہ بہترین حالت میں رکھنے کا معمول رونما ہو جاتا ہے کیونکہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کب یہ ''ٹاٹ کی بوری'' بالائی کمرے سے نیچے آ ٹپکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ ٹاٹ کی یہ بوری، باغ میں رہائش پذیر اس دوست سانپ کے مانند ہے جو ہر قسم کے نقصان دہ کیڑے مکوڑے کھا جاتا ہے۔ یہ ٹاٹ کی بوری، ان چھوٹے چھوٹے غیر ضروری کھلونوں اور اشیاء کا صفایا کر دیتی ہے جو گھر میں ادھر اُدھر بکھری پڑی ہوتی ہیں، اور ایک دفعہ جب کسی چیز کو دوبارہ ہڑپ کر لیتی ہے، یہ چیز کبھی واپس نہیں آتی (دراصل ہر چیز امدادی اشیاء کے گودام میں چلی جاتی ہے۔) لہٰذا، ٹاٹ کی یہ بوری غیر ضروری اور فضول اشیاء کو اپنی خوراک بنا لیتی ہے جس کے باعث کارآمد اور مفید اشیاء ہمیشہ اپنی صحیح جگہ پر موجود ملتی ہیں۔

بچوں کو بتایئے کہ ٹاٹ کی یہ پرانی بوری، ان کے ساتھ مقابلہ کرنا یا شرط لگانا چاہتی ہے۔ آئندہ دو ہفتوں کے دوران، آپ اپنی ملکیتی اشیاء کے بارے میں اپنی ذمہ داری اُٹھانے کے لیے کوشش شروع کر دیں گے۔ اب ٹاٹ کی بوری نے بچوں کے ساتھ یہ معاہدہ کر لیا ہے: ''اگر اسے آئندہ دو ہفتوں کے دوران پچیس یا اس سے زائد اشیاء (ادھر اُدھر بکھرے ہوئے کھلونے) کھانے کو ملیں گے تو پھر بچوں کو اسے مزید ایک کھلونا کھانے کے لیے دینا ہوگا، اور یہ کھلونا کبھی بھی واپس نہیں ملے گا! لیکن اگر ٹاٹ کی بوری پندرہ سے کم اشیاء کھاتی ہے تو یہ تمام خاندان کو ہوٹل میں رات کا کھانا کھلائے گی۔''

۲- بستر پر چیزیں مت پھینکیے

''ٹاٹ کی بوری'' کے علاوہ ہم ''بستر پر چیزوں کا ڈھیر'' کا طریقہ بھی استعمال کرتے ہیں، جسے نینسی اور جارج نے وضع کیا تھا۔ (اس باب کے شروع میں دیکھئے) دراصل، بچے جن چیزوں کی حفاظت نہیں کرتے اور انہیں یونہی ادھر اُدھر پڑا رہنے دیتے ہیں، انہیں وہ چیزیں ایک جگہ اکٹھی پڑی ملتی ہیں، اس طرح وہ اپنی ان چیزوں کے متعلق زیادہ حساس ہو جاتے ہیں، اور انہیں اس تکلیف اور پریشانی کا زیادہ سے زیادہ اندازہ ہو جاتا ہے، جو ان چیزوں کے بکھرنے کے باعث انہیں اور ان کے والدین کو برداشت کرنا پڑتی ہے۔

۳- اپنی رقم

ایک اور اہم چیز جس کے متعلق بچوں کو لازمی طور پر جلد یا بدیر سیکھ جانا چاہیے، رقم کے متعلق ذمہ داری کا احساس ہے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تاخیر ہونے سے پہلے ہی فوری طور پر بچوں کو رقم کے متعلق اپنی ذمہ داری کا احساس دلانے کا عمل، ایک ایسا بنیادی عنصر ہے جس کے ذریعے دیگر اشیاء کے متعلق بھی ذمہ داری کا احساس ان میں پیدا ہو جاتا ہے۔

جب ہماری سب سے بڑی بیٹی کی عمر آٹھ سال ہوئی تو ہمیں احساس ہوا کہ ہمارے اور اس کے درمیان مالی معاملات اچھے نہیں ہیں۔ ہم جو اسے جیب خرچ دے رہے تھے، ہمارے اندازے کے مطابق مناسب ہی تھا، لیکن ہمیں احساس ہوا کہ ہم اپنی بیٹی سے کچھ لیے بغیر دے رہے ہیں اور اس طرح ہم ایک غلط اصول کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ ہمارے بہت سے دوست ایسے تھے جن کے والدین انھیں تمام عمر رقم دیتے رہے۔ بہت سے دوست ایسے تھے جو بڑے ہونے پر اپنے لیے بہتر متبادل کا انتظام کر سکتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے اپنی تمام عمر خیرات پر گزارا کیا۔ کالج کے زمانے میں اپنے ساتھ رہائشی کمروں میں مقیم ایسے ہم جماعتوں سے ہم واقف تھے جو ہر ماہ اپنے والدین کی طرف سے بھیجی گئی رقوم کے ذریعے ہی زندگی بسر کرتے تھے۔ کچھ لوگ ایسے تھے جو والدین کی طرف سے ملنے والی رقم سے بالکل بے پروا تھے، اور ان کا عادی رویہ اس امر کا غماز تھا کہ ''یہ تو کسی طرح بھی ہماری اپنی رقم نہیں ہے۔''

اس عرصے کے دوران ہماری دونوں بڑی بیٹیاں، ہمیں اس لحاظ سے پریشان کر رہی تھیں کہ ہماری طرف سے بار بار کہنے اور چھوٹے سچے انعامات اور لالچ دینے کے باوجود نہ تو اپنے کپڑے سنبھالتی تھیں اور نہ ہی موسیقی سیکھنے کے لیے جاتی تھیں۔ ہم ان پر پیار، ڈانٹ ڈپٹ اور لالچ پر مبنی ہر طریقہ آزما چکے تھے۔ اچانک ایک دن ایک ترکیب ہمارے ذہن میں آئی۔ وہی ترکیب، جو لنڈا کی ماں نے اس کے لیے استعمال کی تھی۔ ہمیں یہ تو معلوم تھا کہ گھر سے باہر نکل کر ایک آٹھ سالہ بچے کے لیے رقم کمانا کس قدر مشکل ہے (اگرچہ ناممکن نہیں ہے) تو پھر ہم نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کا فیصلہ کیا اور موسیقی سیکھنے اور مشق کرنے کے عوض اسے کچھ رقم دینے کا ارادہ کیا۔ اس سے پہلے کہ آپ اسے ایک ''عجیب وغریب رشوت'' کا نام دیں، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

موسیقی کی مشق کا کل دورانیہ ایک گھنٹے پر مشتمل تھا اور پہلا نصف گھنٹہ، وائلن اور دوسرا نصف گھنٹہ پیانو کے لیے مخصوص تھا۔ اس کے عوض ہم نے اسے تھوڑی سی رقم دینے کی پیش کش کی، نیز ہم نے اسے یہ بھی کہا کہ اگر وہ ہفتے کے آخر تک اس اپنی مشق کا متوقع دورانیہ (ایک گھنٹہ فی دن) مکمل کرے گی تو اس کی یہ رقم دگنی ہو جائے گی۔ ہم نے اندازہ لگایا کہ اس طرح وہ ایک ماہ میں اس قدر رقم بچائے گی کہ اپنے لیے کپڑوں کا ایک جوڑا یا

جوتے خرید سکے۔ پھر ہم نے اسے یہ ترغیب بھی دی کہ اگر اس دوران اسے کوئی لباس پسند آجاتا ہے تو وہ اپنی متوقع آمدنی کے عوض ہم سے رقم ادھار بھی لے سکتی ہے۔

یہ طریقہ ایک حسین خواب کی مانند شاندار اور مفید ثابت ہوا۔ یہ ایک ایسا طلسم تھا کہ اس کے نئے اور پیارے کپڑے اب فرش پر بکھرے پڑے ہونے کے بجائے الماری میں لٹکے نظر آتے تھے کیونکہ اب اسے معلوم تھا کہ یہ کپڑے واقعی اس کی ملکیت ہیں۔ پھر اس دن کے بعد اپنی بڑی بیٹی کو موسیقی کی مشق کرنے کے لیے آمادہ کرنے کے لیے نہ تو کبھی کہنا پڑا اور نہ ہی اس نے ہمیں اس ضمن میں کسی پریشانی سے دوچار کیا۔

ہماری دوسری بیٹی نے بھی اس طریقے پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ بھی گھر کے کام کاج اور موسیقی کی مشق کے ذریعے رقم کما لیتی ہے، لیکن اس نے رقم کمانے کے لیے ایک اور دلچسپ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو سنبھالتی ہے، ان کی دیکھ بھال اور نگہداشت کرتی ہے۔ نو سال کی عمر تک وہ ایک نہایت بہترین آیا بن چکی تھی۔ شروع میں ہم اسے بہت کم رقم دیتے تھے، لیکن ہمیں علم تھا کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی ذاتی ضروریات میں بھی اضافہ ہوگا، اس لیے ہم نے اس کے معاوضے میں مزید اضافہ کر دیا تاکہ وہ یہ محسوس کر سکے کہ اس کے تجربے اور بہترین کارکردگی کی بدولت اس کے معاوضے میں اضافہ کیا گیا ہے۔

اسی اثنا میں ہمارے سب سے بڑے بیٹے کی عمر سات سال ہو چکی تھی اور وہ واقعی ایک کاروباری ذہنیت کا مالک تھا۔ اگرچہ لڑکیوں کے برعکس اسے کپڑوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ اسے حسابی مشینوں اور علم کیمیا سے متعلق آلات و سامان کا بہت زیادہ شوق تھا۔ ابھی تک وہ موسیقی کی مشقیں باقاعدہ طور پر نہیں کر رہا تھا لیکن وہ ہفتے کے دن مختلف کام کاج انجام دینے کا بہت شوقین تھا۔ (ہم اپنے بچوں کو ہفتے کے دن مختلف کام کاج انجام دینے کے لیے کچھ رقم ادا کرتے ہیں اور یہ کام، ان کی باقاعدہ ذمہ داریوں میں شامل نہیں ہیں۔)

ہر ہفتے کی صبح، وہ قریبی دکان پر جاتا ہے اور پھر ہمیں آ کر بتاتا ہے کہ اسے کوئی نہ کوئی کام بتایا جائے تاکہ وہ اپنے لیے کچھ کما سکے۔ اس کی تلاش رنگ لاتی ہے اور ہم اسے کوئی نہ کوئی کام بتا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اپنے گھر کے باغیچے میں ٹماٹر اگاتا ہے اور انہیں یا تو گھر گھر فروخت کر دیتا ہے یا گلی کے ایک کونے میں خوانچہ لگا کر بیچ دیتا ہے۔

ہمارے بچوں کو علم ہے آٹھ سال کی عمر میں وہ اپنے لیے خود وسائل پیدا کرنے کے قابل ہیں، اور اپنے لیے مختلف اشیاء خود اپنی رقم سے خرید سکتے ہیں۔ لیکن ان بچوں کی سالگرہوں اور دیگر تہواروں کے لیے اور پھر ان کے زیر جاموں اور موزوں کے لیے ہم خود خریداری کرتے ہیں کیونکہ وہ اس قسم کی چیزوں کی خریداری کے متعلق زیادہ توجہ نہیں کرتے۔

جب بچے اپنے لیے رقم کمانے کے خواہاں ہوتے ہیں تو پھر مختلف قسم کے تخلیقی طریقے اور ترکیبیں ان کے ذہن میں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ بچے بچوں کو فطری طور پر رقم کے بارے میں اپنی ذمہ داری کا بخوبی احساس ہوتا ہے اور بعض بچوں کو یہ فہم تجربے کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ بہر حال، ہمارے کہنے سے مراد یہ ہے کہ رقم کے بارے میں یہ قیمتی اسباق، بچے اس وقت سیکھ سکتے ہیں جب ان کی عمر آٹھ سے بارہ برس کے دوران ہوتی ہے۔ نیز، ان بچوں کی خوشیوں، خوشگوار زندگیوں اور بعد ازاں زندگی میں آزادی و خودمختاری پر ان اسباق کے بہت زیادہ اثرات مرتب ہوں گے۔

آٹھ سے بارہ سال کی عمر کے دوران، جب بچے اپنے لیے خود رقم کماتے ہیں اور اپنے لیے مطلوبہ اشیاء خریدتے ہیں، عام طور پر وہ یہ آمدن ہم (والدین) ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ بہر حال، جب ان کی عمر بارہ سال ہوتی ہے تو پھر وہ اپنے گھر سے باہر کہیں سے بھی مثلاً اخباروں کی فروخت، آیا گیری، یا کسی دیگر بیرونی ذریعے سے اپنے لیے آمدن حاصل کر سکتے ہیں۔

مالی ذمہ داری کی ابتداء اس وقت ہوتی ہے جب نہ صرف بچہ اپنے لیے رقم کماتا ہے بلکہ اسے خرچ کرنے اور سنبھالنے کا ڈھنگ بھی جانتا ہے۔ ہمارے گھر میں ایک بڑے چوبی ڈبے کی صورت میں ''خاندانی بنک'' موجود ہے جس کا تالا اعداد کی ترتیب کے ذریعے بند ہوتا اور کھلتا ہے ہر بچے کے پاس (حتیٰ کہ اس بچے کے پاس بھی جس پر ابھی مالی ذمہ داری تو عائد نہیں ہوتی لیکن وہ چھوٹے چھوٹے گھریلو کام کاج کے ذریعے رقم کماتا ہے) ایک چیک بک ہے جس میں وہ جمع شدہ اور نکلوائی جانے والی رقوم درج کر دیتا ہے۔ وہ رقم نکلوانے کے لیے صرف ہمارے نام ہی چیک لکھ سکتے ہیں۔ یہ خاندانی بنک انہیں ہر ماہ بعد دس فیصد کی ایک معقول شرح کے حساب سے سود ادا کرتا ہے۔ دس فیصد کی شرح اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ اس کا حساب بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ جب بچے ہر دفعہ رقم جمع کراتے ہیں تو پھر اس ''بنک'' کی طرف سے انہیں ایک چھوٹی سی دعوت دی جاتی ہے۔ سود اور دعوت کے مشترکہ فوائد کے باعث ہمارے بچے واقعی اپنے لیے رقم بچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور انہیں فوراً ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ رقم جمع نہیں کرواتے تو پھر کس قدر جلد ان کی رقم خرچ ہو جاتی اور ختم ہو جاتی ہے۔

۴-اشیاء کی واقعتاً ترتیب نو

کچھ گھرانے جن کے بچے چھوٹے ہوتے ہیں، خاص طور پر وہ خاندان جن کے بچے بہت زیادہ اور چھوٹے ہوتے ہیں، انہیں اپنے گھر میں نظم وضبط قائم رکھنے کے لیے غیر معمولی اور ڈرامائی طریقے اور اقدامات اپنانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس امر کے خدشے سے قطع نظر کرکے ہم اپنے خیالات کے گھوڑے بہت دور تک دوڑا رہے ہیں، آئیے، اب ہم آپ کو "نظم وضبط" کے اس نظام سے آگاہ کرتے ہیں جو ہم نے اپنے گھرانے کے لیے تشکیل دیا ہے۔

اس ایک مرحلے پر جب ہمارے پانچ بچے آٹھ سال سے کم تھے، ہم نے اپنے طور پر یہ تسلیم کرلیا کہ "ٹاٹ کی بوری" اور "بستر پر چیزیں پھینکنے" کے طریقوں کے باوجود، ہمارے گھر میں بے شمار چیزیں ادھر اُدھر بکھری رہتی تھیں۔ خاص طور پر بچوں کے کمرے تو کاٹھ کباڑ کا نمونہ تھے۔

ایک دن، ہمارے ذہن میں یہ بات آئی کہ بے ترتیب اور گندے مندے کمروں کا واحد اور آخری حل یہی ہے کہ ان چیزوں کو ان کمروں سے نکال باہر کیا جائے جن کے باعث یہ کمرے کاٹھ کباڑ کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ پھر یہ بھی کہ ہم کسی نہ کسی طرح اپنے گھر میں معمولی تبدیلی کرنے کا ارادہ بھی کیے بیٹھے تھے، تو پھر ہم نے ایک قدرے ڈرامائی قدم اُٹھانے کا فیصلہ کرلیا۔

ہم نے چھوٹے بچوں کے کمروں سے ان کے بستر، ان کے کمبلوں اور "قیمتی چیزوں کے ایک صندوقچے" کے علاوہ ہر چیز باہر نکال دی۔ اس صندوقچے میں یہ بچے اپنی پسندیدہ اہم اور ذاتی اشیاء رکھ سکتے تھے۔ سب کھلونوں کو باہر نکال کر کھلونوں کے ڈبے میں بند کردیا گیا اور کپڑوں کو "کپڑوں کی دھلائی کے کمرے" میں رکھ دیا گیا۔ ہینگر پر لٹکے ہوئے کپڑے کے لیے خانے نصب کردیئے گئے اور تمام بچوں کے کپڑے اور دیگر لوازمات وہاں منتقل کردیئے گئے۔ دھلائی کے لیے میلے کپڑے رکھنے کے لیے ڈبے بنائے گئے۔

چھوٹے بچوں کو بتا دیا گیا کہ ان کے کپڑے یا تو ان کے بدن پر ہونے چاہئیں یا کپڑوں کے ان خانوں میں ہونے چاہئیں، اور اگر میلے ہو جائیں تو دھلائی کے لیے مخصوص ڈبوں میں موجود ہونے چاہئیں۔ اسی طرح کھلونوں کو بھی ان کے لیے مخصوص خانوں سے ہی اُٹھایا جاسکتا تھا۔ کپڑوں اور کھلونوں کے لیے یہ خانے اس طرح کام کررہے تھے جس طرح کتب خانے کام کرتے ہیں کہ بوقت ضرورت، اپنی مطلوبہ شے استعمال کے بعد واپس رکھ دی جاتی ہے۔

بلاشبہ، کم ازکم، بچوں کے کپڑوں اور کھلونوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے ضمن میں ہم ابھی بھی کوشش کررہے ہیں لیکن اس ضمن میں ہمارے لیے تسلی بخش امر یہ ہے کہ اگر بچے اب کسی طرح بھی ہمارے

لیے قدرے پریشانی اور تکلیف کا باعث بنتے ہیں تو صرف کپڑوں اور کھلونوں کی حفاظت و دیکھ بھال کے حوالے سے بھی ہمیں مزید انہیں سمجھانا پڑتا ہے اور انہیں ان کی ذمہ داری سے آگاہ کرنا پڑتا ہے۔ جب بچے قدرے بڑے ہو جاتے ہیں اور وہ خود کو اس قابل بنا لیتے ہیں کہ اپنی چیزوں کی خود حفاظت کریں اور انہیں ترتیب سے رکھیں تو پھر انہیں اجازت ہے کہ وہ اپنے کپڑوں اور کھلونوں کو واپس اپنے کمروں میں لے جائیں اور انہیں اپنے کمروں میں ہی ترتیب سے رکھیں۔

اس کے علاوہ ہم نے بچوں کے کپڑوں اور کھلونوں کے خانوں اور ڈبوں کے پاس ایک خالی کاغذ بھی چسپاں کر دیا ہے جس پر یہ بچے ان کپڑووں اور کھلونوں کی تفصیل درج کر سکتے ہیں جو کسی اور بچے اور فرد کی غلطی سے ان خانوں اور ڈبوں سے باہر رہ گئے ہوں، اور اس غلطی کے عوض اس بچے یا فرد کو جرمانہ بھی کیا جا سکتا ہے، اور جرمانے کی رقم، اس بچے کو ادا کی جا سکتی ہے جس بچے کے خانے یا ڈبے سے یہ چیزیں نکالی گئی ہوں۔ یہ بچے فوری طور پر اس حقیقت کو قبول کرنے پر تیار ہو گئے کہ اس شخص کو جرمانے کی یہ رقم ادا کر دی جائے جو ان اشیاء کر مقررہ جگہوں پر رکھ دیتا ہے۔

3

احساسِ ذمہ داری برائے کام (فرائض)

''ہر وقت اور ہمیشہ اپنے کام وفرائض میں مصروف اور کھیل وتفریح میں قطعی طور پر حصہ نہ لینے کے باعث بچے میں اکتاہٹ پیدا ہوسکتی ہے اوراس کے ذہن و بدن کی تازگی اور تخلیقی صلاحیت ماند پڑ سکتی ہے، لیکن موجودہ دور میں اکثر ایسا نہیں ہوتا بلکہ آج کل تو کھیل وتفریح کو کام (فرائض) پرترجیح دی جاتی ہے جس کے باعث بچے میں غیر ذمہ داری کا احساس پیدا ہوجاتا ہے۔''

تعریف و مثال

زندگی میں حقیقی خوشی اور طمانیت اس وقت حاصل ہوتی ہے، جب ایک فرد اپنا کام (فرض)، خلوص اور فرض شناسی سے انجام دیتا ہے۔ جو بچے، اپنا فرض اور کام انجام دینے کے ضمن میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس حوالے سے مناسب تربیت حاصل کرنے پر اپنی توجہ مرکوز نہیں کرتے، تو وہ نہ صرف بڑے ہونے پر اپنے اہم فرائض کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں بلکہ زندگی کی ایک بنیادی خوشی اور ذمہ داری سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ اس باب میں ہم وہ طریقے، تلاش اور دریافت کریں گے جن کے ذریعے کام (فرائض) کے متعلق ذمہ داری کو مزید سادہ بنایا جا سکے اور بچوں کو یہ سکھایا جا سکے اور وہ خود میں اس ذمہ داری کا احساس کیسے پیدا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ان طریقوں سے بھی آگاہی حاصل کریں گے جن کے ذریعے خاندانی اُمور و فرائض کا بوجھ تمام افرادِ خانہ میں اس طرح تقسیم ہو کہ وہ ان فرائض کو بیگار کے بجائے خوش کن اور لطف آمیز محسوس کریں۔

یہ ہفتے کی صبح تھی۔ کریگ اور سواین دیر سے بیدار ہوئے۔ لاؤنج سے انہیں ٹیلی ویژن پر دکھائے جانے والے مزاحیہ خاکوں کے شور و غل اور قہقہوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ بیدار ہونے کے لیے یہ ایک بہت ہی خوشگوار انداز تھا لیکن یہ خوشگواریت اس وقت ہی قائم رہ سکتی تھی جب تک اُنہیں معلوم نہ ہوتا کہ آئندہ ان کے ساتھ کیا حالات پیش آنے والے ہیں کہ جب وہ اپنے بچوں کو اپنے ہفتہ واری کام و فرائض انجام دینے کے لیے کہیں گے۔

اب یہ دونوں محسوس کر رہے تھے کہ ان کے تینوں بچوں کے لیے اب یہ ضروری اور اہم ہو چکا ہے کہ وہ اپنے گھر، اپنے اپنے فرائض اور اپنے اپنے کام و فرائض انجام دینے کے ضمن میں آگاہی اور تربیت حاصل کریں کہ یہ متعلقہ ذمہ داریاں وہ کس طرح نبھا سکتے ہیں۔

اگرچہ، یہ کام یقینی طور پر بہت مشکل تھا۔ اس ضمن میں سواین اپنے بستر میں لیٹی سوچ رہی تھی۔ سب سے پہلے تو یہ کہ بچے یہ بحث کرنے کہ سب سے آسان کام کس کے حصے

میں آیا۔ پھر بادل نخواستہ ایک جا اکٹھے ہو جاتے، بے دلی سے کام شروع کرتے اور پھر وہ اپنی طرف سے ہر کام ٹالنے کی ہر ممکن کوشش کرتے یا اپنے کاموں کو ادھورا ہی چھوڑ دیتے۔

دس سالہ ایلسین، جسے ان تمام بچوں کا ایک نمونہ سمجھنا چاہیے، ان سب سے بدتر تھی۔ دوسرے دو بچوں نے بھی اسے شکایت کرتے سنا اور وہ بھی اس کی پیروی کرنے لگے۔ ایلسین، ایک بہت ہی ذہین، حکم عدول اور ضدی لڑکی تھی اور وہ ان بخوبی اور جائز وجوہات کی ایک طویل فہرست گنوا سکتی تھی کہ وہ کیوں اپنا کام نہیں کرنا چاہتی، یا نہیں کر سکتی یا اس نے اپنے کام کیوں انجام نہیں دیئے۔

''امی جان، دراصل، یہ سب کام آپ کے کرنے کے ہیں۔ ابا جان کام پر اور ہم سکول چلے جاتے ہیں، اور آپ گھر کے کام کاج دیکھتی ہیں۔ آپ نہ تو ابا جان کے بجائے کام پر جاتی ہیں اور نہ ہی ہمارے بجائے سکول جاتی ہیں، تو پھر آپ کے بجائے میں کیوں گھر کی صفائی ستھرائی کروں؟''

سواین نے واضح طور اپنی زبان بند رکھی کہ ایلسین کے خلاف اس کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلے۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ ایلسین کے الفاظ میں، اُس کے لیے ایک پیغام موجود تھا۔ اس کی بیٹی گھر کی مشترک ذمہ داری کے متعلق کچھ نہیں سمجھ سکی تھی۔ اس کے نزدیک، یہ کام وفرائض اس کے ذمہ تھے جو ان کی ذمہ داری تھی۔

اس رات، کریگ اور سواین نے اپنے بچوں کے ساتھ ایک سنجیدہ باہمی خاندانی ملاقات کا اہتمام کیا۔ اس ملاقات کا جو نتیجہ برآمد ہوا۔ وہ بہت سادہ اور واضح تھا حتیٰ کہ چھ سالہ جسٹن بھی اس ملاقات کے نتائج کو بخوبی طور پر سمجھ چکا تھا۔

۱- اس گھر کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے ضمن میں ہم سب پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ ہم سب اس گھر میں رہتے ہیں اور اس خاندان کا ایک حصہ ہیں۔

۲- چونکہ ابا جان اپنے کام پر اور بچے سکول چلے جاتے ہیں، اس لیے امی جان کو اس گھر کی ذمہ داری کے بوجھ کو سب سے زیادہ اُٹھانا پڑتا ہے، لیکن ہم سب ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

۳- ہم سب، ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ایک خاندانی باہمی ملاقات منعقد کریں گے اور

اکٹھے مل کر فیصلہ کریں گے کہ کون سا فرد، کون سے کام و فرائض انجام دے گا۔ جب ہم اس ضمن میں ایک متفقہ فیصلہ کرلیں گے تو پھر ہمیں یقینی طور پر معلوم ہو جائے گا کہ ہم سب نے کیسے اور کب اپنے فرائض سرانجام دینے ہیں اور پھر ہم پورا مہینہ ان کے متعلق کسی بھی قسم کی شکایت نہیں کریں گے۔

کریگ اور سواین کے لیے حالات میں قدرے بہتری رونما ہوئی، لیکن انہیں ابھی بھی اس باب میں مذکور بے شمار اُصولوں (طریقے وتراکیب) کے متعلق آگہی درکار تھی۔

لنڈا، اپنے ماضی کا ایک واقعہ یوں بیان کرتی ہے:

''ایک صبح تیز تیز آوازوں اور برتنوں کے کھڑکھڑانے کے شور سے میری آنکھ کھل گئی۔ ہم سب رات ہی سے ماں (میری ماں) کے گھر میں تھے۔ میں گہری نیند میں تھی کہ ماں کی تیز تیز بولنے کی آواز نے مجھے بیدار کردیا: ''شاونی، یہاں فارغ مت بیٹھو، یہ سویٹر پہن لو، باہر آؤ اور ہماری مدد کرو، فوراً!''

اس وقت کیا قیامت برپا ہوگئی تھی؟ یہ سوچتے ہوئے میں نے اپنا لباس تبدیل کیا اور باورچی خانے چلی گئی۔ میں نے دیکھا کہ ماں نے تین بڑے بچوں (عمریں نو، سات اور چھ سال) اوران کے باپ کو صبح چھ بجے ہی بستر سے اُٹھا دیا تھا اور وہ باغیچے میں دیوانہ وار پھلیاں چن رہے تھے۔

مجھے رات ہی سے بہت ٹھنڈ محسوس ہو رہی تھی اور ابھی تک فضا میں بہت سردی تھی، لہٰذا، میں نے قریب ہی پڑے ہوئے کمبل میں خود کو لپیٹ لیا۔ میں سوچ رہی تھی کہ ماں، اس بار واقعی پاگل ہوگئی تھی۔ ماں میں زندہ دلی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور جہاں تک مجھے علم ہے، جو ان کے جی میں آتا تھا، وہ کر گزرتی تھی۔ بہرحال میں دیکھ رہی تھی کہ بچے، پھلیوں کے باغیچے میں سردی سے ٹھٹھر رہے تھے، اور حیران ہو رہے تھے کہ میری ماں یہاں سے کچھ دور کیوں نہیں چلی گئی تھی۔

نصف گھنٹے کے اندر ہی رچرڈ نے پھلیوں سے بھری ہوئی ایک بہت بڑی بالٹی باورچی خانے کی میز پر اُلٹ دی، اور سب بچے دانت کچکچاتے ہوئے اس کے پیچھے ہی چلے آئے۔ پھر میری ماں پاؤں پٹختی ہوئی دروازے میں آن کھڑی ہوئی اور زوردار آواز میں کہا:

''میں نے تم میں سے کسی کو کہا تھا کہ پانی کی ٹونٹی کھول دے اور تم یونہی مٹرگشت کرتے رہے'' بچوں کو سانپ سونگھ گیا۔ اب وہ زبان ہلانے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

''اور میں دیکھ رہی ہوں کہ کسی نے بھی ان پھلیوں کو پانی میں نہیں ڈالا۔'' پھر خاموشی چھا گئی۔ ہم سب کو بخوبی علم ہو چکا تھا کہ نانی غصے میں اور ناراض تھی۔

''تمھیں کس نے پھلیاں، پانی میں ڈالنے کو کہا تھا؟'' میں نے اس ناگوار خاموشی کو توڑنے کے لیے کہا، ساتھ ہی میں یہ بھی سوچ رہی تھی اس کشیدہ فضا کو کیسے تحلیل کیا جائے۔

ماں نے الفاظ چباتے ہوئے کہا: ''ان بچوں کے باپ نے!''

''اوہ!'' میں نے زیرِلب مسکراتے ہوئے بچوں کے باپ کی طرف دیکھا جو قدرے جھنجھلایا ہوا تھا اور ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے ایک شرارتی بچہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو۔

مجھے علم تھا کہ ہمارے ہاں عام طور پر پھلیوں کو پانی میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا: ''آپ کیوں چاہتی ہیں کہ ان پھلیوں کو پانی میں ڈال دینا چاہیے؟''

اب ماں مجھ سے پوچھنے لگی: ''کیا تمھیں علم نہیں؟ کیا تمھیں کسی نے نہیں بتایا۔ گزشتہ رات یہ پھلیاں جم گئی تھیں، اگر ہم سورج کی کرنیں ان پر پڑنے سے پہلے انھیں بیلوں سے اُتار نہ لیتے تو وہ یقینی طور پر خراب ہو جاتیں۔ بعض اوقات جب تم جمی ہوئی سبزیوں پر دھوپ نکلنے سے قبل ہی پانی ڈال دو، تو انھیں خراب ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔''

جلد ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ ماں اس قدر عجلت میں کیوں تھی۔ پھلیوں کی یہ پیاری فصل، جو میری ماں نے بہت محنت سے اگائی تھی، تمام موسم گرما میں اس کی حفاظت کی تھی، اور یہ سب کچھ اس نے صرف ہمارے فائدے ہی کے لیے تو کیا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سبزی موسم سرما کی پہلی، ظالم برف باری کے باعث تباہ ہو جاتی۔ میں یہ بات کیوں بھول گئی تھی؟ کھیتی باڑی سے برسوں دور رہنے کے باعث میری یادداشت نے اس دہشت کو فراموش کر دیا تھا جو اس پہلی برف باری کے باعث فصلوں کی تباہی کی صورت میں نازل ہوتی۔

میں نے اپنی ماں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے چند الفاظ کہنے کی کوشش کی: ''بہت خوب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپ نے کسی نہ کسی طرح یہ فصل بچالی ہے۔''

ماں کے لہجے میں ابھی بھی نا اُمیدی کا تاثر موجود تھا۔ اس نے خود میں قدرے ہمت پیدا

کرتے ہوئے کہا: ''ممکن ہے ایسا ہی ہو۔'' بہرحال، بنیادی طور پر وہ موسم کے متعلق پریشان تھی...... لیکن بچوں کے بارے میں بھی فکرمند تھی۔

پھر کافی دیر بعد جب صورت حال قدرے پُرسکون ہوگئی اور سارن، شاوئی، سائیدی، ماں اور میں پھلیاں نکالنے میں مصروف ہوگئے۔

پھر ماں نے اپنے خاص انداز میں معاملہ فہمی سے کام لیتے ہوئے کہا: ''دراصل بچوں میں یہ احساس پیدا کرنے اور انہیں یہ تربیت مہیا کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے کام و فرائض کیسے انجام دیں۔'' ماں کے یہ الفاظ میری روح کی گہرائیوں میں اُتر گئے۔

''انہیں یہ احساس دلانا چاہیے کہ وہ لازمی طور پر اپنا کام اور فرض انجام دیں خواہ وہ اسے پسند کریں یا نہ کریں۔ انہیں یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ وہ اپنے کام اور فرائض مکمل طور پر انجام دیں اور انہیں ادھورا مت چھوڑیں۔''

میری زندگی، میری آنکھ کھلنے سے پہلے ہی جگمگا اُٹھی تھی اور مجھے بہت دفعہ یاد آیا کہ انہوں نے یہ احساس اس وقت میرے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی تھی جب میں بڑی ہو رہی تھی۔

پھلیاں نکالنے کی آواز بھی آ رہی تھی، اور ماں، ہمیں اس وقت کے متعلق بتا رہی تھی جب اس کے باپ نے بیجوں سے بھری بالٹی ایک کھیت سے دوسرے کھیت لے جانے کو کہا۔ یہ ایک ایسا کام تھا جسے انجام دینے کے لیے ایک ایسے تنگ راستے سے گزرنا پڑتا تھا جس کے ایک طرف ڈھلوانی چٹانیں اور دوسری طرف گہری کھائیاں تھیں۔ اس وقت اس کی عمر صرف بارہ سال تھی۔

''اگر میں نے اس راستے کی پیمائش کی ہوتی تو میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ میرے لیے اِدھر اُدھر ہونے کے لیے ایک انچ بھی نہیں تھا۔ حالانکہ اس وقت میں مرنے سے ڈرتی تھی لیکن میں نے بغیر کچھ کہے یہ کام انجام دیا۔'' انہوں نے چہرے پر ڈرامائی تاثر لاتے ہوئے کہا: ''مجھے معلوم تھا کہ اگر بالٹی میرے ہاتھ سے گر جاتی تو میں بھی اس کے ساتھ نیچے ہی جا گرتی۔''

''جب میرے بھائی، بہن اور میری عمر چھ، سات اور آٹھ سال تھی تو ہمارے والد ہمیں ایک بہت بڑے ڈبے میں بند کر جاتے جو انہوں نے خاص طور پر صرف اسی مقصد کے لیے بنوایا تھا۔ وہ کھیتی باڑی کے لیے جانے سے پہلے چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں دوپہر کا کھانا بھی دے

> جاتے اور پھر جب شام کو واپس آتے تو ہمیں اس ڈبے سے باہر نکال دیتے۔'' جیسے جیسے میری ماں، اپنی کہانی سنا رہی تھی، میری بچیوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے۔
> جیسے ہی ہم سب نے پھلیوں کو نکالنے کا کام ختم کیا، بچوں کے دلوں میں اپنی نانی کے لیے عزت و احترام اور تعریف وستائش کا ایک نیا احساس پیدا ہو چکا تھا۔ اور پھر ایک حیرت انگیز اور دلچسپ واقعہ رونما ہوا۔ پھلیاں نکالنے کے بعد ہم نے ناشپاتیوں کا وزن کرنا شروع کیا اور بچوں نے اس کام کے لیے فوجیوں کے مانند نہایت تیزی اور پھرتی کے ساتھ اسے مکمل کیا۔ اب کسی کو کسی سے کوئی شکایت نہیں تھی! کبھی کبھار ہم بچوں کو کھیل کود کے لیے بھیج دیتے، جب کہ ہم اپنے آئندہ منصوبے کے لیے اہتمام کرتے۔ جس لمحے ہم انہیں آواز دیتے، وہ خوشی سے ہاتھ ہلاتے ہمارے پاس چلے آتے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ دن ہمارے لیے کس قدر شاندار اور بہترین ثابت ہوا اور اس وقت بچوں کو کس قدر طمانیت کا احساس ہوا جب انہوں نے اپنے باپ کو اپنی دن بھر کی محنت کے ثمرات دکھائے۔

ہر دن گزرتے ہی، میری ماں اور میرے درمیان، کام (فرض) کی ادائیگی کے ضمن میں ذمہ داری کے موضوع پر تفصیلاً گفتگو ہوئی۔ انہوں نے کاشت کاری کی زندگی کے حوالے سے ان بے شمار فوائد کا ذکر کیا جن کے ذریعے بچوں کو ان کے کام اور فرائض کے بارے میں ذمہ داری سے بخوبی طور پر آگاہ کیا جا سکتا تھا۔ چونکہ میری والدہ ایک سکول میں چالیس سال پڑھا چکی تھیں، اس لیے وہ ان بچوں کو بہتر طور پر ان کے سکول کا کام بہتر طور پر کرنے کے ضمن میں سکھا سکتی اور تربیت مہیا کر سکتی تھیں جو بچے اپنے والدین کے ساتھ ان کے کھیتوں سے ملحق گھروں میں رہتے تھے۔

چونکہ مجھے معلوم تھا کہ میرے بچوں کو مکمل طور پر کھیتی باڑی کی زندگی سے واسطہ پڑنے کا امکان نہیں، اس لیے میں حیران و پریشان تھی کہ کیا میں کبھی اپنے بچوں کو ان کے کام وفرائض کے بارے میں ان کی ذمہ داری کے متعلق سکھانے اور انہیں تربیت مہیا کرنے میں کامیاب ہوں گی؟ بہرحال، جب میں نے اس ضمن میں مزید سوچ بچار کی تو بخوبی اندازہ ہو گیا کہ اس مقصد کے لیے کھیت اور کھیتی باڑی کی زندگی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ کچھ چیزیں ایسی ہو سکتی ہیں جن کے بارے میں سکھانے اور تربیت مہیا کرنے کے لیے کھیتی باڑی کی زندگی آسان طریقہ ثابت ہو، لیکن دیگر اُمور کے بارے میں کھیتی باڑی کی زندگی سے بہت دور رہ کر بھی بچوں کو ان کی ذمہ داریوں سے بخوبی طور پر آگاہ کیا جا سکتا ہے۔

لہٰذا، اس باب میں، ہم ان طریقوں اور تراکیب کے بارے میں گفتگو کریں گے جن کے ذریعے بچوں کو مخصوص حالات سے قطع نظر، ان کے کام و فرائض کے بارے میں ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جا سکے اور اس ضمن میں انہیں تربیت مہیا کی جا سکے۔

مجھے معلوم ہے کہ ان میں سے کچھ طریقے اور تراکیب، آپ کے گھرانے کے لیے بھی کارآمد اور مفید ثابت ہوں گی تاکہ آپ کے بچے بھی اس خوشگوار اور مطمئن ماحول میں پرورش پا سکیں جہاں وہ اپنے کام و فرائض کے بارے میں اپنی ذمہ داری کی قدر و قیمت کو سمجھ سکیں اور اس کی قدر کر سکیں۔ یہ بھی اتفاق ہے کہ جس طرح، اس سے پہلی کہانی کے ذریعے ثابت ہوتا ہے، ہمیں امید ہے کہ یہ طریقے اور تراکیب بھی مفید و کارآمد ثابت ہوں گی!

طریقے و تراکیب

۱- کام کرتے ہوئے سیٹی بجائیے

اس طریقے کا مقصد یہ ہے کہ بچے کو باور کرایا جائے کہ کام اور فرائض، پُرلطف اور دلچسپ ہو سکتے ہیں اور اپنے کاموں اور فرائض کے باعث حاصل ہونے والی طمانیت اور تسکین بھی ہمیشہ پُرلطف اور دلچسپ ہوتی ہے۔

خاندان کے ہر فرد کو، ٹام، بخوبی طور پر یاد ہے جس نے گھر کی دیواروں پر سفیدی کر کے انہیں اس قدر خوبصورت اور دلکش بنا دیا کہ دوسرے لڑکوں نے اسے اس لیے رقم ادا کی کہ وہ اس کے کام کا کچھ حصہ خود اپنے ہاتھ سے انجام دے سکیں۔ اس کہانی کا دلچسپ پہلو یہ تھا کہ لڑکے بہت لطف اندوز ہوئے۔ ان کے نزدیک یہ کام محض تخیلاتی طور پر پُرلطف نہیں بلکہ عملی طور پر بھی پُرلطف اور دلچسپ تھا۔

وہ چھوٹے بچے، جن کے والدین اپنے کام و فرائض نہایت دلچسپی اور خوشی کے ساتھ انجام دیتے ہیں، وہ فطری طور پر اپنے کام و فرائض کے بارے میں ذمہ داریاں قبول کر لیں گے اور انہیں اس ضمن میں کسی قسم کی مشکل بھی محسوس نہیں ہوگی۔

اپنی طرف سے ایک شعوری کوشش کے ذریعے اپنے بچوں کو یہ بتائیے کہ اپنے کام و فرض کی ادائیگی، ان کے لیے اطمینان اور سکون کا باعث ہوتی ہے۔ انہیں یہ بتائیے کہ کام و فرض کی تکمیل کا احساس کس قدر

خوشگوار اور پُرلطف ہے۔ انہیں بتایئے کہ جب آپ کو علم ہوتا ہے کہ آپ میں ایک مخصوص کام انجام دینے کی صلاحیت موجود ہے تو آپ کس قدر خوش ہوتے ہیں۔ اور ہاں، اگر آپ نے یہ کام کرنے کی حامی بھر لی ہے تو پھر اپنے کام کے دوران گنگنائیں یا سیٹی بجائیں۔

۲-کام و فرائض کے تعین کے لیے خاندانی باہمی ملاقات

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ ان کے ذمے گھر کے کون کون سے کام ہیں اور ان کی انجام دہی ان کے لیے باعث فخر و افتخار ثابت ہے۔ اس ضمن میں کم از کم ایک ہفتہ پہلے اعلان کردیجئے کہ فلاں دن اور وقت، افراد خانہ کے درمیان ایک خاص ملاقات ہوگی۔

اس ملاقات کا آغاز بچوں کو یہ بتانے کے ذریعے کیجیے کہ آپ ان سے کس قدر پیار کرتے ہیں اور آپ کی خواہش ہے کہ اس گھر کا ماحول اس قدر خوشگوار اور شاندار ہو کہ وہ نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ یہاں زندگی بسر کرسکیں۔ پھر انہیں ان کاموں کی فہرست دکھایئے کہ جن کی انجام دہی کے ذریعے وہ اپنے گھر کو خوشگوار اور پُرمسرت بنا سکتے ہیں۔ یہ فہرست قدرے طویل ہونی چاہیے اور اس کی تحریر صاف طور پر پڑھی جاسکے۔ اس فہرست میں مندرجہ ذیل کام شامل ہوسکتے ہیں:

خریداری کیجیے	گھر کی صفائی ستھرائی کیجیے
کھانے تیار کریں	ویکیوم کلینر استعمال کریں
برتن دھوئیں	کھڑکیاں صاف کریں
کاٹھ کباڑ اٹھائیں	کار کی صفائی کریں
بستر درست کریں	کپڑے دھوئیں
غسل خانے صاف کریں	ٹوٹی پھوٹی چیزیں درست کریں
فرش صاف کریں اور موم سے چمکائیں	لان میں گھاس کی کٹائی کریں
پالتو جانوروں کو خوراک دیں	برف ہٹائیں
روشنیاں بجھادیں	لان کو پانی لگائیں
باغیچے کی دیکھ بھال کریں	کوڑے کی ٹوکری خالی کردیں

پھر اپنے الفاظ میں، اور اس انداز سے کہ آپ کے بچے آپ کے الفاظ کا مفہوم سمجھ سکیں، انہیں اپنے خیالات سے آگاہ کریں:

"یہ کام اس لیے اہم ہیں کہ ان کی بخوبی انجام دہی کے ذریعے ہمارا گھر پُرسکون اور پُرمسرت ہوجاتا ہے۔ جب بچے، چھوٹے ہوتے ہیں تو وہ گھریلو کام کاج میں ہاتھ نہیں

بتا سکتے ،لیکن جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں ،تو وہ اس قدر مضبوط اور توانا ہوتے ہیں کہ وہ ان اہم کاموں میں کچھ کام انجام دے سکیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ اپنی عمر کے مطابق کون سا کام سرانجام دے سکتے ہیں؟''

اپنی گفتگو کے دوران اس امر پر توجہ دیجئے کہ آپ کس کام کی ذمہ داری کس بچے کو سونپ سکتے ہیں۔ ان منتخب کاموں کے سامنے بچوں کے نام تحریر کر دیجئے۔ آپ کی کامیابی کا انحصار مندرجہ ذیل چار اہم نکات پر ہے:

- ★ بچوں کو گھریلو کام کاج کے متعلق کہنے اور آمادہ کرنے کے لیے عام طور پر یہی طریقہ آسان سمجھا جاتا ہے کہ یا تو ہر بچے کو ہر روز ایک دو بنیادی کاموں کی ذمہ داری سونپی جائے ،یا پھر ہفتے میں اس سے ایک دو کام انجام دینے کے لیے کہا جائے۔ بچے سے محض ایک یا دو سادہ اور بنیادی کام لینے میں مصلحت یہ ہے کہ وہ ان کاموں کی انجام دہی بخوبی یاد رکھے گا۔
- ★ آپ کو قطعی یقین ہونا چاہیے کہ ہر بچہ اپنا کام کیسے سرانجام دے گا۔ اس ضمن میں اسے تربیت مہیا کرنے کے لیے آپ بھی اس کے ساتھ مل کر کئی دفعہ یہ کام عملی طور پر انجام دیں۔ آپ کو یہ بھی چاہیے کہ بچے کو بتائیں کہ وہ کس طرح یہ کام مہارت اور آسانی کے ساتھ انجام دے سکتا ہے۔ اسے یہ بھی بتائیں کس طرح اپنے کام مکمل کرنے کے بعد فخر کا احساس ہوتا ہے۔ اگر بچے کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ کام کس طرح انجام دیا جا سکتا ہے ،تب ہی یہ بچہ ،اپنے ذمے کام کو احسن انداز میں انجام دے گا۔
- ★ آپ کو یہ امر قطعی طور پر یقینی بنانا چاہیے کہ ہر بچہ اپنے ذمے یومیہ یا ہفتہ وار کام کو مکمل طور پر انجام دے اور اسے ادھورا نہ چھوڑے۔ کسی کام کا عادی ہونے کے لیے ایک دو ماہ درکار ہوتے ہیں ،اور اگر پھر بھی یہ بچہ اپنا کام درست طور پر انجام نہیں دے سکتا تو پھر اس بچے کو دوبارہ عادی بنانے کے لیے شروع سے تمام مراحل اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ یہ بچہ ،اس وقت تک خود کو اس کام کا عادی نہیں بنائے گا جب تک آپ اس پر نظر نہیں رکھیں گے اور اسے ہر ممکن مدد مہیا کریں گے۔
- ★ ایک کاغذ پر گوشوارہ بنائیں جس میں بچے کے نام کے ساتھ اس کے ذمے کام بھی درج ہو اور کام کی تکمیل کے بعد اس کے سامنے ایک مخصوص نشان لگا دیں۔ رنگین ستارے ،سب سے زیادہ آسان اور مؤثر ترین نشانات ہیں۔ بچہ ،اپنے ذمے کام اس وقت تک انجام نہیں دیتا ،جب تک اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔

چھ سال سے کم عمر بچے ،بلاشبہ ،اپنے طور پر گھریلو کام وفرائض انجام دینے کی بہت کم سوجھ بوجھ رکھتے ہیں ،لہٰذا ان کے متعلق اس قسم کی گفتگو یقیناً غیر متعلقہ ہے۔

۳- بڑوں کی مثالیں اور کہانیاں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ ان کے بڑے، آج کل کے اکثر افراد کی نسبت زیادہ مشکل کام انجام دیتے تھے، اس کے باوجود ان کی کارکردگی بہترین ہوتی تھی اور عمومی طور پر وہ اپنے کام کو دلچسپی اور پُر لطف انداز میں مکمل کرتے تھے۔ اگر آپ کے پاس اپنے بڑوں (والدین، دادا، نانا) کے کارناموں کی تفصیل موجود ہے، یا آپ کو ان کی زندگیوں کے وہ واقعات یاد ہیں جب وہ اپنے کام میں مگن ہوتے تھے تو پھر آپ کے پاس ایک ایسا زبردست موقع موجود ہے کہ آپ یہ مثالیں اور کہانیاں اپنے بچوں کو بھی بتائیں تا کہ وہ بھی اس روایت کو عملی طور پر قائم رکھیں۔

اپنے بچوں کو یہ واقعات، نہایت سادہ اور آسان زبان میں سنائیں۔ آپ کو یہ امر یقینی بنانا چاہیے کہ انہیں قطعی طور پر علم ہو جائے کہ آپ کس کے متعلق بات کر رہے ہیں۔

ایک مخصوص کہانی یا مثال بیان کرنے کے بعد، اس کی اہمیت اور کام کی تکمیل سے حاصل ہونے والی خوشی اور طمانیت کے متعلق وضاحت کریں۔ آپ اس مثال یا کہانی کو تحریری طور پر بھی اپنے پاس درج کر سکتے ہیں تا کہ آپ اپنے بچوں کو بوقت ضرورت دوبارہ بھی بتا سکیں۔

۴- ایک مخصوص چھٹی کا دن مقرر کریں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ جب کسی دن گھریلو کام انجام نہیں دیئے جاتے تو پھر کس قدر جلدی گھر کا نظام تہ و بالا ہو جاتا ہے۔ گھریلو کام اور فرائض کی انجام دہی کے ضمن میں جب آپ ایک واضح لائحہ عمل وضع کر لیتے ہیں تو پھر اس لائحہ عمل کو فوری طور پر نافذ کر دیجئے تا کہ بچوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ تمام گھریلو کام و فرائض کس قدر اہم ہیں۔ اس ضمن میں ایک ایسا دن منتخب کیجیے جب عام طور پر بچوں کے ہفتہ واری کام انجام دیئے جاتے ہوں، اس حوالے سے ایک ایسا دن مقرر کریں جب تمام افرادِ خانہ تقریباً تمام دن گھر پر ہوں۔ آپ کو چاہیے کہ ایک نہایت ہی معقول شاندار تجربے کے لیے تیار رہیں لیکن یہ تجربہ ایسا ہو کہ بچے ایک یادگار سبق سیکھ لیں۔

ایک دن پہلے رات کے کھانے پر بچوں کو یہ کہہ کر حیران کر دیں: ''کل ہم گھر کا کوئی بھی کام نہیں کریں گے، ہم سب تھکے ہوئے ہیں، ہمیں ایک دن آرام کرنا چاہیے۔'' آپ کے اس اعلان پر کچھ افراد تو آپ کو حیران کن نظروں سے دیکھیں گے اور کچھ افراد بے حد خوش ہوں گے۔

پھر آپ اپنے اس اعلان پر عمل کریں اور اگلے دن، واقعی، کسی بھی کام کو ہاتھ نہ لگائیں، نہ تو کھانے کا اہتمام کریں اور نہ ہی برتن دھوئیں، پھر نہ تو جھاڑو دیں اور نہ ہی کپڑے دھوئیں۔ بچوں کو کہہ دیں کہ نہ تو اپنے

غسل خانے صاف کریں اور نہ ہی کچرے کی ٹوکری خالی کریں، یا پھر اپنے یومیہ کام بھی انجام مت دیں۔
جب کوئی بچہ آپ سے کھانا طلب کرے (بلاشبہ ننھے بچوں کے علاوہ) تو اسے دوستانہ انداز میں کہہ دیں کہ وہ اپنے طور پر کھانا کھالے یا کھانا تیار کرلے کیونکہ آج تو کام کاج کی چھٹی ہے۔

شام تک آپ کے گھر میں ہر کوئی ایک دوسرے کو کاٹنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہوگا، ہر طرف ہڑ بونگ مچی ہوگی، کچھ بچوں کو بھوک لگی ہوگی، گھر میں کچرا اور کوڑا ادھر اُدھر بکھرا ہوگا، مختلف گھریلو اشیاء بے ترتیب پڑی ہوں گی، اور گھر میں انتہائی افراتفری کا اور الجھن کا سماں ہوگا۔

پھر تمام بچوں کو اپنے پاس اکٹھا کرلیجیے اور پوچھیے کہ وہ آئندہ ہفتے بھی یہی کام کرنا چاہتے ہیں۔ یقیناً ان کا جواب نفی میں ہوگا۔ اب بچوں کے ساتھ گھریلو کام و فرائض کی اہمیت اور افادیت کے متعلق گفتگو کیجیے۔ اپنی طرف (والدین) کی طرف سے شروع کیجیے اور پھر ہر فرد یہ وعدہ کرے کہ وہ اپنے یومیہ اور ہفتہ واری کام و فرائض، نہایت پابندی کے ساتھ انجام دے گا۔ پھر تمام افرادِ خانہ مل جل کر گھر کی صفائی کریں اور اسے درست حالت میں لے کر آئیں۔

۵-کاموں (فرائض) کی نیلامی

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ انہیں اپنے باقاعدہ کاموں اور فرائض کے علاوہ دیگر کام بھی انجام دینے چاہئیں اور پھر انہیں کام اور انعام (فائدے) کے درمیان تعلق سے آگاہ کیا جائے۔ بچوں میں جذبہ اور اُمنگ پیدا کرنا چاہیے کہ وہ اپنے حصے کے مطابق گھریلو کام کاج باقاعدہ طور پر انجام دیں کیونکہ ان کا یہ فعل، ان کے لیے تسکین اور طمانیت کا باعث ہوتا ہے۔ بہرحال، یہ بھی ایک اچھا خیال ہے کہ آپ انہیں کہیں اور سکھائیں کہ ان باقاعدہ کاموں کے علاوہ مزید بہت سے کام ایسے ہیں جن کی ایک تو ان کی اہمیت و افادیت بہت زیادہ ہے، دوسرے یہ کام مالی فائدے کا باعث بھی ہیں۔

اب ان کاموں کی ایک فہرست تیار کرلیجیے جو باقاعدہ کاموں میں شامل نہیں ہیں اور ان کے سامنے ہر ایک کا معاوضہ لکھ دیجیے، مثلاً

نچلی منزل کا فرش موم سے چمکائیں	معاوضہ:10 روپے
میز کا دراز صاف کریں	معاوضہ:5 روپے
گھر کا پھاٹک رنگ کریں	معاوضہ:10 روپے

وغیرہ وغیرہ

بچوں کو موقع دیں کہ وہ مختلف کام ادل بدل کر انجام دیں۔ اگر ایک بچہ کسی کام میں شریک نہیں ہونا

چاہتا تو اسے مجبور مت کریں۔ اسے بتائیں کہ باقاعدہ اور صوابدیدی کاموں میں فرق یہی ہے کہ باقاعدہ کام تو ذمہ داری میں شامل ہیں لیکن صوابدیدی کام کے ذریعے وہ رقم کما سکتے ہیں۔ اگر آپ کے بچوں نے رقم کے عوض مختلف کاموں کی ذمہ داری قبول کر لی ہے تو پھر بہت کم کام نامکمل رہیں گے۔

یہ امر یقینی بنائیے کہ جب بچے اپنے کام و فرائض مکمل کر لیں تو انہیں فوری طور پر نقدی یا خاندانی بنک میں اندراج کے ذریعے فوری طور پر ادائیگی کر دی جائے۔ کچھ کاموں کی تکمیل کے لیے مقررہ تاریخ کا تعین مفید رہتا ہے اور بعض کاموں کی تکمیل کے لیے زیادہ وقت درکار ہوتا ہے تا کہ ایک تو یہ کام زیادہ مہارت اور صحیح طریقے کے ذریعے انجام پا سکیں اور دوسرے ان کی تعداد پر توجہ مرکوز کرنے کے بجائے معیار کو پیش نظر رکھا جائے۔

چھوٹے بچے، فوری انعام اور فائدے (حتیٰ کہ ایک مسکراہٹ بھی ان کے لیے عظیم انعام کی حیثیت رکھتی ہے) کو سمجھنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں۔ جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو پھر انہیں فوری انعام کے علاوہ طویل المدتی انعام اور فائدے کے متعلق فہم حاصل ہوتا ہے۔

انعامات کے ذریعے نہ صرف افرادِ خانہ کی مجموعی کارکردگی میں بہتری رونما ہوتی ہے بلکہ انعام و اکرام کا تصور، ایک لازمی اُصول کی حیثیت رکھتا ہے۔

۶-اکٹھے مل کر کوئی چیز تعمیر کریں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرا دیا جائے کہ کسی کام کو مشترکہ طور پر سرانجام دینے کے لیے اپنے حصے کی ذمہ داری کی قبولیت، خوشی کا احساس پیدا کرتی ہے، اور بچے آپ کی مثال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

> جس موسم گرما میں میری عمر دس سال ہوئی تو پھر اس وقت میرے والد، بھائی اور میں نے مشترکہ طور پر پہاڑوں میں ایک بہت بڑا کمرہ تعمیر کیا۔ ہم نے درخت کاٹے، لکڑی کے گٹھے اُٹھائے، انہیں تراشا اور آگ میں اینٹیں پکائیں۔ میرے والد کو محنت کا بہت شوق تھا اور مجھے بھی محنت و مشقت بہت پسند تھی کیونکہ والد نے عملی طور پر محنت و مشقت کا میرے سامنے مظاہرہ کیا تھا۔ اس موسم گرما میں مجھے جو زبانی اور عملی سبق اور پیغام حاصل ہوا، وہ میرے لیے ناقابل فراموش ہے۔

بہرحال، خواہ کوئی کمرہ ہو، یا مرغیوں اور بطخوں کے لیے ڈربے کی تعمیر ہو، یا پھر گھر میں کوئی تہ خانہ بنانا ہو، اکٹھے مل کر کام کرنے کے ذریعے ایک تعمیری اور قابل قدر مشترکہ کوشش کا احساس پیدا ہوتا ہے جس کے

ذریعے بچے نہایت سچے دل سے اپنے کام و فرائض کے ضمن میں اپنی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے رضامند ہو جاتے ہیں۔

۷۔مخصوص فصلیں اُگانے کے لیے باغیچہ مہیا کیا جائے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو کاشتکاری کے اُصول سے آگاہ کیا جائے جو انہیں اس قدر یاد ہونا چاہیے کہ وہ اس کے ذریعے اپنے کام و فرائض کے ضمن میں اپنی ذمہ داری سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

اس بات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ میری ماں نے بتایا تھا کہ اس کے سکول کے جن بچوں کا تعلق کھیتی باڑی کی زندگی سے تھا، ان میں اپنے کام و فرائض کی انجام دہی کا احساس بہت زیادہ تھا۔ کھیتی باڑی کے کام کے لیے نہ صرف سخت محنت درکار ہوتی ہے بلکہ اس کے ذریعے کاشتکاری کا ایک نہایت قیمتی اُصول بھی سیکھا جا سکتا ہے:

''آپ جو بوئیں گے وہی کاٹیں گے''

ضروری نہیں کہ کھیت یا باغیچے کے ذریعے ہی اس سبق کو یاد کیا جائے لیکن شاید، یہ بہت ہی واضح، براہِ راست اور موثر طریقہ ہے جو ہمیں سکھاتا ہے کہ آپ وہی فصل کاٹیں گے، جو آپ بوئیں گے۔

اگر آپ کے لیے یہ ممکن ہو کہ ایک باغیچے کا انتظام کر سکیں تو پھر ہر بچے کو زمین کا ایک ٹکڑا فراہم کر دیجئے۔ پھر سب باہمی رضامندی کے ذریعے فیصلہ کر لیں کہ کون سے بچے نے کون سی فصل اُگانی ہے۔ جب ہر بچے کو صرف ایک فصل اگانے کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے تو پھر یہ عمل، اکثر بہت ہی سادہ اور موثر ثابت ہوتا ہے۔

بچوں کو یہ بتا دیجئے کہ آپ ان کی مدد کریں گے، اور ان کے سوالوں کا جواب بھی دیں گے، لیکن انہیں یہ باور کرا دیجئے کہ وہ اپنے اپنے باغیچوں کے خود ذمہ دار ہیں۔ اس ضمن میں کسی لچک کا مظاہرہ مت کیجیے۔ جب انہیں پانی لگانے یا فالتو گھاس پھوس کاٹنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس کے دوران انہیں ایک دفعہ تمام ہدایات سے آگاہ کر دیجئے۔ پھر آپ انہیں دیکھنے دیں کہ کاشتکاری کا یہ اُصول کیسے عملی طور پر کارفرما ہوتا ہے۔

جب بچے فصل کی کٹائی شروع کریں، تو پھر آپ انہیں بتائیں کہ انہوں نے زیادہ محنت کی ہوتی تو انہیں زیادہ فصل حاصل ہوتی، اور اگر انہوں نے کم محنت کی ہوتی تو اس سے بھی کم فصل حاصل ہوتی۔

۸۔رقم کا کھیل

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ گھریلو کام کاج کی انجام دہی کے حوالے سے باہمی تعاون کے ذریعے ہر ایک کے لیے اپنا کام بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔

ایک کمرے میں دو کرسیاں آمنے سامنے رکھ دیں۔ پھر ایک رسی لیں جو اس قدر لمبی ہو کر خاندان کے دو افراد کی کمر میں رسی باندھی جا سکے۔ اس ضمن میں آپ کو کچھ رقم کی بھی ضرورت ہوگی نوٹ یا سکے، یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ یہ امر یقینی بنائیے کہ یہ رسی اس قدر لمبی نہ ہو کہ یہ دونوں افراد ایک دوسرے سے پرے جا سکیں اور دونوں کرسیوں تک پہنچ سکیں۔

اب ان دونوں افراد کو بتائیے کہ دس سیکنڈ کے اندر اندر جو شخص اپنے سامنے کی کرسی پر موجود رقم حاصل کرے گا، وہ رقم اس کی ہو جائے گی۔ پھر انہیں کھیل شروع کرنے کا اشارہ کریں اور دس سیکنڈ بعد، کھیل روک دینے کا اشارہ کر دیں۔

دس سیکنڈ پر مشتمل اس کھیل کے دوران، دو چیزوں میں سے ایک چیز رونما ہوگی۔ یا تو وہ اپنی اپنی رقم حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کو کھینچیں گے، یا پھر وہ ایک کرسی کی طرف بھاگیں گے، اور پھر دوسری کرسی کی طرف بھاگیں گے، اور تمام رقم حاصل کر لیں گے۔ اگر انہوں نے ایک دوسرے کو کھینچا، تو پھر انہیں صرف اپنی ہی رقم حاصل ہوتی، یا پھر رقم قطعی طور پر حاصل نہ ہوتی۔ لیکن اگر انہوں نے آپس میں تعاون کیا ہوتا اور پہلے ایک کرسی اور پھر دوسری کرسی کی طرف گئے ہوتے، تو پھر شاید بہت کم وقت میں انہیں تمام رقم حاصل ہو جاتی۔

اپنے افرادِ خانہ کے ساتھ گفتگو کیجیے اور انہیں بتائیے کہ باہمی تعاون کے ذریعے مشترکہ اہداف و مقاصد، نہایت آسانی کے ساتھ حاصل کیے جا سکتے ہیں اور باہمی تعاون کا یہ طریقہ اور لائحۂ عمل تمام افرادِ خانہ کے لیے اس لیے مفید ہے کیونکہ تمام افراد مشترکہ طور پر باہمی تعاون کے فوائد سے مستفید ہوتے ہیں۔ خاندان کے ان افراد کو ایک موقع اور دیجیے جنہوں نے پہلی دفعہ باہمی تعاون سے کام نہیں لیا۔ پھر دونوں افراد رقم کی صورت میں اپنے لیے فائدہ حاصل کرنے کے بعد یہ کھیل ختم کر دیں گے اور پھر خود کو اس مثبت اُصول سے آگاہ کریں گے کہ ''اگر میں نے تعاون کیا ہوتا تو مجھے فائدہ حاصل ہوتا۔'' آپ انہیں یہ بھی بتائیں کہ ضروری نہیں کہ فائدہ صرف مادی صورت میں ہو۔

خاندانی اہم نکات

میخوں والا تختہ

جیسا کہ اکثر گھرانوں میں یہی معمول ہے کہ بچوں کو ان کے کام و فرائض کے متعلق ذمہ داری سے آگاہ کرنے اور اس ضمن میں انہیں تربیت مہیا کرنے کے عمل کو کامیابیوں کے ساتھ گڈمڈ کر دیا گیا۔ بعض اوقات تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کارکردگی نہایت ہی شاندار ہے، لیکن بعض اوقات، ایسا دکھائی دیا کہ ان کی کارکردگی مکمل طور پر مضر ہے۔

بہر حال ہمیں ایک دفعہ ایک ایسی مشق کرنے کا موقع حاصل ہوا جس کے ذریعے اس غیر یقینی صورت حال کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بجائے اپنے وفرائض انجام دینے کے ضمن میں بچوں کی کوششیں مستقل اور دیرپا نتائج کا باعث ثابت ہوئیں۔

ہم ایک ایسا طریقہ کار استعمال کر رہے تھے جس کے تحت جب بھی ایک بچہ اپنا کام ختم کرتا، کاغذ پر بنے ہوئے ''کاموں کے گوشوارے'' میں اس کے نام کے سامنے ایک ستارہ بنا دیا جاتا۔ جب اس کے ستاروں کی تعداد بیس ہو جاتی تو اسے ایک انعام دے دیا جاتا۔ اسی اثنا میں ہم نے محسوس کیا کہ یہ انعام اس قدر ضروری نہیں تھا بلکہ بچوں کے لیے تو صرف ستارے کی موجودگی ہی کافی تھی اور بچے صرف یہی چاہتے تھے کہ ان کے ناموں کے سامنے زیادہ سے زیادہ ستارے موجود ہوں۔ انہیں وہ طمانیت اور تسکین درکار تھی جو انہیں اپنے نام کے سامنے ایک چمکدار اور رنگین ستارہ دیکھ کر حاصل ہوتی۔ یہ ستارہ ان کے کام کی تکمیل، کام کی تکمیل سے حاصل ہونے والی طمانیت، تسکین اور فخر کی علامت تھا۔

یہ ایک ایسی صورت حال تھی جس نے ہمیں اس سے کچھ آگے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اگر ان کے نام کے سامنے، ستارے کی موجودگی ان کی حوصلہ افزائی اور ان میں تحریک پیدا کرنے کا باعث تھی، تو پھر ستارے کے مانند کسی اور بہتر اور بڑی چیز کے ذریعے ان کی اس حوصلہ افزائی اور تحریک میں مزید اضافہ کیا جا سکتا تھا؟ اس طرح ایک اور طریقہ ہمارے ذہن آیا جس کا نام ''میخوں والا تختہ'' تھا۔ یہ طریقہ، ہر بچے کے لیے ۴ × ۲ فٹ حجم کے ایک تختے پر مشتمل ہے۔ ہر تختے میں نصف انچ کے چار سوراخ ہیں اور ایک تار کے ذریعے ہر تختے کے ساتھ موٹی موٹی اور بڑی چوبی میخیں لگی ہوئی ہیں۔ ہر بچے کے تختے پر اس کا نام کندہ ہے اور ہر تختہ، دوسرے تختے کے ساتھ لکڑی کی چپٹیوں کے ذریعے منسلک ہے۔ یہ تختے کچھ ایسے دکھائی دیتے ہیں۔

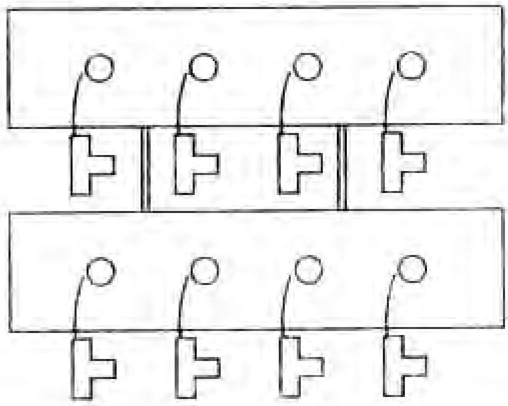

ہر میخ، ہر بچے کی یومیہ ذمہ داری کو ظاہر کرتی ہے، اور ذمہ داری کی تکمیل ہونے پر اس میخ کو سوراخ کے اندر ڈالا جا سکتا ہے۔ ہمارے گھرانے کے لحاظ سے پہلی میخ ''صبح کی میخ'' ہے، اور یہ میخ سوراخ کے اندر اس وقت ڈالی جا سکتی ہے جب بچہ اپنا بستر درست کر لیتا ہے، اپنے دانت صاف کر لیتا ہے اور سکول کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح، دوسری میخ ''مشق کی میخ'' ہے، اور یہ میخ اس وقت سوراخ کے اندر ڈالی جا سکتی ہے جب بچے نے موسیقی کا اپنا یومیہ سبق یاد کر لیا ہو۔ تیسری میخ ''کام و فرائض'' کی میخ ہے اور اس وقت سوراخ کے اندر ڈالی جا سکتی ہے جب بچے نے شام کو اپنی تمام چیزیں سنبھال لی ہوں، صبح سکول جانے کے لیے اپنے کپڑے تیار کر لیے ہوں اور وہ سونے کے لیے تیار ہو۔

یہ سب کام، رات کے کھانے سے قبل مکمل کیے جا سکتے ہیں، لہٰذا عموی معمول یہی ہے کہ رات کے کھانے سے پہلے تمام میخیں اپنی اپنی جگہ موجود ہوں۔

اس ضمن میں دلچسپ امر یہ ہے کہ تمام میخوں کو اپنی اپنی جگہ رکھنے کے لیے سب سے بڑا محرک یہ نہیں ہے کہ رات کا کھانا نہیں ملے گا، بلکہ تمام میخوں کی اپنی اپنی جگہ موجودگی ہی، بذاتِ خود، طمانیت اور تسکین کا باعث ہے اور اس امر کی علامت بھی ہے جس کے لیے میخیں تیار کی گئی ہیں، یہ میخیں، بڑی بڑی ہیں اور وہ اپنے متعلقہ سوراخوں میں مکمل طور پر پیوست ہو جاتی ہیں۔ جب ان میخوں کو سوراخوں کے اندر داخل کیا جاتا ہے تو یہ عمل نہایت دلچسپ اور پر لطف محسوس ہوتا ہے، اور اس سے بھی بڑھ کر، ان میخوں کو سوراخوں کے اندر دیکھ کر مزید تسکین، طمانیت اور لطف حاصل ہوتا ہے۔ جب بچے شام کو اپنی آخری میخ، سوراخ میں داخل کرتے ہیں تو سب لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں اور انہیں بھی اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کے حوالے سے خوشی، طمانیت اور فخر محسوس ہوتا ہے۔

''میخوں کے تختے'' کے بجائے ''ناموں والا تختہ'' بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ تختہ تیار کرنے کے لیے ۲۴×۱۲ حجم کے ایک چوبی تختے پر ایک سادہ کاغذ چپکا دیجیے۔ پھر کاغذ کے چھوٹے چپکنے والے ٹکڑے اس تختے پر چسپاں کر دیں جن پر ہر بچے کا نام لکھا ہو۔ پھر ہر بچے کے نام کے نیچے پیالے کی شکل کے کنڈے

تقریباً ڈھائی انچ کے فاصلے پر تیچوں کے ساتھ لگا دیں۔

بہرحال، آپ ستارے، میخوں والا تختہ یا کوئی اور طریقہ استعمال کریں، اس کے ذریعے بچوں میں ایک مستقل اور دیرپا حوصلہ افزائی اور تحریک پیدا ہو جاتی ہے جس کے تحت وہ اپنے فرائض کے ضمن میں ذمہ داری کو قبول کرنے کے لیے از خود تیار ہو جاتے ہیں۔

اب لنڈا کی بات سنئے:

اس جدید دور میں والدین کی حیثیت سے ہمیں اکثر احساس نہیں ہوتا کہ اپنے اور گھریلو کام کاج، بچوں کے لیے کس قدر مفید ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے ذمہ کام خود اپنے ذمے لے کر انہیں بہت بڑا فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یا تو یہ بچے اس قدر چھوٹے ہیں کہ انہیں کسی بھی قسم کی ذمہ داری نہیں سونپی جا سکتی، یا پھر ہم انہیں اس قدر بڑا سمجھتے ہیں کہ انہیں معمولی اور چھوٹے کاموں کے لیے زحمت نہیں دینا چاہتے۔

ایک دن، میں اپنی تین سالہ بیٹی کے لیے بستر بچھا رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اپنا بستر اب اسے خود بچھانا چاہیے۔ اپنی اس بیٹی کو اپنا بستر خود بچھانے پر آمادہ کرنے کے لیے جس قدر کوشش میں نے کی تھی، اس کا خیال آتے ہی میں نے بالآخر فیصلہ کر لیا کہ اب دوبارہ کوشش بے سود ہے، میں اب خود ہی اس کا بستر بچھاؤں گی۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ تو ابھی بہت چھوٹی ہے اور وہ ابھی اپنی یہ ذمہ داری خود نہیں اٹھا سکتی۔

بعد میں مجھے احساس ہوا کہ شاید میرا یہ فیصلہ غلط تھا۔ جن بچوں کی عمریں تین اور چار سال ہیں، ان کو تو واقعی اپنی ذمہ داری کے متعلق معلوم ہونا چاہیے۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ اگر ان بچوں کو سکھایا جائے اور ان کی تربیت کی جائے تو پھر وہ اپنے ذمے کام انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں اور اس ضمن میں طمانیت اور تسکین بھی محسوس کرتے ہیں۔ اکثر اوقات ہم اپنے بچوں کو ان کاموں کے لیے کہتے ہیں جنہیں ہم کئی دفعہ انجام دے چکے ہوتے ہیں، لیکن یہ بچے یہ کام انجام نہیں دے پاتے، تو اس وقت ہمیں یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ بچے اس لیے کام نہیں کر پاتے کیونکہ انہیں معلوم نہیں کہ یہ کام کیسے سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

اپنی ایک دوست کے ساتھ ایک دفعہ میری جو گفتگو ہوئی تھی، وہ مجھے ابھی تک یاد ہے اور دوست میرے نزدیک ان سب افراد سے زیادہ ذمہ دار انسان تھی جن سے اب تک میری ملاقات ہوئی تھی۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ اس کا بچپن کیسے گزرا تو اس نے مجھے بتایا کہ اسے یاد نہیں ہے کہ اسے اس کی ماں کی طرف سے بغیر کوئی مدد مہیا کیے ہوئے کسی کام کے لیے کہا گیا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ''اپنا بستر بچھاؤ'' کے

بجائے مجھے ہمیشہ یہی کہا گیا کہ ''آؤ، اب ہم تمہارا بستر بچھاتے ہیں۔'' اس نے اپنی ذمہ داری کے متعلق اسی طرح سمجھا جس طرح اس کی ماں نے اس کی تربیت کی۔

اس وقت میرے صرف تین بچے تھے لیکن پھر بھی میں سوچا کرتی تھی کہ ایک بچے کی حد تک تو یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن ان ماؤں کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے جن کے یہاں بچوں کی فوج موجود ہے؟ ہر روز تو ہر ایک بچے کا بستر بچھایا نہیں جا سکتا، اور یہ کام اس سے بھی زیادہ ناقابل عمل ہے کہ جب ایک پلٹن کا نگران، ہر سپاہی کا بستر خود بچھائے۔

بہر حال، چونکہ ہمارے بہت سے بچے تھے، اس لیے مجھے احساس ہوا کہ نہ صرف یہ ناممکن ہے بلکہ قطعی طور پر مشکل بھی ہے کہ چھوٹے بچوں کو کام کرنے کا طریقہ بتایا جائے۔ یہ تو اس وقت ممکن ہے جب بڑے بچے سکول چلے جائیں اور اس طرح، ان کی مصروفیت سے وقت نکال کر چھوٹے بچوں کو یہ بتایا جائے کہ انہوں نے اپنا بستر کیسے درست کرنا ہے یا کمروں کی صفائی کیسے کرنا ہے۔ اس صورت حال کے باعث ہم یہ بھی اعتراض نہیں کر سکتے کہ بچوں کے بستر بے ترتیب ہیں اور ان کی بخوبی طور پر دیکھ بھال اور حفاظت نہیں کی جاتی۔ میں اپنے دو سالہ بیٹے سے پوچھ لیتی ہوں کہ کیا میرے کہنے سے قبل ہی اس نے اپنا بستر درست کر لیا ہے۔

اگلا قدم یہ ہے کہ اس ضمن میں بچوں کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے کہ جو کام وہ انجام دے سکتے ہیں، انہیں وہ اپنے طور پر کسی سے کہلوائے بغیر باقاعدگی سے سرانجام دیں۔ بہت سے طریقے آزمانے کے بعد، جو کارآمد ثابت نہیں ہوئے، ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اپنے بستر درست کرنے، اپنے کمرے صاف کرنے اور اپنے دانت صاف کرنے کے حوالے سے انہیں خود اپنے اہداف مقرر کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ مجھے وہ لمحہ بخوبی یاد ہے، جب ہمارے چار سالہ بچے نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اس کا ہدف یہ ہے کہ اس نے ایک ہفتے کے دوران ہر روز اپنا بستر درست کرنا ہے۔ ان سات دنوں میں سے چار دن، میں، اس کے کمرے میں جاتی رہی، اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس کا بستر پہلے ہی سے درست ہوتا تھا۔ دیگر تین دنوں میں میری طرف سے چند الفاظ کہنے کی دیر تھی کہ اس نے فوری طور پر اپنا بستر درست کر لیا۔ جب میں اپنی کوششوں کے متعلق سوچتی ہوں، جو ہم گزشتہ سالوں میں اپنے بچوں کے لیے کرتے رہے، تو مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ مجھے یہ بات معلوم کرنے کے لیے بہت عرصہ صرف کرنا پڑا کہ مطلوبہ نتائج کیسے حاصل کیے جاتے ہیں۔ یعنی، پہلے بچوں کو یہ بتایا جائے اور انہیں یہ تربیت فراہم کی جائے کہ انہیں اپنے کام و فرائض کیسے انجام دینے ہیں، اور پھر انہیں اپنے اہداف مقرر کرنے کا موقع دیا جائے۔

قدرے بڑے بچوں پر بھی یہی اُصول لاگو ہوتا ہے..... چونکہ میں اپنے تمام بچوں کو سکول جانے سے قبل موسیقی کا سبق دینے کی کوشش کرتی ہوں، تو پھر اس ضمن میں ہمیں یہ بڑی مشکل پیش آتی تھی کہ اسی وقت بچوں کے لیے ناشتا کیسے تیار کیا جائے۔ موسیقی جس سبق میں جو دو بچے شریک نہیں ہوتے تھے، ان کی عمریں چھ اور سات سال تھیں۔ ہفتے کے دن، ایک دو گھنٹے صرف کر کے میں نے انہیں یہ بتایا کہ ناشتے کے لیے مختلف چیزیں کیسے تیار کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد ہمیں کبھی بہتر ناشتا کرنے کو نہیں ملا۔ اب تمام بچے ہر صبح ناشتا کرتے ہیں۔ ان میں مجھ سے زیادہ تخلیقی صلاحیتیں ہیں۔ ہمیں ناشتے میں جو نئی چیزیں کھانے کو ملتی ہیں، وہ عام طور پر بہت اچھی ہوتی ہیں، اگرچہ بعض اوقات انڈا کھاتے ہوئے اس کا چھلکا بھی دانت کے نیچے کرکرا جاتا ہے، لیکن ہر فرد خوش ہے۔

جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ گھر سے باہر بھی ان کے لیے بے شمار ذمہ داریاں منتظر ہیں، اس لیے وہ گھریلو ذمہ داریاں نبھانے سے قاصر ہیں۔ پھر ہم اکثر فطری طور پر یوں سوچتے ہیں: ''میں کھانا پکاؤں گی، برتن دھوؤں گی، اور ان کے بجائے ان کے کمرے صاف کروں گی اور اہم ذمہ داریاں اور کام ان کے لیے چھوڑ دوں گی۔'' عارضی طور پر یہ طریقہ کارآمد ثابت ہوسکتا ہے لیکن مستقل طور پر یہ لائحۂ عمل درست نہیں ہے۔

بچوں کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی ماں کی دیگر بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ چاہتی ہے کہ خود کو بہتر بنانے کے لیے اپنے لیے کچھ کام انجام دے۔ لہٰذا، جہاں تک گھر کے باقاعدہ کام انجام دینے کا تعلق ہے تو سب کو اپنی ذمہ داری ادا کرنا چاہیے۔

باپ کے لیے بھی یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ وہ انتظام واہتمام میں باقاعدہ طور پر شریک ہو اور وہ اس مقصد کے حصول کی خاطر قائدانہ کردار ادا کرے۔ اگر وہ اپنی رضامندی سے اپنے بچوں کو راہنمائی مہیا کرتا ہے اور بچوں کے ساتھ گھریلو کام کاج میں بخوشی شریک ہوتا ہے تو پھر بچے بھی بخوشی اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گے۔

خلاصہ کہانی

ڈین اور کوری تھامپسن، اس کتاب کے پہلے حصے کا مطالعہ کر چکے تھے اور نہایت ذہانت اور مستعدی سے اسے اپنے چار بچوں کے حوالے سے استعمال کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہوں نے خاندانی قوانین کا ایک مجموعہ وضع کر لیا تھا اور اپنے بچوں کو ان کی ذمہ داری برائے اطاعت وفرمانبرداری کے متعلق یاد دلانے

کے لیے تحریکی لفظ ''براہ کرم'' استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے چھوٹے بچوں میں اپنے کھلونوں کو درست جگہ پر رکھنے کے ضمن میں جذبہ اور امنگ پیدا کرنے کے لیے ''ٹاٹ کی بوری'' تیار کر لی تھی اور جگہ جگہ بکھرے کپڑوں کو اپنے بستر پر پھینکنے پر مبنی طریقہ بھی اپنا لیا تھا تاکہ وہ اپنے کپڑے ان کی صحیح جگہ پر رکھیں۔ وہ اپنے بچوں کو گھریلو فرائض اور یومیہ کارکردگی کے ضمن میں ذمہ داری کا احساس دلانے کے لیے ''میخوں والا تختہ'' بھی استعمال کر رہے تھے۔

ڈین اور کوری تھامپسن، یہ تمام طریقے و تراکیب استعمال کر رہے تھے اور بخوبی طور پر یہ کارآمد اور مفید بھی ثابت ہو رہے تھے، لیکن ابھی بھی کوئی چیز غلط محسوس ہو رہی تھی۔ ایک شام، جب ڈین اپنے کام سے گھر واپس آیا تو اس کے کانوں میں کوری کی آواز سنائی دی جو بچوں کو ہدایات دے رہی تھی کہ وہ اپنی اپنی میخیں، سوراخوں میں ڈالیں اور اپنے بستروں سے اشیاء اُٹھا کر انہیں درست جگہوں پر رکھیں۔ اسے اچانک یہ معلوم ہو گیا کہ ان کے گھر میں نافذ نظام میں کیا نقص ہے۔ بچے بغیر کہے، اس نظام پر قطعی عمل نہیں کرتے تھے، اور اپنے طور پر وہ اپنی ذمہ داریاں انجام دینے کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ اس شام کو بعد ازاں، ڈین اور کوری نے باہم گفتگو کی اور انہیں یہ ادراک ہو گیا ذمہ داری کی ادائیگی زبردستی نہیں کی جا سکتی بلکہ ذمہ داری کا احساس دلی طور پر پیدا ہوتا ہے اور انسان اپنی امنگ اور خواہش کے ذریعے ہی خود پر عائد ذمہ داری ادا کر سکتا ہے، یعنی جب تک انہوں نے خود اپنے طور پر بغیر کہے، اپنی ذمہ داری ادا کی، ان پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ انہوں نے اشیاء، اطاعت و فرمانبرداری، یا کام و فرائض کے متعلق ذمہ داری ابھی تک اپنے بچوں کے سپرد نہیں کی تھی۔

اگلے چند ہفتوں کے دوران، انہوں نے ایک سادہ نظام وضع کیا اور بغیر کچھ کہے ذمہ داری انجام دینے کے برعکس، واضح طور پر بچوں کی ذمہ داریاں، ان کے سپرد کر دی۔

۱- انہوں نے ایک بہت بڑا چوبی روغن شدہ ڈبہ تیار کیا جس پر ڈھکن لگا تھا اور اس میں نمبروں کی ترتیب بند ہونے اور کھلنے والا قفل نصب تھا۔ انہوں نے اس ڈبے کا نام ''تھامپسن خاندانی بنک'' رکھا اور ڈھکنے میں چھوٹا سا شگاف (درز) بنا دی۔

۲- انہوں نے بچوں کو بتایا کہ جب وہ یومیہ ہر دفعہ چار میخیں، سوراخوں میں ڈالیں گے، اور دس مزید نمبر اس وقت ملیں گے جب بچے ہر وقت اپنے تمام کام ختم کر لیں گے اور ہر شام رات کے کھانے پر ہونے والی گفتگو میں حصہ لیں گے۔

۳- تمام بچے، ہر روز رات کو ایک کاغذ کے ٹکڑے پر اپنے کل نمبر لکھ کر، اپنے باپ سے تصدیقی دستخط کروا کر اسے ڈبے کے شگاف میں ڈال سکتے تھے۔

۴- خاندانی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں، یا پھر دن بھر میں بچوں کی طرف سے عدم اطاعت، یا پھر ان کی طرف سے اپنی چیزیں نہ سنبھالنے پر، والدین، کل نمبروں کی پرچی پر دستخط کرنے سے قبل نمبر کاٹ لیتے۔

۵- ہفتے کے اختتام پر، یعنی ہفتے کے دن، بچوں کو ادائیگی کی جاتی۔ امکان یہ ہوتا کہ ہر بچے کے حصے میں 250 نمبر آئیں گے۔ 200 سے زائد نمبر دگنے کر دیئے جاتے اور ہر نمبر کے لیے ایک مخصوص رقم ادا کر دی جاتی۔

یہ صرف ہر بچے ہی کی ذمہ داری تھی کہ وہ روزانہ اپنی میخوں کو سوراخوں میں ڈالے، اپنے نمبروں کی پرچی پر دستخط کرائے اور اسے بنک میں ڈال دے۔ اگر وہ یہ سب کچھ نہ کر سکتا تو اسے کہا تو کچھ نہ جاتا لیکن اس دن کے نمبر کاٹ لیے جاتے۔

یہ نظام، ان تمام تین قسم کی ذمہ داریوں پر مشتمل تھا جن کے متعلق اس کتاب کے پہلے حصے میں بتایا اور سکھایا گیا اور ان تمام تینوں قسم کی ذمہ داریوں کے متعلق بچوں میں جذبہ، اُمنگ اور تحریک پیدا کی گئی۔ آپ ان کے علاوہ بھی دیگر انفرادی طریقے اختیار کر سکتے ہیں۔

معاشرے کے بارے میں ذمہ داری

ایک فرد کے دوسرے فرد پر انحصار کے باعث ایک دوسرے کے حقوق کے احترام کی ضرورت کا احساس اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے بچوں میں سیکھنے اور تربیت حاصل کرنے کی صلاحیت موجود ہو سکتی ہے، لہٰذا، اس حوالے سے اخلاقیات کو ایک منطقی اور عملی پہلو سمجھا جاتا ہے۔

اس حصے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرا دیا جائے کہ ان کے افعال (سرگرمیوں)، صلاحیتوں اور رویوں کے لحاظ سے ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔

پیار اور ڈانٹ ڈپٹ (خوف) کے مناسب امتزاج کے ذریعے ہی بچوں کو ان کی ذمہ داری سے آگاہ کیا جا سکتا ہے اور اس ضمن میں انہیں تربیت مہیا کی جا سکتی ہے۔ جب پیار کے ساتھ ساتھ مثبت قسم کی ڈانٹ ڈپٹ پر مبنی رویہ اپنایا جاتا ہے تو پھر احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور پھر ذمہ داری کا احساس اُبھرتا ہے۔ بچے، اپنے والدین کا حقیقی طور پر کہا اس وقت مانیں گے جب وہ اپنے والدین سے پیار بھی کریں گے اور ان کی ڈانٹ ڈپٹ سے خوفزدہ بھی ہوں گے ...... یعنی بچے اپنے والدین کی نافرمانی سے اس لیے خوفزدہ ہوتے ہیں کیوں کہ وہ ان سے پیار کرتے ہیں، اور نافرمانی کے نتائج سے صرف اس لیے خوفزدہ ہوتے ہیں کیونکہ مستقل مزاج والدین انہیں غیر ذمہ داری کا مرتکب ٹھہرائیں گے۔ مزید برآں، بچے صرف اس وقت اپنی ذات کے بارے میں اپنے اندر احساسِ ذمہ داری پیدا کریں گے جب وہ خود سے پیار کرنے کے علاوہ خود سے خوفزدہ بھی ہوں گے۔ ایک تو وہ اپنی اس طاقت سے خوفزدہ ہیں جس کے ذریعے وہ دوسروں کو نقصان پہنچا سکیں، دوسرے وہ خوفزدہ اس لیے ہیں کہ کہیں وہ اپنے لیے دستیاب مواقع اور استعداد کار و قابلیت سے کہیں ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

اسی طرح، بچے، اپنے معاشرے کے بارے میں اس وقت اپنی ذمہ داری قبول کرتے ہیں، جب وہ ایک طرف اپنے ساتھیوں اور دیگر افراد سے پیار و محبت کا سلوک کرتے ہیں، اور دوسری طرف، وہ اپنے افعال (سرگرمیوں)، صلاحیتوں اور رویوں کے غلط استعمال کے باعث معاشرتی قوانین کی خلاف ورزی اور معاشرے کو نقصان پہنچانے سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔

بچوں کو اقدار کیسے سکھائیں؟

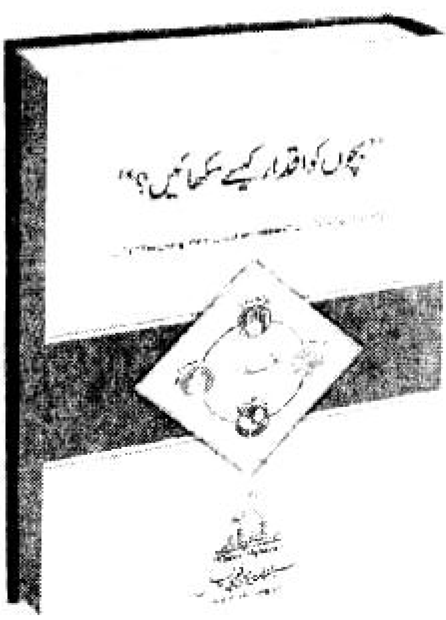

4

احساسِ ذمہ داری برائے افعال (سرگرمیاں)

''آخری تجزیے کے طور پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس دنیا کی سب سے عظیم ضرورت یہ نہیں ہے کہ یہاں ہر طرف ذہانت اور مہارت موجود ہو بلکہ دنیا کی اہم ضرورت یہ ہے کہ لوگ اپنے افعال (سرگرمیوں)، صلاحیتوں اور رویوں کے بارے میں اپنی ذمہ داریاں تسلیم کرلیں۔''

تعریف و مثال

عین ممکن ہے کہ آپ یہ کہیں: ''اوہو ہو ... اب تو ہمارا خیال یہ ہے کہ ... میں تو اپنے بچوں سے یہی چاہتا ہوں کہ وہ اپنے افعال (سرگرمیوں) کے بارے میں اپنی ذمہ داری تسلیم کریں۔''

موجودہ زمانے میں، ہم عام طور پر یہی سمجھتے ہیں کہ بچوں کو اپنے افعال (سرگرمیوں) کے ضمن میں زیادہ سے زیادہ، ہمارے لیے اپنی ذمہ داری قبول کرنا چاہیے لیکن اگر گہری نظر سے دیکھا جائے اور دیرپا نتائج و اثرات کو مدنظر رکھا جائے تو پھر اس مسئلے کا سب سے بہترین اور شاندار حل یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے (اور ہم بھی یہ تسلیم کرلیں) کہ دراصل یہ معاشرہ ہی ہے جس کے لیے بچوں کو خود میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنا چاہیے۔

لہٰذا، اس باب کا مقصد یہ ہے کہ ایسے طریقے وضع کیے جائیں اور اپنائے جائیں جن کے ذریعے بچے یہ سیکھ سکیں اور تربیت حاصل کرسکیں کہ اپنے افعال (سرگرمیوں)، صلاحیتوں اور رویوں کے ذریعے وہ یہ ثابت کردیں کہ وہ معاشرے کے ایک ذمہ دار رکن ہیں اور معاشرے کے دیگر ارکان کے حقوق کا احترام کرتے ہیں۔

جیسن کی عمر سات سال تھی۔ اس کے گھر کے عقب میں گاڑیاں کھڑی کرنے کے لیے کھلی جگہ موجود تھی جس کے اردگرد چھ فٹ اونچی چار دیواری (جنگلہ) تھی۔ کسی نے یہاں خالی بوتلوں سے بھرا ہوا ایک کاغذی تھیلا پھینک دیا تھا جسے جیسن نے دیکھ لیا تھا۔ پھر کئی وجوہات کی بناء پر، جن کا اسے بھی اندازہ نہ تھا، اس نے یہ تمام بوتلیں ایک ایک کرکے واپس چار دیواری کے باہر پھینک دیں۔ چونکہ چار دیواری کے باہر وہ دیکھنے سے قاصر تھا، لہٰذا، اسے قطعی معلوم نہ ہوسکا کہ یہ بوتلیں کہاں گری ہیں۔ لیکن اسے ان بوتلوں کے گرنے اور ٹوٹنے کی آواز آرہی تھی اور اسے یہ کام بہت دلچسپ اور پُر لطف محسوس ہورہا تھا۔

اس شام، جیسن کے گھر کے عقب میں واقع رہائشی عمارت کے ایک گھر سے آنے والے ایک شخص نے ان کے گھر کی اطلاعی گھنٹی بجائی۔ جیسن اس وقت نچلی منزل پر تھا۔ اس

نے ایک طرف ہو کر دیکھا کہ ایک شخص اس کے والد کو پنکچر ہونے والے ٹائر کے متعلق کچھ بتا رہا ہے۔ جیسن بغیر کوئی آواز نکالے اپنے کمرے میں چلا گیا، اپنا لباس تبدیل کر کے بستر میں گھس گیا کہ جیسے سو رہا ہو۔

اس کے والدین نے اپنے ہمسائے کو یقین دہانی کرا دی کہ اگر ٹائر پنکچر ہونے میں ان کے بچے کا قصور ہوا تو وہ اسے معاوضہ ادا کر دیں گے۔ پھر دونوں، ماں اور باپ، ایک جگہ بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اس صورت حال سے کیسے نپٹا جائے۔ انہیں محسوس ہو چکا تھا کہ اس معاملے کو طے کرنے کے لیے انہیں تین متبادل اقدامات اُٹھانے کی ضرورت ہے یعنی:

★ جیسن کو یہ احساس دلا دیا جائے کہ اس معاملے کے بارے میں سچ سچ سب کچھ بتا دے۔
★ جیسن کو یہ احساس دلا دیا جائے کہ اسے اپنی غلطی پر شرمندہ ہو کر معافی طلب کر لینا چاہیے۔
★ جیسن کو یہ احساس دلا دیا جائے کہ وہ اپنے اس فعل کا خود ذمہ دار ہے، اور وہ آئندہ اس قسم کا غیر ذمہ دارانہ رویہ نہیں اپنائے گا۔

جیسے جیسے وہ اس معاملے پر غور کرتے گئے، انہیں یہ معلوم ہوتا گیا کہ یہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ جیسن کے بستر میں گھسنے کے بعد تمام معاملہ ان کے سامنے واضح ہو گیا، اور اس کے اُٹھنے سے پہلے ہی انہیں اس معاملے پر سوچ بچار کرنے کے لیے کافی وقت میسر آ گیا تھا۔ ورنہ انہیں اپنی اس کوشش میں مشکل پیش آتی کہ جیسن کو باور کرایا جائے کہ اسے اس صورت حال کے ذریعے یہ سبق سیکھ لینا چاہیے کہ آئندہ وہ اس قسم کا غیر ذمہ دارانہ قدم اُٹھانے سے باز رہے۔

جب اگلی صبح جیسن ناشتے کے لیے آیا تو اس کے والد کہنے لگے: ''بیٹے، میں نے خالی بوتلوں کا ایک تھیلا دیکھا ہے، اسے کوئی، ہمارے گھر کے عقبی دالان میں پھینک گیا ہے، کسی کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، کیا اسے ایسا ہی کرنا چاہیے؟''

جیسن نے اپنی آنکھوں میں قدرے اُمید کا تاثر پیدا کرتے ہوئے کہا: ''نہیں، کسی کو بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے!''

والد کہنے لگے: ''شاید، تمہارے ذہن میں یہ خیال آیا ہو کہ ان بوتلوں کو واپس پھینک دینا

چاہیے لیکن تم نے یہ نہیں سوچا کہ ان کے باعث کوئی شخص زخمی ہوسکتا ہے یا کوئی چیز ٹوٹ سکتی ہے۔'' جیسن نے اپنی نظریں نیچی کرلیں لیکن منہ سے کچھ نہیں بولا۔'' بیٹے، کیا تم نے انہیں چاردیواری سے اوپر سے باہر پھینکا تھا؟''

ایک لمحہ خاموشی رہی، پھر جیکسن نے نہایت آہستگی سے اثبات میں جواب دیا۔

''بیٹے ہمیں فخر ہے کہ تم نے سچ بولا۔ ایک شخص کی کار ان ٹوٹی بوتلوں کے اوپر سے گزری تو کار کا ٹائر پھٹ گیا۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ونڈ سکرین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن اب ہمیں اس کے متعلق سوچنا ہوگا کہ ٹائر پھٹ جائے تو اس معاملے میں کیا جائے۔''

اب والد نے اپنے بازو جیسن کے کاندھوں پر رکھ دیئے۔'' کیا تمہیں معلوم ہے کہ معافی و معذرت کا مفہوم کیا ہے؟''

''اس کا یہی مطلب ہے!''

'' بیٹے، اس کا کیا مطلب ہے؟''

''اس کا مطلب ہے کہ آپ کو اپنے کیے پر شرمندگی ہے!''

''ہاں، کہہ سکتے ہیں، کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے غلطی کی، بوتلیں پھینکیں، کار کا ٹائر پنکچر ہوگیا، کیا تم اپنی غلطی پر شرمندگی محسوس کررہے ہو اور معافی کے خواستگار ہو؟''

''ہاں!''

''جیسن، میں تمہیں ایک بات سے آگاہ کردوں۔ معافی، ایک طلسماتی قسم کی چیز ہے۔ جب کوئی شخص کسی قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے یا کسی کو نقصان پہنچاتا ہے تو پھر وہ سزا کا حقدار ہے لیکن جب وہ معافی طلب کرلیتا ہے اور نقصان کی تلافی کردیتا ہے تو پھر اس کے لیے کوئی سزا نہیں۔ اگر کوئی شخص خلوصِ دل سے اپنی غلطی پر شرمندہ ہے اور اپنی غلطی کے باعث پہنچنے والے نقصان کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور پھر دوبارہ اس غلطی کا اعادہ نہ کرنے کا وعدہ کرلیتا ہے، تو پھر اسے سزا دیئے بغیر معاف کیا جاسکتا ہے۔

کیا تم یہ سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہو؟''

''ہاں!''

قصہ مختصر کہ جیسن نے بوتلوں کے ٹکڑے صاف کردیئے۔ اس نے ٹائر کی قیمت ادا کرنے کے لیے مختلف قسم کے کام کیے۔ اس نے کار کے مالک سے معافی طلب کی جس پر اسے

معاف کردیا گیا۔ اس نے اپنے والد اور کار کے مالک، دونوں سے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ کوئی بھی چیز چار دیواری سے باہر نہیں پھینکے گا۔

یہ ایک ایسا عمل تھا جس نے جیسن پر سزا کی نسبت بہت گہرا تاثر مرتب کیا۔ اسے یہ تسکین اور طمانیت ہوئی کہ اس نے اپنی غلطی کی تلافی کردی ہے، اور ساتھ ہی ساتھ اسے یہ احساس بھی ہوا کہ عام طور پر کسی چیز کو دوبارہ تیار کرنے اور درست کرنے کا عمل، اسے نقصان پہنچانے سے کہیں مشکل ہوتا ہے۔

اس واقعے کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ اپنے افعال (سرگرمیوں) کے ضمن میں جیسن کے احساسِ ذمہ داری میں اضافہ ہو گیا اور اس کی سمجھ بوجھ میں مزید پختگی پیدا ہوگئی۔

درحقیقت، ہر بچے میں کچھ ایسی بری عادات اور انداز و اطوار موجود ہوتے ہیں جنہیں والدین قطعی طور پر پسند نہیں کرتے۔ دلچسپ امر تو یہ ہے کہ بچوں کو بھی اپنی یہ عادتیں اور انداز و اطوار پسند نہیں ہوتے۔ اگر ہم کسی بچے سے پوچھیں کہ اس کے رویے کے ضمن میں اسے سب سے بڑی مشکل کیا پیش آتی ہے تو عام طور پر اس کا جواب وہی ہوگا جس نتیجے پر ہم پہنچتے ہیں۔

ہماری ایک بچی، نہایت اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتی ہے، خاندانی قوانین کی پابندی کرتی ہے اور اپنی ذمہ داری نبھاتی ہے۔ اس کی مشکل یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی یا بہن کی طرف سے اطاعت و فرمانبرداری کی منتظر رہتی ہے جو اس کا کہا نہیں مانتے۔ دن میں دو یا تین بار وہ غصے میں آجاتی ہے اور انتہائی تلخ اور بلند آواز سے مسلسل شکایت کرتی رہتی ہے۔

ایک اور بچی، کسی بھی قسم کی مثبت اور تعمیری تنقید بھی نہیں برداشت کرتی۔ اگر اسے کسی طرح شبہ بھی ہو جائے کہ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے تو وہ بھی شدید غصے اور ناراضی کا اظہار کرتی ہے اور چیخنے چلاتی ہے۔ (خاص طور پر جب اس سے واقعی کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے اور اسے خود بھی معلوم ہوتا ہے۔)

بچوں کے رویوں کے متعلق ان مختلف مسائل کے حل کے لیے بہت سے طریقے آزمائے جاسکتے ہیں، مثلاً:

- ★ انہیں نظر انداز کر دیا جائے اور اُمید کی جائے کہ وہ خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔
- ★ یہ حقیقت تسلیم کرلی جائے کہ اس بچے کی تو عادت ہی ایسی ہے، اور آپ ہنس کر اس بچے کے رویے کو برداشت کرلیں۔

★ آپ بھی بچے کے ساتھ غصے اور ناراضی کا اظہار کریں۔

★ آپ اپنی پریشانی اور تفکر کا اظہار بچے کے سامنے کریں۔ اور آپ دونوں مل بیٹھ کر ایک ایسا لائحۂ عمل وضع کریں کہ بچہ اپنا رویہ تبدیل کرے اور والدین بھی مختلف طرزِ عمل اختیار کریں۔

بلاشبہ، آخری حل ہی سب سے بہتر اور لازمی ہے لیکن بہت سے والدین دیگر طریقے بھی اختیار کرتے ہیں۔

دراصل، ہمارے لیے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ ہم مسئلے کے متعلق آگہی حاصل کریں اور پھر ایک ایسا حل وضع کریں جسے، والدین اور بچہ، دونوں مل کر عمل میں لائیں۔ جب بچے ایک دفعہ بنیادی اُصولوں کے متعلق فہم حاصل کرلیں تو پھر انہیں یہ بتایا جائے وہ اپنے افعال (سرگرمیوں) کے بارے میں واقعی، خود ذمہ دار ہیں، ہم نہیں ہیں۔ ہمارا کام تو صرف یہ ہے کہ انہیں مدد اور تربیت فراہم کی جائے۔

ہمارے سامنے مسئلہ یہ درپیش ہے کہ بچوں کو یہ سکھایا اور تربیت دی جائے کہ وہ اپنے اس رویے کے ساتھ کس طرح نپٹیں، جو ان کے لیے مشکل کا باعث ہوتے ہیں، وہ اپنے غصے پر کس طرح قابو پائیں، اور اپنی کامیابی و ناکامی کی صورت میں کیسا رویہ اور طرزِ عمل ظاہر کریں۔ جب بچے اپنے ان مسائل کے حل کے لیے مختلف طریقے ڈھونڈ لیں تو پھر ہمیں چاہیے کہ انہیں اپنے افعال (سرگرمیوں) کے بارے میں مسائل کے حل کے ضمن میں ذمہ داری اُٹھانے کا موقع مہیا کریں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے مسائل کے حل کے لیے اپنے طور پر کسی سے مشورہ کیے بغیر خود میں احساسِ ذمہ داری پیدا کریں۔ جب بچے خود یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ انہیں کس قسم کی سرگرمیاں اختیار کرنا چاہئیں، تو پھر نہایت حیرت انگیز اور معجزانہ آرا نتیجہ سامنے آتا ہے۔

طریقے و تراکیب

ا۔ قوانین

ان کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ خاندانی قوانین کی پابندی ہمیں خوشی مہیا کر سکتی ہے۔ اپنے افعال (سرگرمیوں) کے ضمن میں اپنی ذمہ داری محسوس کرنے کے حوالے سے اطاعت و فرمانبرداری کے متعلق باب، ایک بہترین نقطۂ آغاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ خاندانی قوانین پر مشتمل گوشوارے کو کچھ معاشرتی قوانین کے ساتھ چسپاں کر دیجئے۔ پھر بچوں کو اپنے پاس اکٹھا کیجیے اور اس قسم کی گفتگو کا اہتمام کیجیے:

''ہم ان قوانین کو کیا کہتے ہیں؟''	(خاندانی قوانین)
''یہ قوانین ہمیں کہاں سے دستیاب ہوئے؟''	(انہیں ہم نے خود تیار کیا)
''ہم نے یہ قوانین کیوں بنائے؟''	(اگر ہم ان قوانین کی پابندی کریں گے تو ہمارا گھرانہ خوش وخرم ہوگا)
''یہ قوانین کس کے ہیں؟''	(یہ قوانین ہماری دنیا کے ہیں)
''اگر اس دنیا میں کوئی شخص اپنی مرضی کے مطابق کچھ حاصل کرسکتا ہے یا کچھ کرسکتا ہے، حتی کہ اس کا یہ رویہ اور طرز عمل دوسروں کے لیے نقصان دہ ہوتا، تو کیا ہم خوش رہ سکتے ہیں؟''	(نہیں)

سب اکٹھے بیٹھ کر معاشرتی قوانین کی فہرست کا مطالعہ کریں اور اس امر کے متعلق گفتگو کریں کہ کس طرح ہر قانون کی پابندی خوشی ومسرت کا ذریعہ بن سکتی ہے اور کس طرح ہر قانون کی خلاف ورزی ہمارے لیے پریشانی اور تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔

۲-مثبت حوصلہ افزائی

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں پر ذاتی توجہ اور ان کی صلاحیتوں اور رویوں کے متعلق مثبت اعتراف کے ذریعے ایمانداری اور مناسب سرگرمیوں کے بارے میں ان کے میلان کو تقویت بخشی جائے۔

اگرچہ ہم اسے عمومی اور روایتی طور پر ترکیب وطریقہ نہیں کہہ سکتے، حوصلہ افزائی ایک ایسا زبردست ذریعہ ہے، جس کے ذریعے والدین کو اپنے بچوں میں احساس ذمہ داری پیدا کرنا ہوگا۔ جب بھی بچے کسی ایمانداری، شائستگی، گھریلو کام کاج میں شرکت اور اچھی فیصلہ سازی کا مظاہرہ کریں، تو آپ انہیں اپنی طرف سے تعریف وستائش سے نوازیں۔ آپ کی یہ تعریف وستائش براہ راست اور واضح ہونا چاہیے۔ بچے کی آنکھوں میں دیکھئے اور اسے بتایئے کہ اسے طرز عمل پر کس قدر فخر ہے۔ پھر ایک خاص واقعے کا ذکر کر کے اسے یہ بتایئے کہ وہ کس قسم کا انسان ہے۔ (''تم ایک ایماندار لڑکے ہو'' وغیرہ وغیرہ)

اگر بچوں کے متعلق کوئی سادہ اور بہت ہی اہم سچائی موجود ہے، تو پھر ان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی اس ساکھ کو قائم رکھیں۔ بچے وہی طرز عمل اختیار کریں گے جو ان کے خیال کے مطابق، دراصل، ان سے متوقع ہے۔ آپ ان کے متعلق جیسا سوچتے ہیں، اگر اس کے متعلق ان کے انداز فکر کو اپنا تابع بنا سکتے ہیں تو پھر آپ ان کے افعال (سرگرمیوں) کو بھی اپنے تابع کرسکتے ہیں۔

۳-چہار پہلو جائزہ

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچے میں متوقع رویہ جاتی مسائل کی مختلف اقسام کے بارے میں پیشگی نشاندہی کی جائے۔ "چہار پہلو جائزے" (باب نمبر ۵ میں تفصیل سے ملاحظہ فرمایئے) کے ایک حصے کے طور پر ہر بچے سے منسلک رویہ جاتی مسائل کے بارے میں گفتگو کیجیے۔ جائزے کی ابتداء کے لیے یہ ایک اچھا طریقہ ہے۔ تب، جب آپ ہر بچے کی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشوونما کا جائزہ لیتے ہیں، تو پھر آپ ان رویہ جاتی مسائل کی وجوہات اور ماخذ سے بخوبی طور پر آگاہ ہو سکتے ہیں۔

اس اندازِ فکر کی خوبصورتی یہ حقیقت ہے کہ کسی رویہ جاتی مسئلے کی نشان دہی، اس کی وضاحت اور اس کی وجوہات و ماخذ کے متعلق علم و آگہی کے ذریعے کافی حد تک، ان مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔

۴-نتائج کا کھیل

اس کا مقصد بچوں کو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ ایمانداری اور درست طرزِ عمل، مستقل طور پر مثبت اور مفید نتائج کا باعث ہے۔

آپ کو چاہیے کہ آپ پہلے ہی سے ۵×۱۳ انچ رقبہ کے سادہ گتے کے ٹکڑے تیار کر کے رکھ لیں۔ ان کے ایک طرف درپیش مسئلہ تحریر کریں اور دوسری طرف اس مسئلے کے باعث پیدا ہونے والے دیرپا نتائج اور پھر اس مشکل کا حل بھی تحریر کریں۔ مثال کے طور پر ایک مخصوص مسئلے کے ضمن میں کارڈ کا سامنا اور پچھلا حصہ ملاحظہ کریں۔

> پہلا کارڈ (سامنے والا حصہ)
>
> اپنی والدہ کو مت بتایئے کہ آپ نے بسکٹ کھائے تھے۔ وہ آپ کی چھوٹی بہن کو قصوروار سمجھتی ہیں اور آپ جھوٹ بول کر بچ نکلے۔

> پہلا کارڈ (پچھلا حصہ)
>
> آپ پر کوئی بھی بھروسا نہیں کرتا کیونکہ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔

اس طرح مزید مثالیں ذیل میں درج ہیں۔ اس ضمن میں آپ خود کو پیش آنے والی مشکلات اور اپنے بچوں کے متوقع رویہ جاتی مسائل کا ذکر کر سکتے ہیں۔

اپنے بچوں کو بتایئے اور ان کے ساتھ اس ضمن میں گفتگو کریں کہ غلط فیصلوں کے وقتی نتائج عام طور پر

اچھے معلوم ہوتے ہیں، لیکن عام طور پر مستقل نتائج آپ کو اپنی گرفت میں لیے رکھتے ہیں۔

دوسرا کارڈ (سامنے والا حصہ)
پردے کے اندر سے سوسان کے میز کی طرف دیکھئے اور اس کے تحریر کردہ جوابات نقل کر لیجیے۔ آپ امتحان میں ''اے گریڈ'' حاصل کر لیتے ہیں۔

دوسرا کارڈ (پچھلا حصہ)
آپ سکول میں کبھی بھی زیادہ نہیں سیکھ سکیں گے۔ جب بھی آپ نقل کر سکیں گے، آپ کی کارکردگی ہمیشہ بُری ہوگی۔ کبھی تو آپ پکڑے جائیں گے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ نقل کرتے ہیں۔ آپ کے دوست وہی لوگ ہیں جو نقل کرتے ہیں۔

تیسرا کارڈ (سامنے والا حصہ)
نقل مت کیجیے۔ امتحان میں خود اپنی کوشش کیجیے۔ آئندہ بہتر تیاری کیجیے۔ آپ امتحان میں ''ڈی گریڈ'' حاصل کرتے ہیں، اس لیے آپ کے والدین آپ سے سخت ناراض ہیں۔

تیسرا کارڈ (پچھلا حصہ)
آپ سخت محنت کریں گے اور اگلے امتحان میں اچھے نمبر حاصل کریں گے۔ لوگ آپ پر بھروسا کریں گے، اور آپ خود کو بھی پسند کریں گے۔

چوتھا کارڈ (سامنے والا حصہ)
اپنے بستر میں تھوڑی دیر لیٹے رہیے۔ آج ٹھنڈ ہے اور آپ تھکے ہوئے ہیں۔ والدہ کا خیال ہے کہ آپ بیمار ہیں اور آپ کو سکول سے چھٹی کر کے گھر رہنا چاہیے۔

چوتھا کارڈ (پچھلا حصہ)
آج کا دن آپ کے لیے بیزار کن ہے آج آپ کسی چیز کے متعلق بھی زیادہ نہیں سیکھ سکتے۔ آپ خود کو ایک کاہل اور سست شخص سمجھ رہے ہیں جو کبھی بھی اچھی طرح کام نہیں کر سکتا۔

پانچواں کارڈ (سامنے والا حصہ)
فوراً اُٹھ جایئے اور سکول جانے کے لیے اپنی چیزیں اکٹھا کیجیے۔ آپ اپنے گھریلو کام مکمل کر لیتے ہیں اور سکول کے لیے بروقت روانہ ہو جاتے ہیں۔

پانچواں کارڈ (پچھلا حصہ)
آپ کے طرزِ عمل کے باعث، آج کا دن بہت خوشگوار اور خوش باش گزرتا ہے جہاں آپ بہت کچھ سیکھتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں۔

چھٹا کارڈ (سامنے والا حصہ)
اس ضعیف خاتون کو نظر انداز کر دیجئے جو چاہتی ہے کہ آپ برف صاف کر دیں۔ بلکہ آپ بدستور برف پر پھسلتے رہیں۔

چھٹا کارڈ (پچھلا حصہ)
آپ ایک خود غرض انسان بن جاتے ہیں جو ہمیشہ صرف اپنے متعلق سوچتا ہے اور اسے دوسروں کا کبھی خیال نہیں آتا۔ آپ کے دوست، صرف وہ دوست ہیں جنہیں آپ سے کچھ مطلب ہے۔

ساتواں کارڈ (سامنے والا حصہ)
جایئے اور ضعیف خاتون کے راستے کی برف صاف کر دیجئے۔ آپ نے برف پر پھسلنے کا ایک شاندار موقع ضائع کر دیا۔

ساتواں کارڈ (پچھلا حصہ)
آپ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ خدمت گزاری کے ذریعے حاصل ہونے والی خوشی کیسی ہوتی ہے جب آپ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں تو آپ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ لوگ بھی آپ کی خدمت کرتے ہیں اور آپ سے پیار کرتے ہیں۔

آٹھواں کارڈ (سامنے والا حصہ)
آپ بھی سگریٹ کا ذائقہ چکھئے۔ بابی تو پہلے ہی سگریٹ کا عادی ہے۔ دوسرے بچے آپ کی کمر پر تھپکی دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ بہت اچھے ہیں۔

آٹھواں کارڈ (پچھلا حصہ)
درحقیقت کوئی بھی آپ کی عزت نہیں کرتا کیونکہ آپ اپنے وعدے اور عہد پر عمل کرنے سے خوفزدہ ہیں۔

نواں کارڈ (سامنے والا حصہ)
بابی کو بتا دیجئے کہ آپ کبھی سگریٹ نہیں پیتے اور اسے بھی سگریٹ نہیں پینا چاہیے۔ دوسرے بچے آپ کو "چوزہ" کہتے ہیں اور آپ کو کہتے ہیں "دفع ہو جاؤ"۔

نواں کارڈ (پچھلا حصہ)
بچے آپ کی طرف دیکھتے ہیں۔ ان میں سے کچھ بچے مزید سگریٹ نوشی ترک کر دینے کا فیصلہ کر لیتے ہیں کیونکہ وہ آپ کی مثال کی پیروی کے خواہش مند ہیں۔

۵-غلطیوں کی اقسام

اس کا مقصد یہ ہے کہ قدرے بڑے بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ نہ صرف غلط طرزِ عمل نہ اپنانے بلکہ زیادہ سے زیادہ صحیح طرزِ عمل اپنانے کے ضمن میں خود میں احساسِ ذمہ داری پیدا کریں۔

انہیں اپنے الفاظ میں مندرجہ ذیل کہانی سنائیں:

آج کا دن، بل کی زندگی کا بدترین دن تھا۔ آج اسے پرنسپل کے دفتر میں دو دفعہ طلب کیا گیا تھا۔

پہلی دفعہ اسے صبح کے وقت پرنسپل کے دفتر میں طلب کیا گیا۔ ٹومی اپنے ساتھ زنبور سکول لے کر آیا تھا، اور اس نے بل کے ساتھ مل کر تفریح کے وقفے میں اس وقت ہنڈولے جھولے کے بیچ نکال دیئے جس پر کچھ دیر بعد دو چھوٹی بچیاں بیٹھنے والی تھیں۔

ہنڈولا جھولا علیحدہ ہو گیا اور ان کے گھٹنے چھیلے گئے۔ پرنسپل نے اس کی ایسے ڈانٹ ڈپٹ کی جو اسے کبھی نہ بھولتی۔ اس نے کہا: ’’بل کچھ کام ایسے ہیں جن سے تمہیں باز رہنا چاہیے۔‘‘

کچھ عرصہ بعد دوپہر بل کو دوبارہ بلایا گیا۔ اس دفعہ اسے بلانے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے تمام ہفتہ اپنا ریاضی کا کام نہیں کیا تھا۔ پرنسپل نے پھر کہا: ’’بل! کچھ کام ایسے ہیں جن سے تمہیں باز رہنا چاہیے!‘‘

بچوں کے ساتھ غلطیوں کی دو اقسام کے بارے میں گفتگو کیجیے۔ غلطی کی ایک قسم وہ ہے جب بچے غلط طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں، اور دوسری قسم وہ ہے جب بچے صحیح طرزِ عمل اختیار نہیں کرتے۔ بچوں کے سامنے برے طرزِ عمل یا غلطیوں کی مثالیں پیش کریں اور جائزہ لیں کہ کیا وہ اپنی غلطیوں کو کسی زمرے میں شمار کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں آپ ’’نتائج کا کھیل‘‘ میں استعمال ہونے والے ’’غلط انتخاب‘‘ کے کارڈ استعمال کر سکتے ہیں۔

۶۔ سیاہ نشان مٹائیں

اس کا مقصد یہ ہے کہ معافی کے تصور کو سادہ بنایا جائے اور یہ دکھایا جائے کہ اس کا اطلاق غلطیوں کی دونوں اقسام پر کس طرح ہوتا ہے۔

سطری کاغذ پر اٹکل پچو سے دو یا تین نام لکھیے (یہ امر یقینی بنائیے کہ یہ نام ان بچوں کے نہیں ہونا چاہئیں جن سے آپ کے بچے واقف ہیں۔) پھر ’’نتائج کے کھیل‘‘ میں استعمال ہونے والے ’’غلط انتخاب‘‘ کے کارڈوں کے ذریعے کاغذ پر لکھے ہوئے ناموں کے ساتھ ایک غلطی منسلک کر دیجیے۔ (مثال کے طور پر، جولی نے کسی اور کے امتحانی پرچے کی طرف دیکھا اور نقل لگائی۔) نرم سکے کی پنسل کے ساتھ جولی کے نام کے آگے ایک سیاہ نشان بنا دیجیے اور پھر کہیں:

’’جولی نے غلطی کی۔ یہ کس قسم کی غلطی تھی۔ کیا اس نے کوئی غلط کام کیا تھا یا اس نے کوئی صحیح کام نہیں کیا تھا؟ جب ہم کوئی غلطی کرتے ہیں تو ایسے ہی ہے جیسے ہمارے دل پر سیاہ دھبا رونما ہو گیا ہے۔ اگر ہم ان دھبوں کو مٹانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں لازمی طور پر معافی طلب کرنا ہو گی اور اپنا طرزِ عمل درست کرنا ہو گا۔ نقل لگانے کی غلطی کا مرتکب ہونے پر جولی کس طرح معافی طلب کر سکتی تھی؟ (وہ اپنی استانی کو بتا سکتی ہے کہ اس نے کیا کیا اور وہ اسے گریڈ کی مستحق نہیں ہے۔ وہ کہہ سکتی ہے کہ وہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہے اور آئندہ ایسی غلطی کبھی نہیں کرے گی۔)‘‘ اگر اس نے یہ سب کچھ کر دکھایا ہوتا تو اس کے نام کے سامنے موجودہ سیاہ نشان مٹا دیا جاتا ہے۔

اب آپ جولی کے نام کے سامنے موجود سیاہ نشان مٹا دیں اور اسی عمل کو دیگر ناموں کے ساتھ دہرائیں۔ ہر دفعہ یہ امر یقینی بنائیں کہ بچے یہ سمجھ لیں کہ معافی، ایک مشکل اور زیادہ تر ایک پریشان کن کام ہے لیکن اس کے بعد بہتری محسوس ہوتی ہے۔ آپ کو چاہیے کہ ''معاملات درست کرنے کے لیے اسے کیا کرنا ہوتا ہے'' پر مبنی گفتگو، معافی طلب کرنے، نقصان کی تلافی کرنے اور آئندہ غلطی نہ کرنے پر مشتمل ہے۔

۷۔ بچوں کو سکھانے میں مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیجیے

اگر ہم چاہتے ہیں کہ بچے ہماری خواہش کے مطابق طرزِ عمل اختیار کریں، یا، اور اپنے افعال (سرگرمیوں) میں تبدیلی لائیں تو ہمارے اس مقصد میں کامیابی کا راز، ہماری طرف سے مستقل مزاجی کا اظہار ہے۔ انگریز بچوں کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ ''براہ کرم'' اور ''آپ کا شکریہ'' کہنے کی مستقل عادت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ہمارا گھرانہ، تین سال انگلستان میں رہائش پذیر رہا، اس دوران میں نے وہاں کسی بچے کو ''براہ کرم'' یا ''آپ کا شکریہ'' کہے بغیر بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب کبھی کبھار کوئی بچہ ان الفاظ کی ادائیگی بھول جاتا، اس کے والدین نہایت نرمی کے ساتھ اسے یاد دہانی کرا دیتے ''خوش اخلاقی ہماری قومی روایت ہے۔''

تمام فقرے ''براہ کرم'' کے ساتھ شروع ہوتے ہیں: ''براہ کرم، مجھے زیادہ دودھ چاہیے!'' اسی طرح کسی بھی معمولی خدمت گزاری کے بدلے ''آپ کا شکریہ'' کہا جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک ننھا بچہ، سہ پہر کو ہمارے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لیے آیا۔ کھیل کے بعد جب وہ واپس جانے لگا تو اس نے یوں اظہارِ تشکر کیا: ''آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنے ساتھ کھیل میں شریک کیا۔''

حال ہی میں ہم، ایک سے دس سال کی عمروں کے انیس امریکی بچے، اپنی گاڑی میں بٹھا کر اپنے کدو کے کھیت لے کر گئے تا کہ ہم اپنے لیے وہاں سے کدو چن لیں۔ آنے جانے میں ہمارا ایک گھنٹہ صرف ہوا۔

بچوں نے بہت شاندار دن گزارا، لیکن جب ہم انیس بچوں اور انیس کدوؤں کے ساتھ واپس ہوئے تو ہم سب خوش تھے۔ اس تفریحی سیر پر بہت زیادہ وقت صرف ہوا جسے ہم کسی دیگر مقاصد کے لیے بھی صرف کر سکتے تھے۔ گھر واپس آتے ہوئے ایک بچہ مسلسل چیختا چلاتا رہا، بھوک میں مبتلا رہا اور اس کی حالت بہت بُری رہی۔ لیکن کسی بچے نے بھی شکریہ ادا کرنے کے متعلق سوچا تک نہیں۔

لاعلمی بلکہ کوتاہ اندیشی کے باعث، ہم امریکی، اپنے بچوں کو وہ کچھ سکھاتے ہیں جسے انگریزوں کے نزدیک بدتمیزی اور خود غرضی سمجھا جاتا ہے۔ ہم میں سے اکثر لوگ اپنے بچوں کو شائستہ و خوش اخلاق دیکھنا چاہتے ہیں لیکن شاید ہم اس عادت کو مستقل طور پر اپنانے کی قیمت نہیں ادا کرنا چاہتے۔

بچے عین، وہی کچھ کرتے ہیں جس کی ان سے توقع کی جاتی ہے۔ایک نوجوان انگریز خاتون، ایک دو مواقع پر مختصر اوقات کے لیے ہمارے ساتھ رہی۔ جب وہ ہم سے رخصت ہوکر اپنے گھر واپس جا رہی تھی، تو ہمارے بچے اس وقت تک زیادہ خوش اخلاق ہو چکے تھے۔ بہر حال، جب بچوں کو خوش اخلاقی کا درس روک دیا گیا، تو ان کی خوش اخلاقی کی عادت بھی ختم ہوگئی۔

لہٰذا یہ سبق بہت ہی سادہ ہے، لیکن کسی بھی طرح آسان نہیں ہے۔ بچوں کی عادات اور افعال، اس وقت تبدیل ہوتے ہیں جب ان کو مسلسل یاددہانی کرائی جاتی ہے، ان کی متواتر تعریف وستائش کی جاتی ہے اور ان کی مثبت حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

خاندانی اہم نکات

ا۔غسل خانے میں گپ شپ

کئی سال پہلے، جب رچرڈ گریجویشن کا طالب علم تھا، اور ہماری سب سے بڑی بیٹی ابھی بولنا ہی سیکھ رہی تھی، اس کی خواہش تھی کہ وہ اپنی بیٹی کے ساتھ باقاعدہ اور نجی طور پر باتیں کرے۔ چونکہ، ہم طالب علم ہی کی حیثیت سے ایک چھوٹے سے گھر میں رہائش پذیر تھے، یہاں صرف ایک نجی کمرہ تھا، اس لیے یہ چھوٹی چھوٹی ملاقاتیں ''غسل خانے میں گپ شپ'' کے نام سے منعقد ہوتی تھیں۔ اس وقت سے یہ ملاقاتیں، ہماری روایت میں شامل ہو چکی ہیں۔ (اب یہ ملاقاتیں کسی جگہ بھی منعقد ہو سکتی ہیں لیکن بڑے بچے انہیں ابھی تک ''غسل خانے میں گپ شپ'' ہی کے نام سے پکارتے ہیں۔) اس قسم کی گپ شپ کا ایک مقصد یہ ہے کہ ہر بچے کی صلاحیت کے متعلق گفتگو کی جائے اور اس کی انفرادیت کی حوصلہ افزائی کی جائے (باب نمبر ۵ ملاحظہ فرمایئے۔) باب نمبر ۹ میں بھی یہی موضوع زیر گفتگو لایا گیا ہے، اور اس کے ذریعے ایک ایسا سازگار ماحول تشکیل دیا گیا ہے کہ جس میں ایک بچہ اپنے ماہانہ اور ہفتہ داری اہداف کے متعلق بات کر سکتا ہے۔اس نجی گپ شپ کا تیسرا مقصد، اس باب کے متعلق ہے۔

اب ہمیں چاہیے کہ ہر چھ سالہ یا زائد عمر کے بچے سے کہیں کہ اس کے خیالات ہی وہ اہم چیز ہے جس کے متعلق اسے بہتری لانی چاہیے۔ حیرت انگیز طور پر بچوں کو عام طور پر علم ہوتا ہے، اور اگر اعتماد اور بھروسے کی فضا سازگار ہو، تو پھر بچے وہی کام کریں گے جس کام کی آپ اُن سے توقع رکھتے ہیں۔ایک بچہ یوں کہے

گا: "سچ بولنے" کے ضمن میں اب پہلے سے زیادہ محتاط ہو جانا چاہیے۔" یا" مجھے سائیدی کے ساتھ لڑائی جھگڑا ختم کر دینا چاہیے۔" اپنے اصل مسئلے کی طرف اس کی توجہ کب مبذول ہوتی ہے، اس کا جزوی انحصار اس امر پر ہے کہ آپ نے کس قدر بخوبی انداز میں اسے مسئلے سے آگاہ کیا ہے۔ لیکن جب وہ مسئلے کی نشان دہی کر لیتا ہے تو آپ کی مدد کے ذریعے اس میں تبدیلی اور اصلاح، اس کا مقصد بن جاتا ہے۔ ہفتہ واری (بعض افراد کے نزدیک ماہانہ زیادہ حقیقت پسندانہ ہے) اعادی نوعیت کی گپ شپ کے ذریعے آپ کو تمام صورت حال کا علم ہو جاتا ہے اور آپ کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ بچے میں تبدیلی اور اصلاح ممکن ہے۔ ہم، اکثر بچے کے ہاتھ کی پشت پر ایک "اشاراتی لفظ" لکھ دیتے ہیں جس کے ذریعے اسے یاد رہتا ہے کہ وہ کس مسئلے کی اصلاح کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ مزید براں، جن اچھے امور کے متعلق ہم گفتگو کر چکے ہیں، چونکہ اس کے بالمقابل صرف ایک ہی مسئلہ ہے، لہٰذا، بچہ، ایک ہی مسئلہ پیش نظر ہونے کے باعث خود کو بااعتماد محسوس کرتا ہے اور عدم اعتمادی کا شکار نہیں ہوتا۔

۲-قوانین اور معافی، اشاراتی الفاظ

مسائل پر زیادہ سے زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی خاطر، ہم بعض اوقات ایک خاندانی ملاقات کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ یہ بچہ اپنے گھرانے کو یہ بتا سکے کہ اس نے اپنے مسئلے کے حل کے لیے کس قسم کی سخت محنت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پھر دیگر افراد خانہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، اس کی تعریف کرتے ہیں کہ اس میں اپنے مسئلے کے اظہار کی ہمت و جرأت موجود ہے، اور پھر اس کی مدد کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

بلاشبہ، افعال (سرگرمیوں) کے بارے میں ذمہ داری کے ضمن میں خاندانی قوانین، بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ اگر خاندانی قوانین کو مناسب طور پر استعمال اور نافذ کیا جائے تو بچوں کی تربیت کے لیے وہ ٹھوس بنیاد مہیا ہو سکتی ہے تاکہ بچے معاشرتی قوانین کی پابندی کرنے کے ضمن میں خود میں صلاحیتیں پیدا کر سکیں۔

عام طور پر، تقریباً تمام بچوں کو اپنے افعال (سرگرمیوں) کی اصلاح کے ضمن میں زیادہ سے زیادہ توجہ مرکوز کرنے کے لیے فوری اور ہلکی یاد دہانی درکار ہوتی ہے۔ ہم نے کچھ ایسے سادہ اشارے وضع کیے ہیں جنہیں ہم اپنے گھرانے میں یاد دہانی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ اشارے، خاص طور پر اس وقت مفید ثابت ہوتے ہیں جب ہم کسی کے گھر میں موجود ہوتے ہیں، یا پھر دوسرے لوگ، ہمارے گھر میں موجود ہوتے ہیں، اور براہ راست یاد دہانی ہمارے بچوں کو پریشان اور خوف زدہ کر سکتی ہے۔ جب ہم اپنے بچوں کو ان کے کسی بھی طرح کے غلط طرز عمل کے متعلق یاد دہانی کرانا چاہتے ہیں تو پھر ہم انہیں اپنے ہاتھ کا انگوٹھا اٹھا کر اشارہ کرتے ہیں۔ جب ہم چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اردگرد جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کس چیز کی ضرورت

ہے تو پھر ہم ''او کے'' کا اشارہ کرتے ہیں جہاں انگوٹھا، انگشت شہادت کو چھو رہا ہوتا ہے۔ اس سے مراد ''آنکھ'' ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''اپنے اردگرد نظر دوڑاؤ اور دیکھو کہ یہاں کس کام کی ضرورت ہے۔'' ہم نے کچھ زبانی اشارے بھی مقرر کر رکھے ہیں مثلاً ''کیا تمہیں یاد تھا کہ وہ خط بھیجنا ہے؟'' اس مطلب یہ ہے: ''یہاں کوئی ایسا شخص موجود ہے جسے تم نہیں جانتے اور تمہیں اس سے آشنائی پیدا کرنا چاہیے۔'' جب ہم کسی بچے کو اپنی طرف متوجہ کرتے اور اپنا گلا صاف کرتے ہیں تو اس سے مراد ہے ''اپنے انداز واطوار مت بھولو۔'' ہر گھرانہ اپنے لیے مخصوص اشارے اور علامات وضع کر سکتا ہے، اور بچے اپنی اصلاح کے ضمن میں سخت گیر کے بجائے نرم یاددہانی کو اکثر ترجیح دیتے ہیں۔

اگر اس باب میں درج کچھ تربیتی طریقوں اور تراکیب کے ذریعے، بچے، اپنے افعال کے حوالے سے دوسروں کے بارے میں احساسِ ذمہ داری پیدا کر لیتے ہیں اور یہ سمجھ جاتے ہیں کہ معافی اور تلافی کے ذریعے انہوں نے اپنی غلطیوں کی کیسے اصلاح کرنا ہے، تو پھر آپ کا خاندان باقاعدہ رویہ جاتی جائزے کے ساتھ ساتھ کچھ اشاراتی الفاظ و علامات اور مسلسل نشوونما کے عمل کے ذریعے اپنے بچوں میں ان کے افعال کے حوالے سے ذمہ داری کا ایک حقیقی احساس پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

5

احساسِ ذمہ داری برائے خداداد صلاحیتیں اور تحائف

''انسان کی خداداد صلاحیتوں کا شمار، دُنیا کی بہترین چیزوں میں ہوتا ہے کیونکہ یہ کسی انسانی قوت کے تابع نہیں ہیں۔''

تعریف و مثال

تحائف!

سالگرہوں اور دیگر خاص مواقع پر خوبصورت فیتے سے بندھے، خوبصورت تحائف کی سحر انگیزیوں ہی کا نام ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر دینا کا مفہوم کیونکر ہو سکتا ہے خداداد صلاحیتیں اور قابلیت واستعداد کار دنیا کی بہترین اشیاء وہ چیزیں ہیں جو کسی انسانی قوت کے تابع نہیں ہیں، محض اس لیے کہ یہ چیزیں، بذاتِ خود، زندگی کے تحائف ہیں۔ زمین، آسمان، ہمارے بدن، بورے، ہماری قابلیتیں اور صلاحیتیں... یہ تو محض تحائف کی ایک لامحدود فہرست کا آغاز ہیں۔

مارک کی عمر نو سال تھی۔ تقریباً چھ سال سے ہی اس کے والدین اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ اس میں غیر معمولی تخیلاتی اور فنکارانہ صلاحیتیں موجود ہیں۔ ابھی اس کی عمر تین سال ہی تھی تو وہ حیرت انگیز مہارت کے ساتھ مختلف اشکال، اعداد اور الفاظ بنالیا کرتا تھا۔ پھر جب سے اس نے سکول جانا شروع کیا، وہ جانوروں اور درختوں کی تصویریں بنانے لگ گیا تھا جن کے متعلق ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کم از کم کسی پانچ سالہ بچے نے یہ تصویریں بنائی ہوں۔ اس سال اس کے والدین نے نجی طور پر اس کے لیے مصوری کی تعلیم کا انتظام کیا۔ مارک کی کارکردگی بہت اچھی جا رہی تھی، اور والدین کی طرف سے تعریف وستائش اور اس کی صلاحیتوں کے اعتراف کے باعث، مصوری کے لیے اس میں مزید شوق وجذبہ پیدا ہو رہا تھا اور وہ بہت خوش تھا۔

پھر ایک سال بعد، دو ایک واقعات رونما ہوئے۔ سکولوں میں فٹ بال اور بیس بال کے مقابلے شروع ہو گئے۔ مارک کے دو یا تین ہم جماعتوں نے فیصلہ کیا کہ مصوری تو لڑکیوں اور زنخوں کا کام ہے اور انہوں نے اپنی یہ تجویز نہایت بے ہودہ طریقوں کے ذریعے مارک تک پہنچادی۔ اور پھر ایک دن سب کی توجہ اس نئی صورت حال کی طرف مبذول ہوگئی جب مارک نے سکول سے گھر آ کر ماں کو بتایا کہ ایک تو وہ اب مزید مصوری نہیں کرے گا، وہ بیس بال کا کھلاڑی ہے اور دوسرے، اب وہ اپنی تمام زندگی

دوبارہ کبھی کوئی تصویر نہیں بنائے گا۔

جس وقت مارک کی کہانی منظر عام پر آرہی تھی، اسی دوران، ایک اور کہانی وقوع پذیر ہو رہی تھی۔ مارک کا چھوٹا بھائی، ٹومی، جو اس سے دو سال چھوٹا تھا، مارک کے سائے میں رہ رہا تھا۔ اس وقت جب کہ ہر شخص مارک کی شاندار صلاحیت کے بارے میں خوشی اور حیرت کا اظہار کا کر رہا تھا، اس وقت ہر شخص اس بات پر حیران تھا کہ ٹومی کی صلاحیت کہاں ہے۔ بہر حال، اس امر کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا تھا کہ اس کی صلاحیتیں کہاں گم ہوچکی تھیں۔ یہ امر تو یقینی تھا کہ وہ مصوری نہیں کرسکتا تھا اور نہ ہی اس کی طرف سے موسیقی یا کھیل کی طرف میلان کا اظہار ہوا تھا اور اس کی تمام زندگی اس جستجو میں گزر رہی تھی کہ مارک کے مانند اس میں کچھ صلاحیتیں پیدا ہوجائیں، لیکن اس کی یہ کوشش بھی ناکام رہی تھی۔ بنیادی طور پر ٹومی ایک اوسط درجے کا بچہ تھا جو اپنا زیادہ تر فارغ وقت اپنے ہمسائے میں ننھی بچی اور لڑکے کے ساتھ کھیل کود میں صرف کر دیتا تھا۔

بہر حال، مارک کا یہ اعلان، اس لحاظ سے مفید ثابت ہوا کہ اس کے والدین بل اور جارج کین، نے دونوں بچوں میں موجود صلاحیت یا عدم صلاحیت پر مبنی تمام معاملے کی طرف اپنی توجہ مبذول کر لی۔ آپس میں ایک طویل گفتگو کے بعد، بل نے اس مسئلے کا خلاصہ اپنی بیوی کے سامنے یوں پیش کیا: ''جارج، مسئلہ بہت سادہ ہے، ہمارا ایک بچہ ہر قسم کی صلاحیت سے محروم ہے اور دوسرا بچہ، جس میں کچھ صلاحیت موجود ہے، اسے اپنی یہ صلاحیت پسند نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ہم نے کچھ صحیح طرز عمل اپنایا ہو لیکن اب اسے آزمانے اور اسے کوئی نام دینے سے نفرت سی محسوس ہوتی ہے۔''

لیکن یہ صورت حال اور ان کے درمیان گفتگو ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔ بل اور جارج، دونوں نے، اپنے میں موجود ممکنہ واضح اور غیر واضح مثبت اور تعمیری خصوصیات کی دریافت، ان کے متعلق خود میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے اور ان خصوصیات اور صلاحیتوں کی نشوونما کرنے کے ضمن میں مواقع کی تلاش کے لیے، اپنی ذمہ داری کے متعلق براہ راست زیادہ سے زیادہ توجہ مرکوز کرنے اور غور وفکر کرنے کا آغاز کر دیا۔

اپنے اس اندازِ فکر کے تحت، انہوں نے ٹومی کا ایک نئے پہلو کے لحاظ سے جائزہ لینے کا آغاز کیا۔ انہیں محسوس ہوا کہ اس میں کئی ایسی صلاحیتیں موجود ہیں جو اس سے قبل انہیں

نظر نہیں آئیں۔ ان صلاحیتوں میں سے ایک قدرے بہتر اور شاندار صلاحیت یہ تھی کہ ٹومی چھوٹے بچوں کو نہایت آسانی کے ساتھ کچھ بھی سکھا پڑھا سکتا تھا اور ان پر اثر انداز ہو سکتا تھا۔ جب ٹومی، اپنے ہمسائے دو بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوتا تو وہ انہیں زیادہ وقت مختلف کھیلوں کے متعلق بتا اور سکھا رہا ہوتا اور انہیں کہانیاں بھی سناتا۔ وہ بچوں کے ساتھ بہت خوبصورت اور ہمدردانہ انداز میں پیش آتا تھا۔ انہوں نے یہ بھی محسوس کیا کہ ٹومی میں غیر معمولی ثابت قدمی اور مستقل مزاجی موجود ہے۔ وہ اپنے پسندیدہ کام میں مارک کی نسبت زیادہ وقت صرف کر سکتا تھا۔ وہ اپنا کام کیے ہی جاتا، اور جب تک وہ اپنا مکمل نہ کر لیتا، اسے کام درست ہونے کا یقین نہ ہوتا۔ وہ غیر معمولی طور پر قابل بھروسا تھا۔ وہ کسی کام کو سیکھنے یا کسی قسم کی تربیت حاصل کرنے کے ضمن میں اس قدر ذہین یا مستعد نہ تھا، لیکن وہ ہر کام بھرپور توجہ کے ساتھ انجام دیتا تھا۔ اس نے اپنی مستعدی اور چستی کے عدم صلاحیت پر اپنی مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کے ذریعے قابو پا لیا تھا۔ بل اور جارج کے درمیان بات چیت ہی کا نتیجہ تھا کہ انہیں ٹومی میں ان صلاحیتوں اور خوبیوں کی موجودگی کا اندازہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

جب ان دونوں کا معلوم ہو گیا کہ ٹومی میں یہ سب صلاحیتیں اور خوبیاں موجود ہیں تو ان کا رویہ ٹومی کے لیے پہلے سے کہیں تعریفی ہو گیا اور وہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ توصیف و ستائش کا اظہار کرنے لگے۔ وہ اسے بار بار بتاتے کہ اس میں فلاں فلاں بہترین خصوصیات موجود ہیں۔ والدین کی طرف سے ہمدردانہ رویے اور تعریف و توصیف کے باعث ٹومی کی صلاحیتیں مزید نکھرنے لگیں، اور اب مارک، اس جستجو میں تھا کہ اب وہ پہلے کی طرح اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا بن جائے۔ اس نے اب مصوری بھی دوبارہ شروع کر دی تھی۔ والدین نے بھی مارک کی اس کوشش کی بھرپور حوصلہ افزائی کی اور اس کی صلاحیتوں کے لیے دگنی تعریف و ستائش کا اظہار کیا۔ وہ مارک کو عجائب گھر لے گئے۔ انہوں نے عظیم فنکاروں اور مصوروں کے متعلق کتب اسے پڑھنے کو دیں۔ انہوں نے ان افراد کے متعلق معلوماتی مواد حاصل کیا جو مصور ہونے کے ساتھ ساتھ کھلاڑی بھی تھے۔ انہوں نے نہ صرف مارک کی مصوری بلکہ بذاتِ خود مصوری کی تعریف کرنے کی شعوری کوشش کی۔

جب ہم واشنگٹن ڈی سی میں رہائش پذیر تھے تو یہاں کینبری سنٹر میں واقع ''یاماہا سکول آف میوزک'' کی طرف سے ہمیں موسیقی کے ایک پروگرام میں شرکت کی دعوت موصول ہوئی۔ چونکہ اس وقت ہمیں اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے لیے کسی ادارے کی تلاش میں مشکل پیش آ رہی تھی، اس لیے ہم نے موسیقی کے اس پروگرام میں شرکت نہ کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا، لیکن اس وقت جو ہم نے قدم اٹھایا، ہم اس کے ہمیشہ شکر گزار رہیں گے۔

موسیقی کے اس پروگرام میں دو نو سالہ بچوں، گیارہ سالہ دو نوعمر بچوں، ایک چودہ سالہ اور ایک پندرہ سالہ نوجوان نے اپنی ترتیب دی ہوئی دھنوں کا مظاہرہ کرنا تھا۔ ''یہ سب کس قدر شاندار ہو سکتا ہے؟'' جب ہم نے اپنے نو سالہ بیٹے کی صلاحیتوں کا اندازہ کیا تو پھر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

جب ان بچوں کا تعارف کرایا گیا تو یہ دیگر عام بچوں جیسے معلوم ہو رہے تھے۔ نو سالہ بچیاں، بہت ہی خوبصورت لباس اور پیارے جوتوں میں ملبوس تھیں۔

جب پہلی نو سالہ بچی نے پیانو پر اپنی مہارت کا مظاہرہ کرنے کے لیے اپنی نشست سنبھالی تو اس نے اپنے ہاتھ نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی گود میں رکھ لیے اور پھر پیانو بجانے کے لیے اپنے ہاتھ پیانو کے اوپر لے گئی۔ ہمیں کچھ توقع نہیں تھی کہ ہمیں کیا سننے کو ملے گا۔ ایک منٹ بعد ہی ہمارے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ اس کی اپنی بنائی ہوئی دھن کسی بھی تجربہ کار موسیقار کی بنائی ہوئی دھن سے کم نہیں تھی۔ ہمیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو کچھ ہم سن رہے تھے، ایک بڑے فرد کی طرف سے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ نہیں تھا۔

بہرحال، دوسری نو سالہ بچی نے بھی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ وقفے تک جب ہر بچہ اپنی خود ترتیب شدہ دھنوں پر شاندار کارکردگی کا اظہار کر چکا تھا، تو ہمیں اس امر کا گہرا احساس ہوا کہ ہمارے بچے اور والدین اور دیگر افراد جو ہمارے آشنا تھے، یہاں یہ سب کچھ دیکھنے اور سننے کے لیے موجود نہ تھے۔

موسیقی کے اس پروگرام میں موجود ہر شخص، گھر واپس جاتے ہوئے ان بچوں اور ان کی صلاحیتوں کے بارے میں تعریف و توصیف کے گہرے جذبات میں معمور تھا۔ ان بچوں کا تعلق لازمی طور پر ان گھرانوں سے تھا جو اپنے بچوں کی ان صلاحیتوں کے بارے میں بخوبی طور پر آگاہ تھے اور انہیں نکھارنے کے لیے بہترین طریقے کی تلاش میں تھے۔ کیونکہ بچوں نے ایسی سنجیدگی اور جوش و خروش کا مظاہرہ کیا تھا، مجھے محسوس ہوا کہ جیسے بچوں کو بھی یہ علم ہو چکا تھا کہ انہیں اس قدر چھوٹی عمر میں ایک خاص صلاحیت ودیعت ہو چکی ہے اور وہ اس صلاحیت کو مزید نکھارنے اور اس سے کچھ حاصل کرنے کے لیے پرعزم ہیں۔

اگرچہ ہمیں معلوم ہو رہا تھا کہ زیادہ تر بچے خداداد صلاحیتوں کے مالک نہیں ہیں، لیکن اس پروگرام

سے رخصت ہوتے ہوئے یہ احساس ضرور ہمارے دل میں موجود تھا کہ ہمارے بچوں میں ہماری توقعات سے کہیں زیادہ صلاحیتیں اور خوبیاں موجود ہیں۔ اس رات ہم نے خود سے دوبارہ عہد کیا کہ ہم اپنے بچوں میں موجود حقیقی صلاحیتوں کی دریافت اور انہیں نکھارنے کے لیے مزید کوشش اور جدوجہد کریں گے، اور ان میں یہ احساس بھی پیدا کریں گے کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے ضمن میں فخر محسوس کریں اور ان میں مزید نکھار پیدا کرنے کے حوالے سے خود میں گہرا احساس ذمہ داری پیدا کریں۔

طریقے وتراکیب

۱۔ چہار پہلو جائزہ

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو اس ضمن میں راہنمائی مہیا کی جائے کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو پہچانیں، اور انہیں یہ بخوبی علم ہو جائے کہ وہ اپنی ان صلاحیتوں اور استعدادوں کو کس طرح نکھار سکتے ہیں۔

آپ بھی بیگم اور کین صاحب کے مانند طرزِ عمل اپنائیں، وقت نکال کر باہم بیٹھ کر اپنے ہر بچے کے متعلق سوچا کریں۔ اس کی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور سماجی استعداد کار کے متعلق گفتگو کریں۔ ایک دوسرے کو اپنے خیالات سے آگاہ کریں۔ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ آپ نے بچے کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں کیا محسوس کیا ہے۔ پھر اس گفتگو کے اہم نکات اپنے پاس تحریر کر لیں اور ان کا تجزیہ کریں۔

آپ خود سے ایک وعدہ کریں کہ آپ دونوں مل بیٹھ کر ایک ایسی فکر انگیز گفتگو اور غور و فکر کریں گے جو اس سے قبل آپ کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگی تاکہ آپ اپنے بچوں کے کردار، صلاحیتوں، استعدادوں کے بارے نئے نئے پہلو دریافت کریں۔ ایک دوسرا وعدہ خود سے کریں کہ آپ اس تمام عمل سے لطف اندوز ہوں گے اور اسے دلچسپی کے ساتھ انجام دیں گے، نیز آپ ان خاص طریقوں و تراکیب کے متعلق غور کریں گے جو آپ کے بچوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے میں اہم ثابت ہوں۔ ایک ماہ میں کم از کم ایک دفعہ یہ مشق کریں۔

۲۔ قدرتی ماحول میں سادہ چہل قدمی

اس کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کو قدرتی اشیاء کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کیا جائے اور ان کے دل میں ان اشیاء کی دیکھ بھال، نگہداشت کے حوالے سے احساس ذمہ داری پیدا کیا جائے۔

جب ہم ایک بچے کے ساتھ قدرتی ماحول میں چہل قدمی کرتے ہیں تو چند چیزیں ہمارے لیے خوشی

اور شگفتگی کا باعث ثابت ہوتی ہیں۔ موسم بہار کا آغاز یا موسم خزاں کا اختتام، بہترین اور خوشگوار اوقات کہے جاسکتے ہیں لیکن سب موسم اچھے ہوتے ہیں۔ جب آپ بچے کے ساتھ قدرتی ماحول میں نکلیں گے تو وہ آپ کی نسبت، آپ کو زیادہ چیزیں دکھائے گا۔ اگر وہ کسی چیز کے متعلق اشارہ نہیں کرتا یا کسی چیز کے متعلق نہیں بتاتا تو پھر اس کی آنکھوں کی طرف دیکھنے کہ وہ کیا کہہ رہا ہیں۔

راستے میں اسے جو بھی قدرتی اشیا نظر آئیں، ان کی اہمیت وافادیت سمجھنے اور ان کا اظہار کرنے کے ضمن میں اس کی راہنمائی کیجیے۔ مختلف قدرتی اشیاء کے مشاہدے اور ان کی خوبصورتی کے احساس کے اظہار کے لیے بچے کی فطری استعداد کو مزید تقویت بخشئے اور اس میں مزید اُمنگ وتحریک اُبھاریئے۔ راستے میں چلتے چلتے کوڑا کرکٹ اور کچرا اٹھا جائیے۔ بچے کو بتائیے کہ زمین کی صفائی اور دیکھ بھال کس قدر اہم ہے اور جب ہم اپنی زمین کو خوبصورت اور صاف ستھری دیکھتے ہیں تو ہمیں کس قدر خوشی محسوس ہوتی ہے۔

۳-جسمانی کارکردگی کی تفصیلات کا اندراج

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ ان کے بدن کس قدر اہم اور مفید ہیں اور وہ یہ محسوس کریں کہ اپنے بدن کے استعمال کے ذریعے وہ اپنے کاموں اور فرائض کو کس قدر احسن طور پر انجام دے سکتے ہیں۔

بچوں کے لیے چند جسمانی ورزشوں اور مشقوں کا اہتمام کیجیے۔ اس ضمن میں پچاس گز کی دوڑ، کھڑے تختے کی اچھل کود، ٹینس گیند کو دور پھینکنا، مفید ہیں۔ ان ورزشوں اور مشقوں کے دوران، ہر بچے کی کارکردگی اور وقت کی تفصیل ایک کاپی، یا اطلاعی تختے پر تحریر کرتے جائیے اور انہیں یہ بھی بتا دیجیے کہ ایک دو ہفتے بعد یہ ورزشیں اور مشقیں دوبارہ منعقد ہوں گی۔ بچوں کو یہ بتائیے کہ وہ اپنی گزشتہ کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے کیسے کوشش کر سکتے ہیں؟ آپ کو یہ امر یقینی بنانا چاہیے کہ انہیں یہ احساس ہو وہ محض اپنے آپ کو بہتر بنانے کے لیے کوشش اور مشق کریں، اور صرف خود کو ہی اپنا حریف سمجھیں۔ آئندہ مقابلوں کے دوران جو بچہ اپنی گذشتہ کارکردگی کو مزید بہتر بنائے، اسے انعام دیا جائے۔ انہیں بتائیے کہ ورزش اور مشق کے ذریعے، کیونکر، ہمارا بدن زیادہ صحت مند اور ہمارے پٹھے زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں۔

۴-قرضے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ بوقت ضرورت کسی سے کوئی چیز اُدھار (قرضہ) لے سکتے ہیں، اور اس ضمن میں ان کے ساتھ یہ وعدہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ اس چیز کی مناسب دیکھ بھال اور حفاظت کرتے ہیں، تو بعد میں وہ اسے اپنے لیے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

کسی ایک ایسی چیز کے متعلق غور کریں جسے آپ کا بچہ حاصل کرنا چاہتا ہو اور آپ اپنے بچے کے لیے یہ چیز خریدنے کے اہتمام اور منصوبہ بندی میں مصروف رہے ہوں۔ بہر حال، جس قسم کی بھی یہ چیز ہے، اسے اپنے بچے کو مستقل طور پر دینے کے بجائے اسے عاریتاً دے دیں۔ اپنے بیٹے سے کہیے: ''جونی، ٹینس کا یہ ریکٹ میرا ہے، میں نے اسے اپنی رقم سے خریدا ہے اور یہ میری ملکیت ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمہارے پاس بھی ایک ٹینس ریکٹ موجود ہونا چاہیے لیکن مجھے اس امر کا یقین ہونا چاہیے کہ تم اس ریکٹ کو حفاظت سے رکھو گے۔ میں تمہیں اپنا یہ ریکٹ عاریتاً دے رہا ہوں، اسے استعمال میں لاؤ اور اسے حفاظت سے رکھو تا کہ یہ خراب نہ ہو جائے اور میں اسے استعمال نہ کر سکوں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے تمہارا ہے، لیکن اگر تم اسے حفاظت سے نہیں رکھو گے تو میں اسے تم سے واپس لے لوں گا۔ تم ہمیشہ اسے اپنی مخصوص جگہ پر رکھو، جب یہ استعمال میں نہ ہو تو اس پر غلاف چڑھا کر رکھو، اور ہر ہفتے، اس کی تاروں پر سپرے کیا کرو تا کہ یہ خشک نہ ہو جائیں اور ٹوٹ نہ جائیں۔ اگر تم اس کی بخوبی طور پر حفاظت کرو گے تو میں اسے ہمیشہ کے لیے تمہیں دے دوں گا۔''

پھر اپنے بیٹے پر نظر رکھیے، اسے ریکٹ کی حفاظت کے متعلق مسلسل یاددہانی کراتے رہیے۔ آپ اپنا یہ ریکٹ اسے دینا چاہتے ہیں، اس لیے یقین رکھیے کہ وہ کامیاب ہو گا۔ ایک دو ہفتوں بعد، اس کی بہت زیادہ تعریف کیجیے اور یہ ریکٹ اسے مستقل طور پر دے دیجئے۔

اپنا ریکٹ اس کے حوالے کرتے ہوئے اسے بتائیں کہ دنیا کا نظام اس طرح کام کرتا ہے۔ یہ خوبصورت زمین اور ہماری صلاحیتیں، ہمارے استعمال کے لیے ہیں، لیکن اگر ہم ان کی بخوبی حفاظت نہیں کرتے، ہم ان سے محروم ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنی زمین کی حفاظت اور اپنی صلاحیتیں نکھارنے کے لیے سخت محنت کرتے ہیں، تو پھر ہم زندگی بھر ان چیزوں سے حاصل ہونے والی خوشی سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

۵- ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ زندگی کے بہت زیادہ اور دلچسپ پہلو موجود ہیں، اور ان میں اس قدر طاقت اور عزم موجود ہے کہ وہ خود میں موجود صلاحیتوں اور استعدادوں کو دریافت کر سکتے ہیں۔

★ رات کے کھانے کے موقع پر گفتگو

آپ، رات کے کھانے کے موقع پر، جب سب لوگ میز کے اردگرد موجود ہوں، یہ کہہ کر ایک دلچسپ گفتگو کا آغاز کر سکتے ہیں۔

آیئے ہم سب ایک لمحے کے لیے اس دلچسپ ترین چیز کے متعلق غور کرتے ہیں جو ہم نے آج دیکھی ہے، اس کے متعلق سنا ہے، یا ہمارے ساتھ پیش آئی۔ جب آپ کسی چیز کے متعلق سوچ لیں تو اپنا چاقو اپنے سامنے

موجود رکابی میں رکھ دیں۔ جب سب لوگ کوئی ایک بات سوچ لیں گے تو پھر ہم سب کی بات سنیں گے۔

یہ گفتگو، ایک شاندار یومیہ روایت کی حیثیت اختیار کر سکتی ہے۔ جب اس قسم کی گفتگو کا آغاز ہوگا اور اس کا سلسلہ مزید آگے چلے گا تو پھر آپ کو یہ موقع میسر ہوگا کہ آپ یہ جائزہ لیں کہ آپ کے بچے کن اُمور میں دلچسپی لیتے ہیں اور وہ زندگی کے کس میدان میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکتے ہیں، نیز، آپ ان کی صلاحیتوں اور دلچسپیوں میں نکھار پیدا کرنے اور ان میں اضافہ کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں اور ان کی راہنمائی کر سکتے ہیں۔

★ نئے تجربات

مندرجہ بالا طریقے کے حوالے سے، آپ ایسے ذرائع تلاش کریں جن کے ذریعے آپ کے بچے نئے نئے تجربات کر سکیں تاکہ انہیں اندازہ ہو سکے کہ یہ نئی چیزیں ان کے لیے مفید ہیں، یا ان میں ان کی دلچسپی کا کوئی سامان موجود ہے۔ انہیں یہ بتائیے اور راہنمائی مہیا کیجیے کہ نئے تجربات کے ذریعے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم ان میں کس قدر مہارت رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں آپ انہیں کہیں کہ وہ اپنے سکول کے کسی منصوبے میں حصہ لیں، اپنے سکول میں منعقد ہونے والے ڈرامے میں حصہ لیں، وغیرہ وغیرہ۔

★ بستر پر جلد چلے جائیں اور سونے سے قبل مطالعہ کریں

بچوں کے علاوہ والدین بھی عام طور پر رات کے کھانے کے بعد اور سونے سے پہلے کے درمیان قیمتی وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح بچے اور والدین ٹیلی ویژن بہت زیادہ دیکھتے ہیں جب کہ بہت کم تعمیری اور مثبت گفتگو میں، تجربات یا علم و آگہی جیسی سرگرمیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ اس وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ سونے کے نئے اوقات مقرر کیے جائیں اور پھر بچے سونے کے لیے معمول سے ایک گھنٹہ پہلے بستر پر چلے جائیں۔ اگر آپ اپنے بچوں کو ان کی دلچسپی کی کتب فراہم کر سکیں جو ان کی توجہ اپنی طرف کھینچ سکیں اور ان کے بصری تخیل کو وسعت دے سکیں تو سونے سے قبل یہ ایک گھنٹہ ان کے لیے بروقت اور قیمتی ثابت ہوتا ہے۔ اس عمل کو انجام دینے کا سب سے براہِ راست اور مؤثر طریقہ یہ ہے کہ سونے کے لیے وقت ایک گھنٹہ جلد متعین کر دیا جائے اور بچوں کو یہ بتایا جائے کہ یہ ان کی اپنی مرضی ہے کہ وہ فوراً ہی سو جائیں یا اس ایک گھنٹے میں مطالعہ کریں۔ جو لوگ مطالعے کے عادی نہیں ہیں، وہ بھی اس طریقے سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ یہ طریقہ صرف اس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب ہر بچے کے لیے وہ مطالعاتی مواد مہیا کیا جائے جو واقعی ان کے لیے دلچسپ اور مفید ہو۔ اگر آپ بچوں کو کہیں کہ وہ کتب خانے سے اپنے لیے مفید کتب خود تلاش کریں تو آپ کو اضافی فائدہ یہ ہوگا کہ آپ ان کی دلچسپیوں اور پسند و ناپسند سے واقف ہو جائیں گے۔

خاندانی اہم نکات

۱- چار نکاتی جائزہ

ہمیں بہت سے ایسے ناگزیر اور لازمی طریقے اور تراکیب حاصل ہو چکی ہیں جو اس قدر مفید اور دلچسپ ہیں کہ ہم انہیں اس مخصوص مہینے کے علاوہ بھی استعمال کرتے ہیں جس مہینے میں ہم اپنی صلاحیتوں کے بارے میں اپنی ذمہ داری پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ ''سونے کے لیے جلدی بستر پر جانے اور مطالعہ کرنے'' پر مبنی حکمت عملی اسی طرح ہمارے لیے خوشگوار ثابت ہوئی ہے جس طرح ''رات کے کھانے پر دلچسپ گفتگو'' ہمارے لیے مفید و موثر ثابت ہوئی۔

ان کے علاوہ، دو یا تین ایسی بنیادی مشقیں اور طریقے موجود ہیں جو ہم آپ کے لیے اس مقصد کی خاطر پیش کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کی راہنمائی کی جائے کہ آپ اپنے بچوں میں موجودہ صلاحیتوں کے بارے میں ذمہ داری کا احساس ان کے اندر پیدا کر سکیں، یہ وہ بنیادی طریقے ہیں جن پر آپ، اپنے وقت اور توانائی کو بہت زیادہ مختص کیے بغیر، باقاعدگی کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں۔

لنڈا اور میں، ہر ماہ ایک خاص تاریخ کو ایک پُرسکون ریستوران میں بیٹھ کر فکر انگیز گفتگو کرتے ہیں۔ پھر ہم اپنے'' چار نکاتی جائزے'' کا اہتمام کرتے ہیں۔ جب ہم گھر واپس لوٹتے ہیں تو ہمارے پاس اپنے ہر بچے کے لیے ہمیشہ زیادہ سے زیادہ بصیرت اور زیادہ سے زیادہ تخلیقی اور مخصوص تجاویز و نظریات موجود ہوتے ہیں تاکہ زندگی کے ہر پہلو کے لحاظ سے انہیں مدد اور راہنمائی فراہم کی جا سکے۔

۲- خاندانی درخت

ہم نے اپنے گھر کی ایک دیوار پر ایک'' خاندانی درخت'' کی تصویر بنا رکھی ہے جس کے ساتھ بچوں کے دادا، پڑدادا، نانا، پڑنانا اور ان کے دادا، نانا کی تصویریں ہیں۔ مختلف رسالوں سے ہم نے ان میں سے بہت سے افراد کے متعلق مختصر قصے کہانیاں بھی حاصل کر رکھی ہیں جو لطف آمیز بھی ہیں، اور ان کے ذریعے ان کی شخصیات اور صلاحیتوں کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے ان آباء و اجداد میں موجود ان صلاحیتوں کا مشاہدہ کیا ہے جو ہمارے بچوں میں موجود بعض صلاحیتوں کے مشابہ ہیں۔ اس تعلق کا مشاہدہ کرنے کے بعد ہمارے بچوں میں اپنی صلاحیتوں کی اہمیت و افادیت اور ان میں نکھار پیدا کرنے اور انہیں مزید بہتر بنانے کے ضمن میں مزید حوصلہ اور جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۳-تختۂ ماہرین

کھیل کود کے لیے مخصوص اپنے کمرے کی دیوار پر ہم نے ایک ''تختۂ ماہرین'' آویزاں کر رکھا ہے جس پر تیس یا چالیس چھوٹے چھوٹے مربع خانے بنے ہوئے ہیں، اور ہر خانے میں ہر بچے کے لیے ایک مخصوص صلاحیت کا نام لکھا ہوا ہے۔ مثلاً ''سائیدی بہت اچھا گاتی ہے۔''، ''تالیج قلابازی لگانے میں ماہر ہے'' جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے جاتے ہیں اور ان میں نئی صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں تو اس تختے پر تازہ معلومات اور تفاصیل درج کر دی جاتی ہیں۔

۴-مختصر علامات

اسی طرح کا ایک اور طریقہ، اتفاقاً ہمیں سوجھ گیا۔ چھ سالہ جوش، جو تعریف وستائش کو اسفنج کے مانند جذب کر لیتا ہے، اس وقت بہت زیادہ پرجوش ہو رہا تھا جب میں اسے اس کی ایک صلاحیت ومہارت کے متعلق بتا رہا تھا۔ وہ کہنے لگا: ''ابا جان، آپ میری ان صلاحیتوں کو تحریر کر لیجیے!''

''جوش، میں انہیں کہاں تحریر کروں؟''

اس نے ادھر اُدھر دیکھا، مسکرایا اور کہنے لگا: ''میرے ہاتھ پر تحریر کر دیجیے''

اس کی خواہش تھی کہ اگلے ہفتے یہی طریقہ دہرایا جائے۔ اب کی بار ہم نے اس طریقے کو سادہ بناتے ہوئے انگلی کی پور پر ایک مختصر نشان یا علامت بنا دی۔ اگلے ہفتے، ہر بچہ، یہی طریقہ اپنانا چاہتا تا، اور یہ طریقہ، ایک ہفتہ واری روایت کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ اب میں روشنائی سے لکھنے والا قلم استعمال کرتا ہوں، کیونکہ روشنائی آسانی سے مٹ جاتی ہے، اور میں ابھی تک حیرت میں مبتلا ہوں کہ کس طرح ان بچوں کی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے یہ چھوٹی چھوٹی علامت اور نشان، بچوں کو خوشی مہیا کرتے ہیں، انہیں زیادہ تحفظ محسوس ہوتا ہے اور ان میں اپنی صلاحیتوں کے استعمال اور ان میں مزید نکھار پیدا کرنے کے ضمن میں ذمہ داری کا احساس اُبھرتا ہے۔

۵-خاندانی باغ

اور اب ایک آخری طریقہ جو بہت عام اور واضح ہے لیکن بہت زیادہ موثر ہے، اور اسے ''خاندانی باغ'' کہتے ہیں۔ ہم ہر بچے کو ایک الگ فصل اُگانے کی ذمہ داری سونپ دیتے ہیں۔ اگر وہ اس فصل کی دیکھ بھال کرتے ہیں تو پھر انہیں نتائج، یعنی فصل حاصل ہوتی ہے۔ اگر وہ اس فصل کی دیکھ بھال نہیں کرتے انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ فصل کاٹنے کا اُصول، ان کے لیے بہت واضح اور عملی ہے۔ ہم اس سبق کو زندگی کے تمام تحائف پر لاگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر بچے ان تحائف کی حفاظت کرتے ہیں تو ان میں نکھار اور خوبصورتی پیدا ہوتی ہے ورنہ یہ تحائف ضائع ہو جاتے ہیں۔

6

احساسِ ذمہ داری برائے پُرامن رویے

’’انسانیت کو سب سے بڑی مشکل یہ درپیش ہے کہ دنیا میں امن کیسے قائم ہو، اور ایک فرد کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کے اندر طمانیت، خوشی اور سکون کیسے پیدا ہو۔‘‘

تعریف ومثال

جاپانی معاشرے کے متعلق جو چیز سب سے قابل تعریف ہے، وہ یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے اندر امن اور ہم آہنگی پر بہت زور دیتے ہیں۔ بچوں کو یہ سکھایا اور پڑھایا جاتا ہے کہ اس امن وسکون اور ہم آہنگی کو کسی صورت نقصان نہیں پہنچنا چاہیے، اور اگر کوئی شہری اس امن وسکون اور ہم آہنگی کے بگاڑ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کا یہ فعل، سب سے بڑا جرم تصور کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں والدین پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی مثال اور رویے کے ذریعے اپنے بچوں میں طمانیت اور پُرامن رویے پر مبنی صلاحیت واستعداد پیدا کریں اور انہیں یہ بھی بتائیں اور سکھائیں کہ جس طرح وہ اپنے افعال کے بارے میں ذمہ دار ہیں، اسی طرح، ان کے جذبات ان سے اسی احساس ذمہ داری کا تقاضا کرتے ہیں۔

جیمز کو سکول سے گھر آنے میں ایک گھنٹے کی تاخیر ہوگئی تھی۔ اس کی عمر صرف چھ سال تھی، اور اس کی سوجی آنکھوں نے اس کی ماں کو بتادیا تھا کسی ناخوشگوار واقعے کے باعث وہ گھر دیر سے پہنچا تھا۔ گھر واپس آتے ہی جیمز اپنی والدہ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعہ تفصیل سے بیان کرنے لگا۔ ''جب میں سکول سے گھر واپس آنے کے لیے روانہ ہوا تو ٹومی بھی میرے ساتھ ہولیا اور کہنے لگا کہ وہ بھی اس راستے ہی سے اپنے گھر واپس جاتا ہے۔ جب چلتے چلتے وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا تو میں نے گھر کی طرف چلنا شروع کیا، لیکن میں اپنے گھر کا راستہ بھول گیا۔ میں دوبارہ ٹومی کے گھر کی طرف جانے لگا تو اس کا گھر بھی مجھے نہیں ملا، کیونکہ تمام گھر ایک جیسے تھے، لہٰذا میں نے رونا شروع کردیا۔ وہاں میری مدد کرنے کو کوئی بھی موجود نہ تھا۔ پھر مجھے آپ کی بات یاد آئی جو آپ نے طمانیت اور سکون کے متعلق بتائی تھی۔ میں ایک جگہ بیٹھ گیا اور خاموشی کے ساتھ سوچنے لگا۔ ایک لمحے بعد، میری حالت کچھ بہتر ہوگئی اور اب میں زیادہ اچھی طرح سوچ سکتا تھا۔ پھر مجھے، سڑک کے آخر پر ٹومی کا گھر نظر آیا، اور پھر مجھے یاد آگیا کہ ہمارے گھر کی سڑک، دوسری طرف ہے۔''

بچوں کی طرف سے اطمینان اور سکون کی فضا پیدا کرنے کے لیے رویوں کے اظہار کے ضمن میں ذمہ داری کا احساس صرف اس وقت ہی پیدا ہو سکتا ہے جب والدین اپنے بچوں کی تربیت کو اپنا سب سے بڑا اور اہم فرض سمجھتے ہیں، نیز بڑے ہوتے ہوئے بچوں کو اپنے جذبات کے تابع اور ہماری دیکھ بھال اور نگہداشت سے بے پروا کرنے کے لیے یہ والدین کے لیے عظیم موقع ہے۔

جب ہم اس عظیم جذبے اور امنگ کو اپنی زندگیوں میں لاگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کئی ایک پہلوؤں کے لحاظ سے اس ذمہ داری کی تکمیل کے ذریعے ہم ذمہ داریوں کی دیگر تمام اقسام کے بارے میں اپنے بچوں کو بتا سکتے ہیں اور انہیں تربیت فراہم کر سکتے ہیں۔ جب بچے اندرونی طور پر پُرسکون اور مطمئن ہوتے ہیں تو پھر انہیں ان کی ذمہ داری سے زیادہ بہتر طور پر آگاہ کیا جا سکتا ہے۔

بے شمار افراد اپنی طرف سے مطمئن اور پُرسکون رویہ اپنانے کے ضمن میں سیکھنے اور تربیت حاصل کرنے کی خاطر بہت سا وقت اور رقم صرف کرتے ہیں۔ لیکن اگر چھوٹے بچوں کو مندرجہ ذیل طریقوں و تراکیب کے ذریعے مناسب طور پر سکھایا جائے اور تربیت مہیا کی جائے تو نہ صرف وہ پُرامن اور طمانیت آمیز رویہ اپنا سکتے ہیں بلکہ اس بارے میں خود میں احساسِ ذمہ داری بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

طریقے و تراکیب

۱-- بچوں کو پُرامن اور طمانیت آمیز رویے کی پہچان کرانے کے لیے مختلف لائحۂ ہائے عمل

★ **حقیقت محسوس کیجیے**

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ اندرونی کیفیات اسی طرح حقیقی ہیں جس طرح بیرونی اشیاء حقیقی ہیں۔

سب بچوں کو پاپ کارن بنانے والی مشین کے گرد اکٹھا کر لیجیے۔ اس ضمن میں کوئی بھی مشین کام دے سکتی ہے، لیکن گرم ہوا کے ذریعے پاپ کارن تیار کرنے والی مشین، خاص طور پر، بہت مفید اور کارآمد ہے کیونکہ اسے کام کرتے ہوئے آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔

اب لفافہ بھر پاپ کارن تیار کیجیے۔ اس عمل کے دوران ان حسیات پر اپنی توجہ مرکوز کریں جو آپ استعمال کر رہے ہیں۔ وہ جگہ دیکھنے جہاں مکئی کے دانے بھنے جا رہے ہیں، انہیں بھوننے کے باعث پیدا

ہونے والی آواز پر غور کیجیے، ان کی خوشبو محسوس کیجیے، بھنے ہوئے گرم مکئی کے دانوں کو چھوئیے، پہلے نمک کے بغیر ان کا ذائقہ چکھئے، پھر ان میں نمک اور مکھن شامل کرکے ان کا ذائقہ چکھئے۔

جب تمام بچے کچھ پاپ کارن تیار کرلیں تو پھر انہیں کسی نئی جگہ لے جا کر اپنے اردگرد دائرے کی شکل میں بٹھا لیجیے اور ہر بچے سے ان حسیات کے متعلق سوال کیجیے جو انہوں نے استعمال کیں۔ ان سے پوچھئے: ''آپ نے کیا دیکھا؟'' ''آپ نے کیا سونگھا، چکھا، چھوا اور سنا؟'' انہیں بتائیے کہ یہ سب ان کی حسیات ہیں۔

★ آپ مزید کیا محسوس کرتے؟

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ کیسے خود کو مطمئن اور پُرسکون محسوس کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس ایک کتا یا پالتو کتا ہے تو پھر آپ اسے تجربے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کے لیے یہ ممکن نہ ہو تو پھر کوئی بہت نرم اور گرم اون (بالوں) والا جانور استعمال کیجیے۔

ایک یا زائد بچوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیجئے۔ پھر انہیں کہیں کہ وہ اس نرم جانور یا کتے کو ہاتھ لگائیں۔ ان سے پوچھیں کہ یہ انہیں کیسا محسوس ہوتا ہے (گرم، نرم، بہترین)۔ پھر بچوں سے کہیں کہ وہ برف کے ایک ٹکڑے کو ہاتھ لگائیں۔ ان سے پوچھیں کہ یہ انہیں کیسا محسوس ہوتا ہے (ٹھنڈا، سخت)۔ پھر انہیں ریگ مار جیسی کوئی سخت اور کھردری چیز محسوس کرنے کے لیے دیجئے۔ پھر بچوں کی آنکھوں سے پٹیاں اُتار لیں اور ان سے اس فرق کے متعلق پوچھیں جو انہوں نے مختلف اشیاء کے چھونے کے ذریعے محسوس کیا۔

بچوں سے پوچھئے کہ وہ اس وقت کیسا محسوس کرتے ہیں جب ان کی والدہ یا والد، انہیں نہایت گرم جوشی اور خوشی کے ساتھ گلے لگاتے ہیں۔ انہیں بتائیے کہ جب ہم ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرتے ہیں یا درست طرز عمل اپناتے ہیں تو پھر ہم بھی اس قسم کے احساسات، طمانیت، گرم جوشی، سے دوچار ہوتے ہیں۔ ہم خود کو پُرامن اور خوش محسوس کرتے ہیں۔

★ پُرامن رویہ اختیار کرنے کے ضمن میں تین مددگار چیزیں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو اس تعلق کے متعلق بتایا جائے جو درست رویہ اختیار کرنے اور سکون و طمانیت محسوس کرنے کے درمیان موجود ہوتا ہے۔

ایک ایسا تختہ لے لیجیے جس پر چاک سے لکھا جا سکے یا پھر کاغذ کا ایک بڑا ٹکڑا استعمال کیجیے۔ پھر ہر بچے کو کاغذ کے چھوٹے تین تین ٹکڑے دے دیجئے۔ بچوں کو بتائیے کہ اب انہیں سکھایا جائے گا کہ تین اہم الفاظ کے کیا معنی ہیں۔

ایک بڑے کاغذ یا تختے پر عمومی طور پر ۱، ۲، ۳ لکھئے اور ''۱'' کے سامنے ''باخبر اور آگاہ'' تحریر کردیجئے۔

بچوں کو بتایئے کہ اس لفظ کا کیا مطلب ہے۔ ''باخبر اور آگاہ'' ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ اس چیز پر توجہ دیجئے۔ جو آپ سرانجام دے رہے ہیں اور اس کے متعلق محسوس کر رہے ہیں۔ اگر یہ بچے کسی دوسرے فرد کے باعث پریشان، خوفزدہ یا ناراض ہیں اور اگر وہ خود کو ان کیفیات سے دوچار ہونے سے روک سکتے ہیں، اور ان احساسات سے آگاہ اور باخبر ہو سکتے ہیں تو پھر وہ خود کو پُرسکون اور مطمئن کر سکتے ہیں۔ انہیں یاددہانی کرایئے کہ اندرونی طور پر پرسکون اور مطمئن ہونے کا عمل، کس قدر اچھا اور شاندار ہے۔ انہیں کہیے کہ ایک ایسے بچے کی تصویر بنائیں جو بیٹھا کچھ سوچ رہا ہے۔

ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دیں کہ ''باخبر اور آگاہ'' رہنے کا عمل، ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے وہ پُرامن اور طمانیت آمیز رویہ اپنا سکتے ہیں۔ پھر انہیں کہیے: ''باخبر اور آگاہ رہنے کے علاوہ وہ کس طرح سکون اور طمانیت محسوس کر سکتے ہیں؟'' پھر ''۲'' کے سامنے ''شراکت'' لکھیے۔ بچوں کو کہیے کہ اس لفظ کو دیکھیں اور اسے کئی لمحوں تک دہراتے رہیں۔ اس لفظ کے معنی انہیں بتایئے۔

لفظ ''شراکت'' کا مطلب واضح کرنے کے لیے چھوٹا سا ڈرامہ کیجیے۔ مثلاً دو بچے لے لیجیے جو ایک ہی کھلونا حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر چیختے چلاتے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔ پھر ان دونوں بچوں کو کہیے کہ وہ ایک ہی کھلونے کے ساتھ کھیلیں۔ پھر ان سے پوچھیں کہ کب وہ مشتعل اور ناراض ہوتے ہیں؟ کب وہ خود کو خوش اور پرسکون محسوس کرتے ہیں؟

اب ان سے پوچھئے: ''ہمیں کیسے محسوس ہوا کہ ہم پُرسکون اور خوش ہیں؟'' (جب ہم دونوں نے ایک کھلونے سے کھیلنے کا فیصلہ کرلیا۔)

اب آپ بچوں کو بتایئے کہ خود کو پُرسکون اور مطمئن محسوس کرنے کے لیے ہم دو یقینی طریقوں سے واقف ہیں۔ کیا آپ انہیں پڑھ سکتے ہیں: ''باخبر اور آگاہ'' اور ''شراکت''۔

بچوں کو کہیے کہ وہ دو ایسے بچوں کی تصویر بنائیں جو مل جل کر ایک ہی کھلونے سے کھیل رہے ہیں۔ پھر انہیں کہیے: ''سکون اور اطمینان'' کے احساس کے لیے ایک تیسرا یقینی طریقہ بھی موجود ہے۔ پھر ''۳'' کے سامنے ''مدد'' لکھ دیجئے۔

اب بچوں کو بتایئے کہ جب کسی شخص کو مدد چاہیے تو پھر دو کام کر سکتے ہیں۔ ایک کام یہ ہے کہ ''اس کا خیال رکھیں اور اس کی مدد کریں اور دوسرا کام یہ ہے کہ ہم اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیں۔''

کاغذ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر دو نشان بنایئے۔ ایک سے مراد ''مدد'' ہے اور دوسرے نشان سے مراد ''مدد ہے جس پر ایک لکیر لگائی گئی ہے۔'' ان دونوں نشانوں کو دو بچوں کے ساتھ منسلک کر دیجئے۔ پھر

ایک ڈرامے کے ذریعے اس قسم کے دو حالات دکھایئے جہاں ایک بچے کو مدد درکار ہے (وہ اپنا کوٹ خود نہیں اُتار سکتا، اس کی کتاب گم ہوگئی ہے، وہ کسی چیز پر واپس ڈھکنا نہیں رکھ سکتا۔) جس بچے کے ساتھ وہ نشان نتھی ہے جس پر ''مدد'' پر لکیر لگی ہوئی ہے، اس ضرورت مند بچے کے پاس سے گزر جاتا ہے لیکن جس بچے کے ساتھ ''مدد'' کا نشان نتھی ہے وہ اس بچے کی مدد کرتا ہے۔ پھر بچوں سے پوچھیے: ''کس چیز نے آپ کو مسکراتے اور خود کو پُرسکون کرنے پر مجبور کر دیا؟'' (ضرورت مند کی مدد)۔ ''مدد'' کا کیا مطلب ہے؟ (ضرورت کے وقت آپ کسی کے کام آئیں۔) بچوں سے کہیں کہ ایک ایسے بچے کی تصویر بنائیں جو کسی دوسرے بچے کی مدد کر رہا ہو۔

اس حقیقت کا جائزہ لیں کہ احساسات حقیقی ہوتے ہیں اور بچوں کو سکون اور طمانیت آمیز احساسات اپنانے چاہئیں۔ آپ پھر دوبارہ ان تین اہم الفاظ کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں اور بچوں سے کہیں کہ وہ انہیں اس وقت تک دہراتے رہیں جب تک وہ انہیں ازبر نہ ہو جائیں۔ پھر بچوں سے پوچھیں: ''ہم اپنے اندر طمانیت بخش اور سکون آمیز احساس کس طرح پیدا کر سکتے ہیں؟''

ان تین اہم الفاظ ''باخبر و آگاہ''، ''شراکت'' اور ''مدد'' کی اہمیت و افادیت پر دوبارہ زور دیں اور بچوں کو بتائیں کہ یہ تینوں الفاظ بہت ہی مفید اور کارآمد ہیں۔

ان تینوں الفاظ پر مشتمل ایک نشان، کمرے کی ایک دیوار پر لٹکا دیجیے اور ان کے متعلق بچوں کو اکثر بتاتے رہیے: ''کیا آپ کو یہ تینوں الفاظ یاد ہیں؟ جب ہم عملی طور پر یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں تو کیسا محسوس ہوتا ہے؟ (ہم خود کو پُرسکون اور مطمئن محسوس کرتے ہیں۔)

۲-خود کو مطمئن اور پُرسکون محسوس کرنے کے لیے خود کو تیار کیجیے

اس کا مقصد ہے کہ والدین کی حیثیت سے آپ خود بھی اس قسم کے سکون آمیز اور طمانیت بخش احساسات کا اظہار کریں کہ بچے بھی نہایت مؤثر طور پر آپ کا اثر قبول کریں۔

عام طور پر بچے، ہمارے جذبات اور محسوسات کی بالکل صحیح ترجمانی کرتے ہیں۔ جب ہم کسی وجہ سے پریشان یا بے چین اور کسی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں تو پھر توقع کے عین مطابق ہمارے بچے بھی ہمارا اثر قبول کریں گے اور ضدی یا پریشان کن ہو جائیں گے۔ دوسرے الفاظ میں اگر ہم ان کے لیے خود مثال نہیں بنیں گے تو پھر ہم انہیں یہ نہیں کہہ سکتے اور سکھا سکتے کہ وہ اپنے افعال کے بارے میں ذمہ داری کا مظاہرہ کریں۔

عام طور پر ہم والدین، دو عام قسم کی غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم اپنی پیشہ وارانہ پریشانیوں کا اپنے گھر میں بھی اظہار کر دیتے ہیں اور بچے بھی ان سے متاثر ہوتے ہیں، دوسرے یہ کہ جب

ایک بچہ غلط رویہ اور طرزِ عمل اختیار کرتا ہے تو ہم بھی کسی بہتر ردِعمل کا اظہار نہیں کرتے جس کے باعث ہم بچے کی نسبت اپنی طرف سے بُری مثال قائم کرتے ہیں۔

ان دونوں غلطیوں کی اصلاح اس وقت ممکن ہے جب ہم خود کو مطمئن اور پُرسکون رکھنے کے لیے خود کو تیار کرلیں۔ یہ عمل بہت ہی سادہ ہے۔ آپ کو چاہیے کہ روزانہ ایک خاص وقت مقرر کریں اور خود کو یہ باور کرائیں کہ آپ کے خاندان میں جس قسم کی بھی صورت حال پیدا ہوگی، آپ نے ہر حال میں خود کو پُرسکون اور مطمئن رکھنا ہے۔ اس مقصد کے لیے اکثر والدین کے لیے صبح سویرے کا وقت بہت ہی مناسب ہوتا ہے جب ابھی دن بھر کی مصروفیات شروع نہیں ہوتیں۔ دن بھر کے کاموں میں مشغول ہونے سے پہلے اپنے لیے صرف پانچ منٹ مخصوص کیجیے اور کسی بھی جگہ اکیلے میں بیٹھ کر غور کریں۔ آج کے دن کے متوقع معمولات پر نظر ڈالیے۔ ان پریشانیوں کے متعلق سوچیے جو آپ کو آج پیش آسکتی ہیں، مثلاً دودھ ضائع ہوسکتا ہے، دو بچے، آپ کی توجہ بیک وقت اپنی طرف مبذول کرنے کے لیے مجبور کرسکتے ہیں، دو بچے ایک کھلونے کے حصول کے دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا ختم کرسکتے ہیں..... آہستہ آہستہ آپ کو ان حالات کا اندازہ ہوجائے گا اور آپ کو چاہیے کہ ایسے واقعات رونما ہونے پر پریشان مت ہوں اور پُرسکون رہیے۔ کسی بھی غیر متوقع اور پریشان کن صورت حال کے متعلق پہلے ہی سے فیصلہ کرلیجیے کہ آپ نے کس طرح اس صورت حال کو طے کرنا ہے۔ ہم عام طور پر کسی بھی صورت حال کے متعلق پیشگی فیصلہ نہیں کرتے بلکہ عملی طور پر صورت حال پیش آنے پر ہم صورت حال سے نپٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ غیر متوقع اور پریشان کن حالات میں ہمارا رویہ طمانیت اور سکون سے خالی نہ ہو تو ہمیں پیشگی فیصلہ کرلینا چاہیے کہ اس قسم کے حالات سے پہلے ہم کس قسم کا رویہ اپنائیں گے۔

خاندانی اہم نکات

بچوں کی طرف سے سکون اور طمانیت آمیز رویہ اپنانے کے لیے انہیں ان کی ذمہ داری سے آگاہ کرنے کے ضمن میں جہاں بے شمار مناسب اور شاندار طریقے و تراکیب موجود ہیں، تو پھر ہم والدین کو بھی اپنے طرزِ عمل اور رویے کو بہتر اور مثبت رکھنے کے لیے مندرجہ ذیل تین اہم تراکیب استعمال کرنا چاہئیں:

۱۔علی الصباح کے وقت

یہ حقیقت تو ہر قسم کے شبہ سے بالاتر ہے کہ جس طرح ہمارے دن کا آغاز ہوتا ہے اس کے اثرات دن

پھر ہمارے مزاج اور احساسات پر مرتب ہوتے ہیں۔ اگر ہم اپنے گھرانے ہی کی مثال لیں تو پھر ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم اپنے دن کا آغاز نہایت خاموشی، سکون، طمانیت اور خوشگوار احساسات کے ساتھ کر سکیں، تو بقیہ تمام دن میں رونما ہونے والے حالات کے ضمن میں کوشش اور جدوجہد کے حوالے سے ہم نصف جنگ تو پہلے ہی جیت چکے ہوتے ہیں۔ ہمارے بڑے بچے ناشتا کرنے سے قبل اپنے اپنے اسباق یاد کرتے ہیں۔ ہمارے گھرانے کا طریقۂ کار اور روایت ہے کہ صبح بیدار ہونے پر گھر کا ہر فرد نہایت نرم لہجے میں دوسرے سے بات کرتا ہے اور اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جب کوئی فرد بلند آواز یا تلخی کے ساتھ بولتا ہے تو ہم اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے یہ اشارہ کر دیتے ہیں کہ یہ وقت خاموشی، سکون اور طمانیت کا ہے۔ جب ناشتے کا وقت آجاتا ہے تو ہم اپنے بچوں کو بتاتے ہیں کہ ہم نے علی الصباح تمام وقت خاموشی، طمانیت اور سکون آمیز رویے کو اپنایا ہے، اور ہمیں اُمید ہے کہ وہ بھی بقایا تمام دن، اسی طرح پُرسکون اور طمانیت آمیز رویہ اپنائیں گے۔

۲-رات کے کھانے کے وقت

ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ رات کے کھانے کا وقت بھی خاموشی اور سکوت کا وقت ہے۔ یہ ایک ایسا بہترین وقت ہے جب بچے بہت شوق کے ساتھ سکول کے لیے تیاری کرتے ہیں، یا پھر اس رات کسی کھیل کے متعلق نہایت دلچسپی سے گفتگو کرتے ہیں، یا جو کچھ بھی کریں، انہیں اپنے شوق اور جذبے کا اظہار نہایت پُرسکون اور طمانیت بخش انداز میں کرنا چاہیے۔

ہمارے گھر میں ایک بہت بڑی پیتل کی گھنٹی موجود ہے جسے ہم اپنے بچوں کو رات کے کھانے پر بلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہم نے رات کے کھانے کا ایسا وقت مقرر کیا ہے جب ہر فرد گھر میں موجود ہو، اور بچوں کو علم ہے کہ وہ گھنٹی بجنے کے ایک منٹ کے اندر اندر اپنی اپنی نشستوں پر موجود ہوں۔ سب بچوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس وقت دن بھر کے دوران اس دلچسپ واقعے کے متعلق ایک لمحے کے لیے سوچیں جو انہوں نے دیکھا، سنا یا ان کے ساتھ پیش آیا۔ یہ تمام گفتگو، نہایت سکون اور طمانیت کے ساتھ کی جاتی ہے اور اُصول یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ، اس فضا اور ماحول کو خراب کرتا ہے، اسے آئندہ اس قسم کا رویہ اپنانے سے منع کیا جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ یہی رویہ اپناتا ہے تو پھر اسے اس کے کمرے میں واپس بھیج دیا جاتا ہے اور پُرسکون اور طمانیت بخش رویہ اپنانے کے وعدے پر اسے واپس بلایا جاتا ہے۔

۳-روایات

ہمارے گھرانے میں بے شمار ایسی ہفتہ واری روایات اور سرگرمیاں منعقد ہوتی ہیں جن کے ذریعے ہم

میں سے ہر شخص اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی طور پر آگاہ ہو جاتا ہے اور ہمارے گھرانے میں مزید استحکام اور تقویت پیدا ہو جاتی ہے۔

ہم ہر ہفتے باہمی ملاقات کے دوران، اپنے اہداف و مقاصد کا تعین کرتے ہیں اور ان کے متعلق باہم گفتگو کرتے ہیں۔ اس ملاقات کے ذریعے، بچوں کے اہداف و مقاصد متعین ہونے کے سبب، وہ اپنے احساسات اور افعال کے متعلق زیادہ احساس ذمہ داری محسوس کرتے ہیں۔

- ★ ہم اپنے آباء و اجداد کے متعلق ایک دو کہانیاں پڑھتے ہیں۔
- ★ ہم سب افراد ایک ''خفیہ خدمت گزاری'' کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں جسے ہم آئندہ ہفتے انجام دیں گے۔ یہ ایک ایسی فہرست یا فعل ہے، یا کسی کے ساتھ ہمدردی یا مہربانی کا سلوک ہے جسے ہم کسی کو بغیر بتائے، انجام دے سکتے ہیں۔

ہمارے یہ تمام اقدامات، ہمارے گھرانے پر پُرسکون اثرات مرتب کرتے ہیں اور یہ اثرات افراد خانہ کے مابین ہم آہنگی کا باعث بنتے ہیں۔ مزید براں، بچوں کو اس قدر شاندار مواقع حاصل ہوتے ہیں کہ ان کے اندر یہ آگہی پیدا ہو جاتی ہے کہ سکون اور طمانیت آمیز احساسات، کس قدر خوشی اور مسرت کا باعث ہوتے ہیں۔

خلاصہ کہانی

اس کتاب میں جتنی اقسام کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے اہم ترین داستان کوری اور ڈین تھامپسن کی تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے گھر میں اخلاقیات کا رواج تھا، اور انہیں یہ احساس تھا کہ اگر ان کے بچے، اپنے افعال، اپنی صلاحیتوں اور اپنے رویوں کے بارے میں خود ہی احساس ذمہ داری پیدا کر لیتے تو ان کی زندگیاں پُرسکون اور خوشگوار ہوتیں۔

اس کتاب میں مذکور طریقے کے مطابق، انہوں نے ہر ماہ، ایک مخصوص ذمہ داری پر اپنی توجہ مذکور کی۔ اس دوران، وہ اپنے بچوں کے افعال کے بارے میں غور کرتے رہے تھے، اور انہوں نے اپنے بچوں کے رویوں میں قطعی تبدیلی محسوس کی۔ اس سے اگلے ماہ، انہوں نے بچوں میں موجود صلاحیتوں کی طرف اپنی توجہ مرکوز کی اور اسی طرح انہوں نے اپنے بچوں میں موجود صلاحیتوں اور انفرادیت کے بارے میں آگہی اور ان

کی اہمیت وافادیت کے احساس کے ضمن میں خاصی پیش رفت کا مشاہدہ کیا۔ اگلے ماہ، انہوں نے بچوں میں سکون اور طمانیت کے بارے احساس پیدا کرنے اور اس کے متعلق بچوں کو سکھانے اور تربیت مہیا کرنے کے حوالے سے بھرپور کوشش اور جدوجہد کی اور انہیں بہت شاندار نتائج حاصل ہوئے۔

اپنی ان کوششوں اور جدوجہد کے ضمن میں انہیں ہر ماہ ایک ایسا مسئلہ پیش آتا رہا، جو بہت واضح تھا۔ یہ مسئلہ اس لحاظ سے پریشان کن تھا کہ جب تک بچوں کو ان کی ذمہ داریوں کے متعلق احساس دلایا جاتا، انہیں ان ذمہ داریوں کے بارے میں یاد دہانی کرائی جاتی، وہ اپنی ذمہ داری کو بخوبی اور احسن انداز میں انجام دیتے اور جیسے ہی وہ اپنے بچوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے میں کوتاہی کرتے، تو بچوں میں بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کم ہوتے ہوئے بالکل ختم ہو جاتا، حتیٰ کہ بچے ان ذمہ داریوں کے مثبت اثرات بھی فراموش کر دیتے۔

اس ضمن میں ''خاندانی بنک'' نے ایک اہم کردار ادا کیا جس کے ذریعے بچے اپنی ذمہ داریوں اور کارکردگی میں تسلسل برقرار رکھنے لگے، لیکن اس دوران، کوری اور ڈین ایک ایسے ہی مؤثر اور کارآمد، علامت یا طریقے کی تلاش میں تھے جو بچوں میں احساسِ ذمہ داری کے حوالے سے مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کا باعث ہوتی۔

چونکہ کوری، اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات میں بھرپور طور پر مشغول تھا، اس لیے وہ بچوں کے معاملے میں ڈین کو مطلوبہ مدد مہیا کرنے سے قاصر تھا۔ لہٰذا، وہ صرف ہفتہ واری تعطیلات کے موقع پر ہی، جب وہ اپنے گھر میں موجود ہوتا، کوری کا ہاتھ بٹا سکتا تھا۔

چونکہ ہفتہ واری تعطیلات کے دوران، سب افرادِ خانہ گھر موجود ہوتے تھے اور بچوں کو بھی والدین کے ساتھ مل بیٹھنے کا موقع میسر ہوتا تھا، لہٰذا، بچوں کے والدین کے لیے یہ موقع غنیمت تھا، اور انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ ہر ہفتے اپنے مندرجہ ذیل دو مقاصد کی تکمیل کا اہتمام کریں گے۔

۱۔ خاندانی، باہمی ملاقات کے دوران، آئندہ ہفتے کے لیے انفرادی طور پر اہداف و مقاصد کا تعین کیا جائے گا، جس کے بعد والدسے اس موضوع پر گفتگو ہوگی جس میں اہداف و مقاصد اور صلاحیتوں کے بارے میں باہمی طور پر اظہارِ خیال ہوتا۔

۲۔ رات کے کھانے کے موقع پر خاندانی قوانین یا افرادِ خانہ کو پیش آنے والے فیصلوں کے متعلق باہمی خاندانی ملاقات اور گفتگو کا اہتمام ہوگا۔ اس ملاقات میں ہر فرد اپنے ساتھ پیش آنے والے اس واقعے اور موقع کا ذکر کر سکے گا جب اس نے خود میں طمانیت اور سکون کا احساس اور جذبہ محسوس کیا۔

بچوں کے والدین نے اپنے ''خاندانی بنک'' میں مزید دو خصوصیات شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے اصلی چیک بک بچوں کو دینے کا فیصلہ کیا تا کہ جب انہیں رقم نکلوانے کی ضرورت محسوس ہو، وہ والد/ والدہ کے نام چیک لکھ سکیں۔ اور پھر رقم جمع کرانے کے لیے انہیں اصلی رقم جمع کرنے کی پرچی بھی مہیا کر دی گئی تا کہ وہ اپنی زائد رقم بنک میں جمع کروا سکیں۔ انہوں نے دوسرا فیصلہ یہ کیا کہ انہوں نے بچوں کی جمع شدہ رقوم پر سالانہ 40 فیصد سود (منافع) دینے کا فیصلہ کیا تا کہ بچے اپنی زیادہ سے زیادہ رقم بچا سکیں۔

والدین کی طرف سے یہ اقدامات عملی طور پر انجام دینے کے اعتبار سے بہت آسان ثابت ہوئے لیکن اس لحاظ سے یہ اقدامات بہت ہی مفید اور کارآمد تھے کہ ان کے ذریعے بچوں کے افعال، صلاحیتوں، اور ان کی طرف سے پُرامن رویوں کے بارے میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے کے حوالے سے گفتگو اور غور و فکر کا ایک یقینی کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ ''خاندانی بنک'' کے حوالے سے مزید دو خصوصیات کے اضافے کے باعث نہ صرف بچوں میں اپنی رقم کے بارے میں ذمہ داری کے احساس میں مزید گہرائی پیدا ہوئی بلکہ ان میں یہ فہم اور آگہی بھی پیدا ہوگئی کہ انہیں اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو نظر انداز اور انہیں غلط استعمال کرنے کے بجائے، ان کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں نکھار بھی پیدا کرنا چاہیے۔

تیسرا حصہ

اپنی ذات کے بارے میں احساسِ ذمہ داری

ایک بڑی یونیورسٹی کے تحت منعقد کیے گئے ایک جائزے کے ذریعے ان عناصر کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی جو انسان کی اس صلاحیت پر مشتمل تھے جو ایک شخص کے لیے اس کے نظریے پر عمل کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے، اس طرح ہم میں بھی یہ تحریک اور اُمنگ پیدا ہوتی ہے کہ ہم بھی اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنائیں۔ اس جائزے کے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آئے۔

اپنے خیالات و نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اقدامات اور انہیں عملی صورت میں ڈھالنے کے امکانات:

۱- اپنے پسندیدہ نظریے کو سن لیجیے۔ 10 فیصد

۲- اس نظریے پر عمل کرنے کے ضمن میں شعوری طور پر فیصلہ کیجیے۔ 25 فیصد

۳- فیصلہ کیجیے کہ آپ نظریے کو کب عملی جامہ پہنائیں گے۔ 40 فیصد

۴- اس نظریے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے منصوبہ بندی کیجیے۔ 50 فیصد

۵- اس نظریے کو عملی جامہ پہنانے کے ضمن میں اپنے عزم و ارادے کا اظہار کسی دوسرے شخص کے سامنے کیجیے۔ 65 فیصد

٦- جس شخص کے سامنے آپ نے اپنے نظریے کو عملی جامہ پہنانے کا وعدہ کیا ہے، اس کے ساتھ اپنی آئندہ ملاقات میں اسے بتائیے کہ آپ اپنا یہ منصوبہ کب مکمل کر لیں گے۔ 95 فیصد

اس باب میں وہ طریقے و تراکیب بیان کی گئی ہیں جن کے ذریعے، انسان کے اندر موجود اُمنگ اور خود کو نظم و ضبط کے تحت لانے کی خواہش بیدار کی جا سکتی ہے۔

کیمیاگری

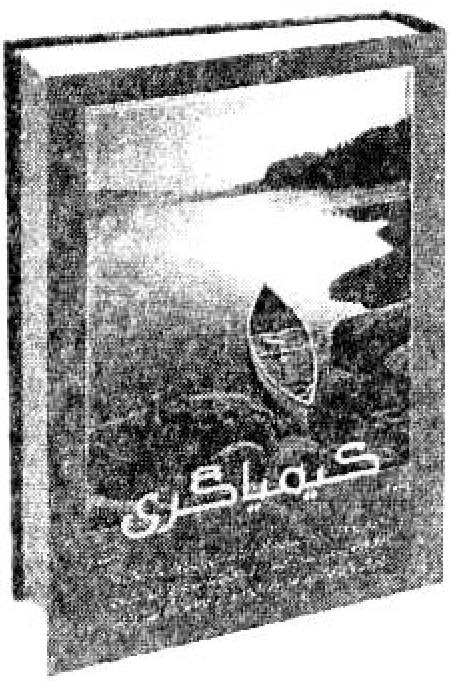

7

احساسِ ذمہ داری برائے انتخاب (فیصلے)

''اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صرف ہم ہی اپنے بچوں کے متعلق فیصلے کرلیں، تو یہ ممکن نہیں ہے۔ ان کے مستقبل کے تناظر میں جو کچھ بھی ہم کر سکتے ہیں، اور یہ ہماری طرف سے نہایت ہی اچھا قدم ہے کہ ہم انہیں سکھائیں اور بتائیں کہ وہ اپنے طور پر کس طرح فیصلے کر سکتے ہیں۔''

تعریف ومثال

ہماری زندگی کا مضحکہ خیز پہلو اور ستم ظریفی یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ ہم اس قدر سمجھدار اور عقل مند ہو جائیں کہ ہم اپنے فیصلے خود کر سکیں، ہماری زندگی کے متعلق اہم ترین اور فیصلہ کن فیصلے ہم پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر اپنی نوجوانی کے دور میں ہم عام طور پر اپنی زندگی کے حوالے سے اپنے مستقبل کے متعلق فیصلے کرتے ہیں جن میں شادی، پڑھائی، پیشہ، جائے رہائش، جیسے معاملات شامل ہیں۔ ان کے علاوہ، ان معاملات سے بھی زیادہ اہم اُمور مثلاً اقدار، اخلاقیات، طرزِ زندگی اور ترجیحات کے بارے میں فیصلے بھی ہمارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔

جب بچے اپنی دس یا گیارہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں اور بعض دفعہ اس سے پہلے ہی، اپنی زندگی میں بعد میں کیے جانے والے فیصلوں کے ذمہ دار عناصر عیاں ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں بچے اپنے دوستوں کی حیثیت سے منتخب کرتے ہیں، بچے جس قسم کی سرگرمیاں اپنا چاہتے ہیں، جس قسم کی دلچسپیاں اور مصروفیت بچے اختیار کرنا چاہتے ہیں، وہ لوگ جن کے نقش قدم پر بچے چلنا چاہتے ہیں، ایک قائد یا پیروکار کی حیثیت سے انہوں نے اپنے لیے کیسا مقام پسند کیا ہے، اس قسم کے اور دیگر بہت سے فیصلے عملی شکل میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ ان سے بھی بڑے فیصلے عملی طور پر ان کے سامنے آنے لگتے ہیں۔

جو بچے اپنی موجودہ اور بعد کی زندگی میں کیے جانے والے فیصلوں کے درمیان تعلق کو سمجھ سکتے ہیں، اور جو بچے اپنے کیے گئے فیصلوں کے متعلق احساسِ ذمہ داری خود میں پیدا کرنے لگتے ہیں، ان کے متعلق یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ مستقبل میں ایسے ذمہ دارانہ اور بہترین نتائج کے حامل فیصلے کر سکیں گے جو ان کی خوشگوار اور پُرسکون زندگی کی بنیاد ثابت ہوں گے، اور یہی وہ مقصد ہے جس کے حصول کے لیے متعدد تصورات اور طریقے اس باب میں بیان کیے گئے ہیں۔

ماریو، ایک زندہ دل اور خوش باش بچہ تھا۔ اس وقت اس کی عمر دس سال تھی اور شروع ہی سے لوگ اس کے متعلق یہی کہتے تھے۔ وہ پُرکشش شخصیت کا مالک تھا جو ہمیشہ اس کے لیے مناسب معلوم ہوتی تھی۔ چھوٹے بڑے، سب اسے پسند کرتے تھے۔ وہ ہر قسم کی تعلیمی و غیر تعلیمی سرگرمیوں میں ہمیشہ آگے رہتا تھا۔ وہ ایک سنجیدہ ذہن کا لڑکا تھا جسے

عمومی طور پر اپنے والدین اور دیگر افراد پر اعتماد اور بھروسا تھا۔

ماریو ہر قسم کے افراد میں یکساں مقبول تھا لیکن جب والدین نے ماریو کی اس خصوصیت کا بغور تجزیہ کیا تو انہیں ایک ایسا منفی پہلو نظر آیا جو عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ تھا۔ انہیں یہ محسوس ہونا شروع ہو گیا کہ ہر قسم کے لوگ اسے اس لیے پسند کرتے ہیں کیونکہ وہ ہر قسم کے لوگوں میں گھل مل جاتا ہے۔ حال ہی میں کچھ لڑکوں نے ایک بلی کو سخت اذیت دی، پہلے اسے دم سے پکڑ کر جھلاتے رہے، پھر اسے پانی میں پھینک دیا، پھر اس کے کان کھینچے، پھر اس کی دم کے ساتھ پٹاخہ باندھ کر چلا دیا جس کے باعث وہ شدید زخمی ہو گئی۔ ماریو، جس کی حساس اور ہمدرد فطرت، لازمی طور پر اسے ان لڑکوں سے دور رکھنا چاہتی تھی، کسی نہ کسی طرح ان لڑکوں کے ساتھ شامل ہو گیا، شاید اس لیے کہ وہ ان لڑکوں میں اپنا مقام نہیں کھونا چاہتا تھا۔ اس نے انہی وجوہات کی بنا پر دیگر بہت سے فیصلے بھی کیے۔

بہر حال، اس کے والدین، مینوئل اور ماریہ کو محسوس ہو چکا تھا کہ کسی نہ کسی طرح انہیں ماریو کا یہ معمول تبدیل کرنا ہوگا۔ گہری سوچ بچار اور گفتگو کے بعد وہ ماریو کو ایک بہت ہی شاندار ریستوران میں کھانا کھلانے کے لیے لے گئے۔ اس موقع پر انہوں نے ماریو کے ساتھ گفتگو کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اس گفتگو کا موضوع ''فیصلے'' تھا۔

انہوں نے اس گفتگو کا آغاز ماریو کو یہ بتاتے ہوئے کیا کہ فیصلے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ فیصلوں کی ایک قسم اس لحاظ سے بہت آسان ہونا چاہیے کیونکہ ان کے ذریعے صحیح اور غلط میں فرق محسوس کیا جاتا ہے، اور ہمیں عام طور پر علم ہوتا ہے کہ کون سی چیز درست ہے۔ فیصلوں کی دوسری قسم مختلف قسم کے انتخاب اور متبادلات پر مشتمل ہے اور مختلف چیزیں مختلف لوگوں کے لیے صحیح ہوتی ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ماریو یہ فرق سمجھ گیا تھا۔ انہوں نے فیصلوں کی پہلی قسم کے متعلق مثالوں پر غور کیا۔ یعنی، کیا ہمیں چوری کرنا چاہیے؟ کیا ہمیں جھوٹ بولنا چاہیے؟ کیا ہمیں مہربان اور ہمدرد ہونا چاہیے؟ کیا ہمیں انسان یا جانوروں کو نقصان پہنچانا چاہیے؟ پھر انہوں نے فیصلوں کی دوسری قسم کے بارے میں بات چیت کی۔ سکول میں کن جماعتوں میں داخلہ لینا چاہیے؟ کس قسم کی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہیے؟ کس کے ساتھ شادی کرنا چاہیے؟ کون سا پیشہ اپنانا چاہیے؟ کہاں رہنا چاہیے؟

پھر ماریو کے والدین نے اس سے پوچھا کہ اس کے خیال میں ہر قسم کے فیصلے کرنے کے لیے کون سا وقت بہترین ہے۔ گفتگو کے بعد وہ سب ایک صحیح جواب پر پہنچ گئے۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پہلی قسم کے فیصلے ابھی یعنی پیشگی کرنا چاہئیں کیونکہ ہمیں پہلے ہی سے درست جوابات کا علم ہے اور ہمیں یہ انتظار نہیں کرنا چاہیے کہ ہم کسی مشکل صورت میں مبتلا ہو جائیں۔ دوسری قسم کے فیصلے جن کا انتظار ہمیں ان کے عملی طور پر پیش آنے تک کرنا چاہیے اور پھر ان کے متعلق نہایت سوچ بچار کے ساتھ اور درست طور پر فیصلہ کرنا چاہیے۔

اس کے بعد وہ مختلف مثالوں اور حالات کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ ماریو ایک دو سالوں کے دوران تم اپنے دوستوں کے ساتھ رہے ہو اور ان کا یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ منشیات کا استعمال خوشگوار اور پُرلطف ہوتا ہے۔ آپ کے تمام دوست منشیات استعمال کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ انہیں کس قدر اچھا محسوس ہو رہا ہے، اور وہ آپ کو بھی کہتے ہیں کہ آپ بھی اسے آزما کر دیکھیں۔ جب آپ ان کا کہا نہیں مانتے تو وہ کہتے ہیں ''ماریو، اسے استعمال کرو، چوزہ مت بنو، تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔'' اگر تم نے اس صورت حال کے بارے میں پہلے ہی سے کچھ فیصلہ نہیں کیا ہے تو پھر آپ کسی مشکل صورت حال میں مبتلا ہو سکتے ہو، لیکن اگر آپ نے اس صورت حال کے متعلق پہلے ہی سے کچھ فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ نے منشیات استعمال نہیں کرنا، تو آپ کے لیے اس فیصلے پر عمل درآمد بہت آسان ہوتا، کیا ایسا نہ ہوتا؟''

رات کے کھانے کے موقع پر منعقد ہونے والی یہ ملاقات مقررہ وقت سے کچھ دیر زیادہ جاری رہی، لیکن یہ ملاقات بہت شاندار ثابت ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کیونکہ ماریو کے ساتھ ایک ذمہ دار شخص کے مانند سلوک کیا گیا تھا، اور ماریو نے بھی ایک سمجھدار اور ذمہ دار شخص کے اپنے ردِ عمل کا اظہار کیا۔ اپنے والدین کی توجہ پا کر ماریو بہت لطف اندوز ہوا۔

اس گفتگو کے نتیجے میں ماریو نے اپنے ہاتھ سے ایک فہرست تیار کی جو ان فیصلوں پر مشتمل تھی جو وہ ابھی ابھی کرنا چاہتا تھا۔ یہ وہ اُمور تھے جن کے بارے میں وہ خود سے اور اپنے والدین سے وعدہ کر سکتا تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ یہ چیزیں صحیح ہیں۔ اس فہرست میں شامل فیصلوں میں اس کا یہ عزم بھی موجود تھا کہ اس نے اپنے بھائی کے لیے ایک اچھی مثال قائم کرنا ہے کہ وہ کبھی منشیات استعمال نہیں کرے گا، کسی انسان یا جانور کے

ساتھ ظلم نہیں کرے گا، ہمیشہ سچ بولے گا، کبھی چوری نہیں کرے گا اور کبھی کسی کے ساتھ دھوکے بازی نہیں کرے گا۔

جب ماریو کی فہرست میں تمام اُمور شامل کر دیئے گئے تو اُنہوں نے ان حالات کے بارے میں گفتگو کی جہاں فیصلوں کا التوا مشکل ہوتا اور ان سے حاصل ہونے والی ترغیب زبردست ہوتی۔ ماریو نے ان متوقع حالات کی روشنی میں دوبارہ اپنے عزم وارادے کا اظہار کیا۔ جب یہ فہرست مکمل ہوگئی تو اس نے تاریخ درج کی اور اپنے دستخط کر دیئے۔ ماریو نے یہ فہرست اپنے کمرے کے دروازے کے پاس پڑے ہوئے میز پر رکھ دی تا کہ وہ اسے اکثر دیکھ سکے اور یاد کر سکے کہ یہ فیصلے پہلے ہی کیے جا چکے ہیں۔

ریسٹوران سے روانہ ہونے سے قبل انہوں نے فیصلوں کی دوسری قسم کے متعلق آپس میں گفتگو کی۔ اس کے والدین نے ماریو کو ان لمحات کے متعلق بتایا جب انہوں نے اہم فیصلے کرنے تھے اور انہوں نے ان فیصلوں کے بارے میں کس قدر محتاط ہو کر سوچ بچار کی۔ پھر ان تینوں نے ان فیصلوں کے متعلق گفتگو کی جو ماریو نے کرنے تھے، اور ماریو نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اب وہ یہ فیصلے کیسے کرے گا۔

جب شام گزر گئی، بنیاد رکھ دی گئی، بھروسے کی عمارت تعمیر ہوگئی، اور پھر متوقع طور پر پیش آنے والے ان انفرادی فیصلوں کے متعلق مستقبل میں گفتگو کرنے کے ضمن میں مواصلاتی رابطے پیدا ہوگئے۔ اور اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ ماریو، اپنی ذات کے بارے میں اور اپنی قسمت خود بنانے کے ضمن میں اپنی ذمہ داری کے گہرے احساس کے حوالے سے بھرپور جذبے اور اُمنگ سے سرشار ہوگیا۔

طریقے وتراکیب

۱- چھوٹے بچوں کو ''فیصلوں'' کا مفہوم سمجھانے کے طریقے

اس کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کو ''انتخاب'' اور ''فیصلوں'' کی اصطلاحوں کے متعلق بتایا جائے تا کہ یہ الفاظ اور تصورات بعد کے طریقوں میں استعمال کیے جا سکیں۔

★ سوالات اور گفتگو

بچوں سے پوچھیے: فیصلہ کسے کہتے ہیں؟ فیصلہ کرنے سے کیا مراد ہے؟ (جب آپ اپنے بارے میں یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ کو کیا چیز چاہیے اور کیا چیز نہیں چاہیے۔)

کیا آپ نے حال ہی میں کوئی فیصلہ کیا ہے؟ یہ سوال پوچھنے کے ذریعے بچوں میں قوتِ سوچ پیدا کیجیے، کیا آپ نے فیصلہ کیا کہ آج کیا پہنیں گے؟ کیا آپ نے فیصلہ کیا کہ صوفے پر کہاں بیٹھیں گے؟ کیا آپ نے فیصلہ کیا کہ جب آپ پہلی دفعہ سکول جائیں گے تو کون سی کتاب دیکھیں گے؟ کیا آپ نے کل رات یہ فیصلہ کیا کہ آپ ٹیلی ویژن دیکھیں گے یا اپنے کھلونوں سے کھیلیں گے؟ کیا آپ نے گزشتہ رات فیصلہ کیا کہ کیا آپ اپنے کھلونا ریچھ کے ساتھ سوئیں گے یا دروازہ کھلا یا بند رکھیں گے؟

کیا آپ چاہتے ہیں کہ فیصلے کریں؟

کیا آپ نے کبھی غلط فیصلہ کیا، اور آپ کی خواہش ہے کہ آپ اسے تبدیل کر سکتے؟ (کبھی نہ کبھی ہر شخص، غلط فیصلہ کر لیتا ہے۔ بعض اوقات ہم اپنا یہ فیصلہ تبدیل کر سکتے ہیں اور کبھی ہم اپنا یہ فیصلہ تبدیل نہیں کر سکتے۔ جب ہم نے کوئی اہم فیصلہ کرنا ہو تو پھر ہمیں سب سے پہلے اس کے متعلق سوچ بچار کرنا چاہیے اور ایک اچھا فیصلہ کرنے کی کوشش کرنا چاہیے جو ہمارے لیے خوشی کا باعث ہو۔)

★ پتلی تماشے

اس کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کو یہ باور کرایا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ فیصلوں کا مفہوم کیا ہے، اور انہیں اس فرق سے آگاہ کیا جائے جو قوانین و اصولوں کے مطابق فیصلے کرنے اور انفرادی طور پر فیصلے کرنے کے درمیان موجود ہے۔

ان پتلی تماشوں کے لیے آپ اپنے ہاتھوں کو بطور پتلیاں استعمال کر سکتے ہیں، پھر آپ کو تخیلاتی قوت کی بھی ضرورت ہے تا کہ آپ دو تین پتلی تماشوں کا اہتمام کر سکیں۔ اس ضمن میں آپ مندرجہ ذیل خاکے استعمال کر سکتے ہیں یا پھر اپنے طور پر چند خاکے تیار کر سکتے ہیں۔ ذیل میں دیئے ہوئے خاکوں کے کرداروں میں ایک ماں، ایک باپ، دولڑکیاں اور دولڑکے شامل ہیں۔ اس ضمن میں آپ کے ہاتھوں پر مشتمل پتلیاں اس حد تک مفید ثابت ہوں گی جب آپ کو علم ہو کہ ہر خاکے میں کس پتلی کا کیا کردار ہے۔

پتلیوں (آپ کے ہاتھوں) کی حرکات دکھانے کے لیے صوفے کی پشت یا ایک بڑی کرسی استعمال کی جا سکتی ہے۔ آپ صوفے کی پشت کے پیچھے جھک کر بیٹھ جائیے یا پھر سامنے ایک پردہ کھینچ لیجیے۔ بچے،

آپ کا چہرہ تو دیکھ سکیں گے لیکن انہیں کہیے کہ وہ ایسا ظاہر کریں کہ وہ آپ کا چہرہ نہیں دیکھ سکتے۔ (اس ضمن میں ضروری ہے کہ آپ انہیں دیکھ سکیں تاکہ آپ ان کے تاثرات کے مطابق جواب دے سکیں۔) آپ تمام کرداروں کی طرف سے خود ہی بولیں گے۔ (اپنا ایک ہاتھ استعمال کریں گے) اور ساتھ ساتھ ضروری وضاحت بھی کرتے جائیں گے۔ جو پتلی بول رہی ہو، اسے حرکت کرنا چاہیے اور دوسری پتلی کو ساکن رہنا چاہیے تاکہ بچے بآسانی کہانی سمجھ سکیں۔

آپ میں کس قدر کردار نگاری کی صلاحیت موجود ہے، اس کے متعلق فکر مت کیجیے۔ یہ پتلی تماشا، پیشہ ورانہ مہارت کے لحاظ سے خواہ کس قدر کمزور ہو، بچے اسے بہت پسند کریں گے اور اس پر اپنی بھرپور توجہ مرکوز کریں گے۔ ہر تماشا، دو حصوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔ پہلے حصے کا اختتام ناخوشگوار ہونا چاہیے جہاں ایک پتلی بچہ کسی قانون یا اصول کی خلاف ورزی کرتا ہے یا ایک برا فیصلہ کرتا ہے۔ اس کے بعد یہی عمل دوبارہ دہرایا جائے جب ایک بچہ ایک قانون یا اصول کی پابندی کرتا ہے یا ایک اچھا فیصلہ کرتا ہے۔ ہر تماشا مختصر ہونا چاہیے۔ آپ تقریباً دس منٹ کے اندر، دونوں قسم کے اختتام کے ساتھ، تین یا چار قسم کے حالات کے بارے میں کردار نگاری کر سکتے ہیں۔ ہر تماشے کے بعد، فیصلوں کے متعلق باہم گفتگو کیجیے۔

پہلا پتلی تماشا

مطلوبہ کردار: تین پتلیاں۔ ایک ماں اور دو لڑکیاں

صورت حال: ایک لڑکی سکول جانے کے لیے مخصوص لباس کے بجائے نیا لباس پہننا چاہتی ہے حالانکہ موسم بہت سرد ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا لمبا زیر جامہ (لیگی)، جو وہ عام طور پر استعمال کرتی ہے، دھوبی کے پاس دھلنے کے لیے گیا ہوا ہے۔

پہلے حصے کا اختتام: بہرحال یہ لڑکی اپنے لمبے زیر جامے (لیگی) کے بغیر ہی اپنا یہ لباس پہن لیتی ہے۔ وہ اس وقت بہت خوش ہوتی ہے جب اس کی سہیلی اس کے خوبصورت لباس کی تعریف کرتی ہے، لیکن جب وہ کھیلنے کے لیے باہر جاتی ہے تو ٹھنڈ سے اس کی ٹانگیں اس قدر سُن ہو جاتی ہیں کہ وہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل نہیں سکتی اور اپنے گھر واپس آ جاتی ہے۔ اب اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس نے غلط فیصلہ کیا ہے۔

دوسرے حصے کا اختتام: وہ لمبا زیر جامہ (لیگی) پہننے کا فیصلہ کر لیتی ہے اور دوسرے لباس کو کسی گرم دن پہننے کے لیے محفوظ کر لیتی ہے۔ جب سب بچے کھیلنے کے لیے باہر جاتے ہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ جا سکتی ہے۔ اب اس نے محسوس کیا ہے کہ اس نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔

دوسرا پتلی تماشا

مطلوبہ کردار: دو پتلیاں — ایک لڑکی اور ایک ماں

صورتِ حال: ایک لڑکی کو راستے میں ایک ماچس گری ہوئی ملتی ہے۔ اسے یہ علم ہے کہ اُصول یہ ہے کہ اسے ماچس کی تیلیوں سے نہیں کھیلنا چاہیے۔

پہلے حصے کا اختتام: وہ ایک دیا سلائی جلانے کا فیصلہ کر لیتی ہے۔ وہ خوش ہوتی ہے کہ یہ جلتی ہے۔ وہ اسے جلتے ہوئے دیکھنے میں اس قدر مگن ہو جاتی ہے کہ وہ اسے بروقت پھونک مار کر بجھانا بھول جاتی ہے، اس طرح اس کی انگلیاں جل جاتی ہیں۔ وہ بھاگ کر اپنی ماں کے پاس آتی ہے جو اس کی جلی ہوئی انگلیوں پر مرہم لگاتی ہے اور اسے آرام محسوس ہوتا ہے۔ اس کی ماں بہت مایوس ہوتی ہے کہ اس نے اُصول کی خلاف ورزی کی ہے، لیکن وہ اس بچی کو سزا نہیں دیتی۔ وہ بتاتی ہے کہ اُس کی اُنگلیاں جلنے کے باعث اسے پہلے ہی سزا مل چکی ہے۔

دوسرے حصے کا اختتام: بچی ماچس کی ڈبیا اُٹھا کر اپنی ماں کے پاس لے آتی ہے۔ ماں اسے شاباش دیتی ہے کہ اس نے قانون کی خلاف ورزی نہیں کی۔

تیسرا پتلی تماشا

مطلوبہ کردار: تین پتلیاں — ایک ماں، ایک باپ اور ایک لڑکا۔

صورتِ حال: ایک لڑکے کو بتایا جاتا ہے کہ اس کا باپ اپنے کام سے جلدی چھٹی کر کے گھر واپس آ کر اسے سرکس دکھانے کے لیے لے جائے گا۔ اس کی ماں کہتی ہے کہ اسے جانے سے قبل، اپنا کمرہ لازمی طور پر صاف کرنا چاہیے۔

پہلے حصے کا اختتام: اپنا کمرہ صاف کرنے سے پہلے، یہ لڑکا، ٹیلی ویژن پر صرف ایک اور مزاحیہ خاکہ دیکھنا چاہتا ہے، لیکن وہ ٹیلی ویژن دیکھنے میں اس قدر مصروف ہو جاتا ہے کہ وہ کمرے کی صفائی بھول جاتا ہے۔ جب اس کا باپ گھر آتا ہے تو لڑکے نے اپنے کمرے کی صفائی نہیں کی ہوتی۔ اب لڑکا اپنے کمرے کی صفائی کرتا ہے اور کام ختم ہونے کے بعد جب وہ سرکس پہنچتے ہیں تو انہیں دیر ہو چکی ہوتی ہے اور وہ پہلا منظر نہیں دیکھ سکتے۔ اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس نے یہ غلط فیصلہ کیا کہ پہلے ٹیلی ویژن دیکھے اور پھر اپنا کام کرے۔

دوسرے حصے کا اختتام: لڑکا، پہلے اپنا کمرہ صاف کرتا ہے اور پھر ٹیلی ویژن دیکھتا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے یہ صحیح فیصلہ کیا کہ جب اس کا باپ گھر واپس آتا ہے تو وہ سرکس جانے کے لیے بالکل تیار ہو جاتا ہے۔

چوتھا پتلی تماشا

مطلوبہ کردار: تین پتلیاں دولڑکے اور ایک باپ

صورتِ حال: ایک لڑکا سکول کے بعد اپنے ایک دوست کے ساتھ گھر واپس آ رہا ہوتا ہے جو اسے کہتا ہے کہ تھوڑی دیر کھیلنے کے لیے وہ اس کے گھر آ جائے۔ اسے یہ علم ہے کہ یہ ایک خاندانی اُصول ہے کہ اسے سکول سے سیدھا گھر واپس آ کر اپنے والدین سے پوچھ کر اپنے کسی دوست کے گھر جانا چاہیے۔ اب اس کا دوست اسے کہتا ہے: ''تم فون کے ذریعے اپنی امی کو بتا سکتے ہو کہ میں اپنے دوست کے گھر کھیل رہا ہوں۔''

پہلے حصے کا اختتام: وہ اپنے دوست کے گھر چلا جاتا ہے لیکن فون ''انگیج'' مصروف ہے۔ پھر وہ اپنے دوست کے ساتھ ایک نئے کھیل میں مشغول ہو جاتا ہے اور ماں کو فون کرنے کے متعلق اسے یاد نہیں رہتا۔ ایک گھنٹے بعد اسے اچانک یاد آتا ہے کہ اس نے اپنے والدین کو فون کرنا ہے۔ اسے علم ہے کہ اس نے خاندانی قانون کی خلاف ورزی کی ہے، لہٰذا وہ فوراً گھر پہنچ جاتا ہے۔ اس کے والدین پریشان ہیں اور اسے بتاتے ہیں کہ وہ اس کے لیے فکرمند تھے۔ وہ اپنے بیٹے سے بہت پیار کرتے ہیں لیکن انہیں اپنے بیٹے کو نظم وضبط کا پابند بنانا چاہیے تاکہ اسے یاد رہے کہ اسے قانون کی اطاعت کرنا چاہیے۔ اب اسے ایک ہفتے کے لیے نہ تو اپنے دوست کے گھر جانے کی اجازت ہے اور نہ ہی اس کے دوست کو اس کے گھر آنے کی اجازت ہے۔

دوسرے حصے کا اختتام: ننھا بچہ اپنے دوست کو کہتا ہے: ''پہلے میں اپنے گھر جاؤں گا، اور اپنے والدین سے پوچھوں گا کہ کیا میں تمہارے گھر آ سکتا ہوں، اگر مجھے اجازت مل گئی تو پھر میں تمہارے پاس واپس آ جاؤں گا۔'' اس کے والدین اُسے اجازت دے دیتے ہیں اور قانون کی پابندی کرنے پر اسے شاباش دیتے ہیں۔

۲- اچھا فیصلہ کرنے کے لیے حوصلہ افزائی

اس کا مقصد ہے کہ اچھا فیصلہ کرنے کے ضمن میں بچے کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اسے شاباش دی جائے تاکہ وہ دوسرے افراد (لڑکوں) کی طرف سے متوقع تضحیک اور تحقیر کا مقابلہ کر سکے جو آپ کے بچے کو غلط فیصلہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس ضمن میں آپ مندرجہ ذیل تراکیب استعمال کر سکتے ہیں۔

★ آباء واجداد کے قصے کہانیاں

اپنے اُن آباء واجداد کے متعلق سچے قصے کہانیاں تلاش کیجیے جن میں اس قدر حوصلہ موجود تھا کہ وہ اپنے غلط قسم کے دوستوں کے سامنے ڈٹ جاتے تھے، اور وہی طرزِ عمل اختیار کرتے تھے جسے وہ درست سمجھتے تھے۔ اپنے بچوں کو اپنے آباء واجداد کے یہ قصے اس انداز میں سنایئے کہ بچے واقعی ان کے اس حوصلے کی قدر کریں اور انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے اثرات آئندہ نسلوں میں بھی منتقل ہو جاتے ہیں۔ اپنے آباء و

اجداد میں سے ہر فرد کے ساتھ بچے کو اس کا **تعلق** بتائیے: ''تم، اپنے دادا کے پوتے ہو، جو ہمت و حوصلہ تمہارے اندر موجود ہے، وہ تمہارے دادا میں بھی موجود تھا۔''

★ انفرادی توجہ اور حوصلہ افزائی

اپنے بچوں کے ساتھ ہفتہ واری ملاقاتوں میں، ان کے ساتھ اچھے فیصلوں کے متعلق بات چیت کیجیے جو انہوں نے اس سے پہلے کیے۔ اگر انہوں نے اپنے گذشتہ کیے گئے فیصلوں کی فہرست تیار کر لی ہے تو پھر ان کے ساتھ انفرادی طور پر اس فہرست کا باقاعدگی کے ساتھ جائزہ لیتے رہیے۔ ان سے پوچھیے کہ کیا متوقع حالات آن پہنچے ہیں، اور اس صورت حال کے بارے میں انہیں شاباش دیجیے کہ انہوں نے درست فیصلے کیے اور وہ اپنے ان فیصلوں پر قائم رہے۔

★ فطری نتائج کے لیے تیار رہیے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو ان کے بچپن میں کیے گئے فیصلوں کی ''وجہ اور اثر'' پر مبنی نوعیت کے متعلق باور کرا دیا جائے اور انہیں بتا دیا جائے کہ اگر وہ غلط فیصلے کریں گے تو ان کی زندگیوں پر غلط اثرات مرتب ہوں گے۔

ایک طبی اُصول یہ ہے کہ جراثیم کی ایک قلیل مقدار بدن میں داخل کرنے کے ذریعے، بدن میں مدافعتی جراثیم پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح، جب بچوں کو اپنے ممکنہ غلط فیصلوں کے بُرے نتائج برداشت کرنے پڑتے ہیں تو پھر بچوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی قسم کی نصیحت، مشورہ یا مصنوعی سزا کی نسبت، اچھے اور بہترین فیصلے کریں۔

غلط فیصلوں اور ان کے ممکنہ نتائج کے بارے میں مختلف مثالیں یوں ہو سکتی ہیں:

سبق نہ یاد کرنے کے باعث استاد کے سامنے شرمندگی

گرم موسم میں موٹے کپڑے پہننے کے باعث بدن میں تکلیف اور خارش

رات دیر تک جاگنے کے باعث، صبح سکول جانے میں ناکامی

الفاظ کے ہجے نہ یاد کرنے کے باعث امتحان میں ناکامی

آپ کی زندگی میں بہت سے ایسے معاملات پیش آئیں گے جن میں آپ کو واضح فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ بچے کے دل میں درست فیصلہ کرنے کا احساس پیدا کریں یا پھر اسے غلط فیصلہ کرنے دیں تاکہ وہ اپنے اس غلط فیصلے کے نتائج بھگتے۔ اس ضمن میں عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ بچوں کو نسبتاً غیر اہم فیصلے کرنے کی اجازت دی جائے جن کے نتائج اس قدر فوری اور اہم نہ ہوں، اور یہ نتائج فطری انداز میں سامنے نہ آئیں۔

جب آپ اپنے بچے کو غلط فیصلے کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں تو پھر یقینی طور پر آپ کو چاہیے کہ بچے کے ساتھ گفتگو کریں کہ کیا واقعہ رونما ہوا اور یہ واقعہ کب پیش آیا، کیونکہ یہ سب کچھ بچے کے ذہن میں ابھی تازہ تازہ موجود ہے۔ پھر بچے کو بتاتے رہیے کہ غلط نتائج ہمیں مصیبت اور تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں جب کہ اچھے اور بہترین فیصلے ہمیں مستقل طور پر خوشی مہیا کرتے ہیں۔

۴-دوستوں کے انتخاب کے متعلق طریقے

بچوں کے بارے میں کسی بھی دیگر مسئلے کی نسبت سب سے بڑی مشکل انہیں یہ پیش آتی ہے کہ بچے اپنے دوستوں کا انتخاب کیسے کریں۔ عام طور پر والدین اس مسئلے پر بآسانی غیر معمولی ردعمل کا اظہار کر سکتے ہیں اور بعض اوقات اس مسئلے کو وہ مناسب اہمیت بھی نہیں دیتے۔ اس ضمن میں مناسب اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس مسئلے کے حل کے لیے ایک محتاط اور معتدل طرزِ فکر اپنایا جائے۔

★ اچھی دوستی ''تخلیق'' کیجیے

اگر آپ کو کسی ایسے بچے کے متعلق علم ہے کہ اس میں کچھ ایسی خوبیاں موجود ہیں جو آپ کے بچے کے لیے مفید ہیں تو پھر اس بچے کے ساتھ اپنے بچے کی دوستی ''تخلیق'' کیجیے۔ دس یا گیارہ سال سے کم عمر بچے، اکثر ایک مخصوص عرصے تک آپس میں دوست رہتے ہیں۔ آپ جس بچے کے ساتھ اپنے بچے کی دوستی ''تخلیق'' کرنا چاہتے ہیں، اس کے والدین کے ساتھ ملاقات کیجیے اور ان کے بچے میں موجود ان خوبیوں کی تعریف کیجیے جو آپ کو پسند ہیں۔ وہ آپ کی تعریف کا خیر مقدم کریں گے۔ پھر آپ اس بچے کو اپنے ہاں مدعو کیجیے یا اسے اپنے خاندان کے ساتھ سیر کرنے کے لیے لے جائیے۔ اگر آپ دونوں بچوں کو ایک پرسکون اور طمانیت بخش ماحول فراہم کر دیتے ہیں تو پھر دوستی شروع ہونے کا امکان ہے۔

★ دوستی ختم کرنے کے بجائے دوستی پروان چڑھائیے

جب ہمارا بچہ، کسی ایسے بچے کے ساتھ دوستی کر لیتا ہے جس میں ہمارے خیال کے مطابق برائیاں موجود ہوتی ہیں، تو پھر ہماری اولین کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس دوستی کو ختم کر دیا جائے تاکہ بچہ، برائیوں سے دور رہ سکے۔ بعض حالات میں آپ کا یہ قدم مناسب ہو سکتا ہے اور شاید اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں۔ بہر حال، بعض دفعہ ایسی صورت حال بھی سامنے آتی ہے کہ ہم تھوڑی سی سوچ بچار کے ذریعے اس صورت کو تبدیل کر کے ایک ایسا ماحول تخلیق کر سکتے ہیں جہاں آپ کا بچہ، اپنی صلاحیتوں کے باعث اپنے دوست پر اثر انداز ہو کر اس کی برائیوں کو خوبیوں میں بدل دے۔

بعض دفعہ یہ عمل بہت ہی آسان ہوتا ہے۔ آپ اس قسم کی گفتگو شروع کر سکتے ہیں: ''بیٹے! مائیک، ایک اچھا بچہ معلوم ہوتا ہے لیکن ہمیں اس وقت حیرانی ہوتی ہے جب وہ اس قسم کا رویہ اپناتا ہے جو اسے نہیں اپنانا چاہیے مثلاً کوئی بھی کام جو تم نہیں کرتے!''

''جی ہاں! وہ گالیاں بہت دیتا ہے۔''

''یہ تو بہت بُری بات ہے، میں حیران ہوں کہ وہ کیوں ایسا کرتا ہے!''

''میرا خیال ہے کہ اس کے والدین بھی ایسا ہی کرتے ہیں!

''بہت خوب! تم دونوں تو بہت اچھے دوست ہو، کیا ایسا نہیں ہے؟''

''بالکل ٹھیک!''

''کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اگر وہ زیادہ تر تمہارے ساتھ رہتا ہے اور اس نے تمہیں کبھی گالیاں دیتے ہوئے نہیں سنا، تو ممکن ہے کہ وہ بھی گالیاں نہ دے؟''

''ممکن ہے!''

''میرا خیال ہے کہ وہ گالیاں نہیں دے گا۔ تم بھی اسے بتا سکتے تھے کہ تمہارا خیال ہے کہ اسے گالیاں نہیں دینا چاہئیں۔ اسے یہ سب کچھ بتا دو کیونکہ تم اسے بہت زیادہ پسند کرتے ہو، لیکن جب وہ گالیاں دیتا ہے تو اچھا محسوس نہیں ہوتا۔''

بلاشبہ، اس طریقے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے بچے میں وہ قائدانہ صلاحیتیں اور خوبی پیدا ہو جائے جس کے باعث وہ دوسروں پر اثر انداز ہو کر ان کے اندر موجود برائی ختم کر کے ان میں اچھائی پیدا کر دے۔

ابتدائی تعلیم کے اسکولوں میں بچوں کو سب سے بڑا مسئلہ جو پیش آتا ہے، وہ ان کی پڑھائی کے متعلق نہیں، بلکہ دوستوں کے متعلق ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے، جسے اگر بغیر حل کیے چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی ذمہ دارانہ زندگی میں ان کی ذات پر اس مسئلے کے باعث بہت بڑے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں تو ان کی پسند و ناپسند کا کوئی معیار نہیں ہوتا۔ جب وہ قدرے بڑے ہو جاتے ہیں تو پھر بعض امور کے متعلق ان کے خیالات متعین ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر لڑکیاں، لڑکوں کو دوست نہیں بناتیں، اسی طرح لڑکے بھی لڑکیوں کو دوست نہیں بناتے۔ جن دوستوں میں مشترکہ خوبیاں موجود ہوتی ہیں، وہ دوستیاں اہم شمار ہوتی ہیں اور بچے ایک مخلص و سچے دوست کی اہمیت و افادیت سے واقف ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

والدین یہ سمجھتے ہیں کہ اس مرحلے پر دوست اس قدر زیادہ اہم نہیں ہوتے لیکن حقیقت یہی ہے کہ عمر

سے قطع نظر، ہر شخص کے لیے دوست اہم ہوتے ہیں۔

چونکہ ہر بچہ، قدرتی طور پر دوسرے بچے سے مختلف ہوتا ہے لہٰذا ہر بچے کے ضمن میں ایک ہی بات نہیں کہی جاسکتی، اور نہ ہی ایک مخصوص اصول ہر بچے پر لاگو کیا جاسکتا ہے، لیکن ہمیں لازمی طور پر چاہیے کہ بچوں کو دوست بنانے کے ضمن میں بنیادی اصول ضرور سکھادیں اور انہیں ان اُصولوں کے نفاذ کے لیے اپنی پسند اپنانے کی اجازت دے دینی چاہیے۔ نیز ہمیں چاہیے کہ ہم دوستی کے متعلق اپنے بچوں کے ساتھ گفتگو کریں اور انہیں راہنمائی مہیا کریں۔ بے شمار بچے، اس قسم کی راہنمائی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اگر انہیں اپنے سکول میں اپنے دوستوں کے ضمن میں مسائل پیش آجاتے ہیں، تو وہ عام طور پر ان کے متعلق کسی سے بھی گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی یہ پریشانی اور مایوسی، عام طور پر گھر میں ان کے غصے اور اشتعال کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، اور گھر میں ان کے غصے اور اشتعال کی کوئی قابل فہم وجہ موجود نہیں ہے۔

ضروری نہیں کہ ہم بچوں کو یہ بتائیں کہ وہ دوست کیسے بنائیں اور انہیں یہ بھی سکھائیں کہ وہ اپنے دوستوں پر کیسے اثر انداز ہوں کیونکہ بچے، دوست بنانے کے ہنر سے بخوبی طور پر واقف ہوتے ہیں۔

خاندانی اہم نکات

ا۔ پیشگی فیصلے

جب بچوں کی عمر تو یا دس سال ہوتی ہے تو والدین ان کے متعلق کچھ پیشگی فیصلے کرنے کے ضمن میں غور وفکر میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جس طرح ماریو نے طرز عمل اختیار کیا، تو انہیں اس صورت حال کا گمان تک نہ تھا، نہ ہی وہ یہ فیصلہ کر سکتے تھے کہ اس مسئلے کو کیسے حل کیا جائے، اور پھر وہ اپنے بچے کے فیصلے کا ساتھ دینے پر مجبور ہو گئے۔ یہ فہرست ایک نمایاں مقام پر آویزاں کر دی جاتی ہے اور اس کے نیچے جگہ چھوڑ دی جاتی ہے تاکہ بوقت ضرورت مزید فیصلے اس میں شامل کیے جاسکیں۔

عام طور پر والدین بھی پیشگی فیصلوں پر مشتمل فہرست تیار کر سکتے ہیں، جسے بطور مثال استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے پاس بھی پیشگی خاندانی فیصلوں پر مشتمل ایک فہرست موجود ہے جسے ہم نے اکٹھا تیار کیا ہے۔ یہ وہ فیصلے ہیں جن کے متعلق ہم نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا۔ ان فیصلوں میں کہا گیا ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ ایمانداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے، ایک دوسرے کے مفادات اور سرگرمیوں کا تحفظ کرنا چاہیے۔

۲-خاندانی فیصلے

جب ہمارے خاندان میں بڑے اور اہم فیصلے، اور پیشگی کیے گئے فیصلے ایک دوسرے سے مطابقت نہیں رکھتے تو پھر ہم تمام افرادِ خانہ ایک باہمی ملاقات کے ذریعے ان فیصلوں کے متعلق فیصلہ کر لیتے ہیں اس ضمن میں وہی طریقہ اپناتے ہیں جس کے متعلق ہمیں توقع ہے کہ بچے بھی اپنے انفرادی فیصلے کرتے ہوئے یہی طریقۂ کار اپنائیں گے۔ سب سے پہلے تو ہم کسی کیے گئے فیصلے کے متعلق سوچ بچار کرتے ہیں، اس کے فوائد اور نقصانات کا تجزیہ کرتے ہیں، اور ہر قسم کے متوقع نتیجے پر غور کرتے ہیں۔ پھر ہم اس کے بارے میں بھرپور گفتگو کرتے ہیں اور متفقہ طور پر اپنے بہترین فیصلے پر پہنچتے ہیں۔ پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہم اس فیصلے کے متعلق کیسا محسوس کرتے ہیں۔ کیا ہم اس فیصلے سے خوشی و طمانیت محسوس کرتے ہیں؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو ہم اس فیصلے پر دوبارہ غور و فکر کرتے ہیں۔

۳-مثال قائم کریں

چونکہ گزشتہ کئی سالوں سے ہمارے دو گھر ہیں، اور ہم ان دونوں گھروں میں آتے جاتے رہتے ہیں، اس لیے ہمارے بچوں کے دوستوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان میں مختلف قسم کے افراد شامل ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ ہمارے بچوں کو مختلف تہذیبوں، ثقافتوں اور نسلوں پر مشتمل افراد کے علاوہ مختلف حالات کا سامنا کرنے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ ہم نے اپنے بچوں میں ''احساسِ خدمت'' پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس سے مراد ہے: ''میری خوش قسمتی ہے کہ میرا تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے جو خدمت، پیار اور ایمانداری کے جذبے کے بندھن میں بندھا ہوا ہے، میں کسی دوسرے بچے سے اعلیٰ و افضل نہیں ہوں لیکن ایک ایسا بچہ ضرور ہوں جو دوسرے بچوں کے لیے ایک مثال ہو۔''

جہاں تک بچوں کو ان کی ذمہ داری کے متعلق بتانے اور سکھانے کا تعلق ہے، تو اس کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ ان کے لیے مثال قائم کریں، اس کے بنیادی اُصولوں کے متعلق بچوں میں آگہی پیدا کریں اور ذمہ داری کے احساس کو مستقل طور پر برقرار رکھنے کے لیے مختلف طریقے وضع کریں تاکہ بچے ہمیشہ اپنے انتخاب (فیصلوں) سے آگاہ رہیں اور ان میں اس قدر صلاحیت موجود ہو کہ وہ ان فیصلوں کا بغور جائزہ لے سکیں۔

8

احساسِ ذمہ داری برائے کردار

''جب کسی شخص کی عمر پچاس سال ہو جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کا چہرہ، اس کی عمر کے مطابق ہے، یہی چیز کردار کے لیے بھی کہی جا سکتی ہے لیکن اس کا اطلاق بچپن ہی سے کیا جاتا ہے۔''

تعریف و مثال

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ جب ہمارے ذہن میں خیال پیدا ہوتا ہے، تو اس کے ذریعے عمل سامنے آتا ہے اور جب عمل کو مسلسل دہرایا جائے تو یہ ایک عادت کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور اس عادت کے ذریعے انسان کا کردار تخلیق ہوتا ہے۔ اس باب کے ذریعے آپ کو ایسے طریقے و تراکیب بتائی جائیں گی جن کے ذریعے آپ اپنے گھر میں اس قسم کی عادات اور معمولات رائج کر سکیں جن کے باعث بچوں میں مضبوط کردار پیدا ہو اور انہیں یہ احساس ہو کہ ان کا یہ کردار پیدائشی نہیں بلکہ ان کے اندر اس طرح موجود ہے جس کے لیے وہ خود ذمہ دار ہیں۔

جم فلپ اپنے دالان میں تازہ تازہ گری ہوئی برف پر سے صبح کا اخبار اُٹھاتے ہوئے خود سے یہ کہہ رہا تھا: ''یہی تو وہ لڑکا ہے جو حقیقی کردار کا مالک ہے!'' پھر وہ سائیکل پر سوار اخبار فروخت کرنے والے اس لڑکے کو دیکھنے لگا جو صبح کے دھندلکے میں گم ہو رہا تھا۔

اس صبح، جم، جلد ہی بیدار ہو گیا تھا اور سیڑھیوں سے اُتر کر نیچے دالان میں آ گیا تھا تاکہ اپنی بیوی یا بچوں کے اُٹھنے سے قبل ہی اخبار کا مطالعہ کر سکے۔ وہ اخبار فروخت کرنے والے اس لڑکے کے متعلق سوچتے ہوئے واپس باورچی خانے میں چلا گیا جس میں گرمائش موجود تھی۔ ''کردار تو اس لڑکے کا ہے۔'' وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا۔ لیکن اس فقرے سے اس کی مراد کیا تھی؟ اخبار فروخت کرنے والے لڑکے سے جم کی ملاقات چند دن پہلے ہی ہوئی تھی جب وہ اخبار کا ماہانہ چندہ لینے کے لیے آیا تھا، اور اسے یہ لڑکا اسی وقت پسند آ گیا تھا۔ لڑکے کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ تھی اور وہ براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ باہر گھوم پھر کر مختلف لوگوں سے رقم اکٹھی کرنے کے باعث اسے کسی قسم کی توہین محسوس نہیں ہو رہی جب کہ اس کی عمر کے اکثر بچے یا تو سکول سے چھٹی کرنے کے بعد باسکٹ بال کھیل رہے تھے یا اپنے گھروں میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ جم کو معلوم تھا کہ اس لڑکے کی ماں بیوہ ہے اور اخبار کی فروخت، ان دو تین کاموں میں سے ایک ہے جن کے ذریعے یہ لڑکا، اپنی ماں اور چار

چھوٹی بہنوں کے زندگی بسر کرنے کا سامان فراہم کرتا ہے۔

یہ لڑکا، اس کے اپنے سب سے بڑے بیٹے، ٹیڈی سے، جو پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا، صرف ایک یا دو جماعتیں آگے ہے لیکن ٹیڈی سے کہیں زیادہ بڑا معلوم ہوتا تھا۔ بہر حال، کردار کے لحاظ سے بھی ٹیڈی سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔

کیا ٹیڈی اور دوسرے بچوں کے لیے زندگی بہت ہی پُر آسائش تھی؟ کیا جم اور بیلوا، انہیں وہ ہر چیز مہیا کرنے کے لیے انتہائی بے تاب تھے جن میں ان کے لیے کوشش کرنے اور ترقی کرنے کے مواقع موجود نہ تھے؟ اسی لمحے جم کے ذہن میں کسی شخص کا یہ مقولہ گونجا: ''جو والدین، اپنے بچے کے ساتھ بے جا لاڈ پیار کرتے ہیں، انہیں معلوم ہوگا کہ بچے اپنے لیے کچھ زیادہ نہیں کر سکتے۔''

آئندہ چند دنوں کے دوران جم نے اپنے بچوں، خاص طور پر، اپنے دونوں بڑے بچوں ٹیڈی اور جینی پر نظر رکھی۔ سکول کے علاوہ ان کے گھر میں بھی چند ذمہ داریاں تھیں جو بیلوا نے ان کے سپرد کی تھیں، لیکن اس سے زیادہ انہیں کچھ نہیں کرنا پڑتا تھا۔ ان کی زندگی انتہائی محفوظ اور پُر آسائش گزر رہی تھی۔ اب جم کے حیران ہونے کی باری تھی، اس قدر زیادہ آسان زندگی!

کرسمس کی چھٹیوں میں جم کا عم زاد بھائی، ہنری، جو ایک بڑے زرعی رقبے کا مالک تھا، ایک دو دن رہنے کے لیے ان کے پاس آ گیا۔ اس کے بچوں کی عمریں بھی، ان کے بچوں کے تقریباً برابر تھیں، اس لیے ان کا مشاہدہ اور ان کے درمیان تقابل ایک فطری بات تھی۔ اب پھر وہ چیز سامنے آ گئی تھی جس کا بیان تو مشکل لیکن اس کا مشاہدہ نہایت آسان تھا، وہ ایک ایسی چیز تھی جسے کردار کہتے تھے۔ ہنری کے بچوں میں یہ چیز بہت زیادہ موجود تھی۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جس کا تعلق شعور خود قدری اور احساسِ ذمہ داری سے تھا۔ ان بچوں کو ہر حال میں کام کرنا پڑتا تھا۔ انہوں نے ہر روز خود کو صبح سورج نکلنے سے پہلے اپنے گرم بستروں سے نکل کر باہر ٹھنڈ میں جانے اور مختلف کام کرنے کا عادی بنا لیا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ کام ان کے لیے خوشگوار نہ ہو، لیکن کام کرنے کی عادت اور ذمہ داری نے ان میں کردار پیدا کر دیا تھا۔ اب جم، انہیں کسی طرح بھی، اخبار فروخت کرنے والے لڑکے سے کم نہیں سمجھ رہا تھا۔

پھر جم اور بیلوا، نے اپنے بچوں میں کردار پیدا کرنے کے ضمن میں باہمی طور پر بھرپور گفتگو کی۔ انہوں نے نئے سال کو ایک نیا ورق پلٹنے کے لیے ایک وجہ کے طور پر استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انہوں نے بہت سے ایسے کاموں کی فہرست تیار کی جن کی ذمہ داری بڑے بچے سنبھال سکتے تھے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہر بچہ صبح کو ایک گھنٹہ پہلے بیدار ہو کر اپنا سبق یاد کرے گا۔ انہوں نے یہ متفقہ فیصلہ بھی کیا جو بچہ جیسے ہی بارہ سال کا ہوگا، اپنے جیب خرچ کا انتظام خود کرے گا۔ انہوں نے اپنے بچوں میں کردار پیدا کرنے کے حوالے سے یہ تمام طریقے بچوں کے سامنے بہت اچھی طرح پیش کیے۔

ان طریقوں کا عملی نفاذ، اس قدر آسان نہیں تھا لیکن آہستہ آہستہ انہیں کچھ تبدیلی نظر آئی۔ جم نے ایک دفعہ پھر فیصلہ کیا کہ اس تبدیلی کو بیان کرنے کے لیے بہترین لفظ ''کردار'' ہے۔ اب بچوں کی نگاہوں میں زیادہ چمک پیدا ہوگئی تھی، ان کے اعتماد میں قدرے اضافہ ہو گیا تھا اور ان میں اپنی ذمہ داری خود انجام دینے کا احساس پہلے سے زیادہ اُبھر رہا تھا۔

شاید، سب سے بڑی تبدیلی، بچوں میں نہیں، بلکہ جم اور بیلوا میں رونما ہوئی تھی۔ جب ٹیڈی، کچھ بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کو انجام دینے کے لیے ہر وقت تیار رہنے لگا تھا، اب والدین اس کے ساتھ گفتگو کرتے تھے اور سوچتے تھے تو وہ انہیں ایک بچے کے بجائے بڑا شخص دکھائی دیتا تھا۔ ترجیحات اور اقدار کے متعلق نصیحتوں کے بجائے اب ان کے درمیان گفتگو ہوتی تھی اور وہ ٹیڈی کے ان سوالوں کا جواب بھی دینے لگے تھے جو اس سے پہلے وہ ٹال دیا کرتے تھے۔

بعض لوگ کس طرح ایک غیر معمولی شخصیت اختیار کر لیتے ہیں؟ ایک ماہر پیانو نواز، کس طرح اپنے ساتھیوں سے مختلف ہوتا ہے، ایک بہترین اداکار کیونکر اپنے عام ساتھی اداکاروں سے زیادہ شائقین کا پسندیدہ ہوتا ہے، ایک شخص، ادب کے میدان میں کیونکر شاہکار تخلیق کرتا ہے؟ ایک کامیاب استاد کی کیا خصوصیت ہوتی ہے؟ یا پھر ایک ماں، کیونکر اپنی حیرت انگیز اور شاندار صلاحیتوں کے باعث اپنے بچوں کی تربیت کرتی ہے؟ کسی شخص میں کردار سازی کے عمل میں جہاں دیگر بے شمار عناصر کارفرما ہیں، وہاں عظیم افراد کی زندگیوں میں ایک ایسا واحد مشترکہ عنصر موجود ہوتا ہے، جسے ''قربانی'' کا نام دیا جاتا ہے۔

میرا ایک دوست، بہت ہی کامیاب موسیقار ہے، اس نے ایک دفعہ کہا: ''ابھی میں اپنے سکول میں ہی تھا، تو اس وقت بھی مجھے بھاری رقوم ڈاک کے ذریعے وصول ہوتی تھیں۔ میرے دوست ہمیشہ مجھے حیرت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ بنک میں میری جمع شدہ رقم میں دن بدن اضافے کو حسد کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے میرے دوست ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے: ''یہ کیسے ممکن ہے؟'' میرے یہ دوست یہ حقیقت محسوس کرنے میں ناکام ہو گئے تھے کہ جب وہ گھر سے باہر میدان میں فٹ بال کھیلتے تھے تو میں اپنے گھر میں بیٹھ کر پیانو کی مشق کیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ابھی بھی مجھ سے کہتے ہیں: ''میں اس طرح پیانو بجانے کے لیے اپنی ہر چیز قربان کر دیتا۔'' میں مسکرا دیتا۔ پھر میں کہتا: ''پیانو سیکھنے کے لیے کوئی بھی چیز میں قربان کرنے کے لیے تیار تھا لیکن کیا آپ اپنی بیس سالہ زندگی میں روزانہ دس گھنٹے، قربان کر سکتے تھے؟''

یہ بھی حقیقت ہے کہ بے شمار کامیاب اور غیر معمولی افراد کی زندگیوں میں ان کی خداداد صلاحیتوں کا یقیناً، ایک بہت بڑا حصہ تھا لیکن قربانی کے بغیر کسی بھی شخص میں حقیقی کردار نہیں پیدا ہو سکتا۔

ہم میں سے ہر شخص اپنی اس قربانی کے متعلق غور کر سکتا ہے جو اس نے خود میں کردار پیدا کرنے کے لیے دی۔ حتیٰ کہ اب ہمارا گیارہ سالہ بچہ بھی یہ محسوس کر سکتا ہے کہ صبح کو اس نے اپنی تھوڑی سی نیند قربان کی اور شام کو اس نے ٹیلی ویژن دیکھنے میں اپنا کچھ وقت بچایا اور اس نے ان اوقات میں موسیقی کی مشق کی جس کے باعث وہ مستقبل میں ایک کامیاب موسیقار ضرور بنے گا۔

ہم، والدین، اکثر اوقات، اپنی اولاد کی محبت میں اس قدر مغلوب ہو جاتے ہیں کہ ہم انہیں ہر ممکنہ چیز اور موقع مہیا کر دیتے ہیں جس کے باعث وہ یہ حقیقت بھول جاتے ہیں کہ کامیابی، قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

طریقے وتراکیب

۱۔ چھوٹے بچوں میں عزت نفس پیدا کرنے کے مختلف طریقے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ خود میں عزت نفس پیدا کریں تاکہ انہیں اس امر پر فخر محسوس ہو کہ وہ کون اور کیا ہیں!

☆ ''آپ بے مثال انسان ہیں'' پرمبنی کاپی

اپنے ہر بچے کے لیے ایک سادہ کاپی خرید لیں اور بچوں سے کہیں کہ وہ اس کاپی کا سرورق خود تیار کریں اور مختلف رنگوں اور چمکدار روشنائی کے ذریعے اپنا نام خوبصورتی سے لکھیں۔ پھر بچوں سے کہیں کہ وہ کاپی کے اندرونی صفحات کو مندرجہ ذیل چیزوں کے لیے استعمال کریں:

ہاتھ کے نشان: اپنی پسند کے رنگ کے ساتھ کاپی کے پہلے صفحے پر اپنے ہاتھ کا نقش بنائیں۔ پھر ایک بڑا کاغذ لے کر تمام بچوں کے ہاتھوں کے نقوش اُتاریں، اور پھر ہر نقش کے نیچے اپنا نام لکھیں۔

میرے پسندیدہ کھانے: مختلف رسالوں اور اخبارات میں سے مختلف کھانوں کی بے شمار تصاویر کاٹ لیں۔ پھر بچوں سے کہیں کہ وہ ان تصویروں میں سے اپنے پسندیدہ کھانوں کی تصویریں منتخب کریں اور انہیں کاپی کے صفحات پر چسپاں کریں۔ جب بچے یہ تصاویر صفحات پر چسپاں کر رہے ہوں تو ان کی مختلف پسند کے متعلق اظہارِ خیال کریں۔

مہارت اور صلاحیتیں: بچوں سے کہیں کہ ایک صفحے پر اپنی مہارتوں اور صلاحیتوں کی فہرست تیار کریں۔

پسندیدہ چیزیں: بچوں سے کہیں کہ وہ کاپی کے ایک صفحے پر اپنی مختلف پسندیدہ چیزوں، مثلاً رنگ، ٹی وی پروگرام، کتاب کے بارے میں فہرست تیار کریں۔

مقامات: بچوں سے کہیں کہ وہ کاپی کے ایک صفحے پر ان مقامات کے نام لکھیں جہاں وہ پہلے جا چکے ہیں۔

پیشہ/ ملازمت: بچوں سے کہیں کہ وہ اس پیشے/ ملازمت کا نام لکھیں جو وہ بڑے ہو کر اپنانا چاہتے ہیں۔

اپنی اس کتاب کو اپنے پاس رکھیں اور بوقت ضرورت اس میں مزید صفحات شامل کریں کیونکہ آپ کو اپنے بچوں میں مزید خود اعتمادی اور ان کی انفرادیت کی پہچان کی خاطر، ان کی شخصیت کی مزید انفرادی خصوصیات درج کرنے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔

☆ کہانی: ''ہر انسان، خاص انسان ہے......''

کئی زمانے پہلے ایک بادشاہ تھا جس نے اپنی تمام رعایا کو اس کے چہرے جیسا نقاب اور اس کے لباس جیسا لباس پہننے کا حکم دیا۔ کئی دنوں کی الجھن اور پریشانی کے بعد (کیونکہ سب لوگ ایک ہی جیسے معلوم ہو رہے تھے) ملکہ نے بادشاہ سے کہا ''آپ بے شک بادشاہ ہیں مگر آپ کو ابھی بھی بہت سیکھنے کی ضرورت ہے۔'' ملکہ نے بادشاہ کے سامنے وضاحت کرتے ہوئے بتایا ''ایک وجہ ایسی ہے کہ لوگ مختلف دکھائی دیتے اور مختلف کام کرتے ہیں!''

بادشاہ نے پوچھا: ''یہ وجہ کیا ہے؟''

ملکہ نے جواب دیا: ''اس دنیا کا ہر شخص ایک دوسرے سے مختلف ہے، لہٰذا، ہر انسان، ایک خاص انسان ہے!''

بادشاہ نے کہا: ''کیا تمہارا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو واقعی میری طرح دکھائی دیتا ہے اور میرے مانند ہی کام کرتا ہے، مجھے ایک خاص شخص کی حیثیت دے دیتا ہے؟''

ملکہ نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ آپ اپنی ذات کے لحاظ سے ایک خاص شخص ہیں، لیکن آپ جس قسم کا خاص انسان بننا چاہتے ہیں، اس لیے آپ کو محنت درکار ہوگی۔

اب بادشاہ نے فیصلہ کیا کہ وہ قوانین بنانے کے بجائے، اس لحاظ سے عوام کو سہولتیں فراہم کرے گا کہ وہ خود کو ایک خاص شخص بنائیں اور یہ کام کوئی بھی شخص انجام دے سکتا ہے۔ اس نے عوام کو اپنے محل میں ایک تقریب کے سلسلے میں دعوت دی تاکہ وہ اپنی انفرادیت کا اظہار کرسکیں۔ رعایا یہاں آکر بہت خوش تھی کیونکہ ہر شخص کو اپنی انفرادیت ثابت کرنے کا موقع میسر ہوا تھا۔ وہاں ہر شخص ایک دوسرے سے مختلف نظر آرہا تھا اور وہ سب لوگ خوش تھے کہ انہوں نے اپنی انفرادیت کا اظہار کیا۔ وہ سب لوگ اس لیے بہت خوش تھے کہ ان میں سے ہر شخص خاص شخص تھا۔

☆کھیل ''مجھے تمہاری کون سی بات پسند ہے!''

اپنے تمام گھرانے کو ایک قالین پر جمع کیجیے اور ان سب کے سامنے ایک خالی کرسی رکھ دیجیے۔ پھر بچوں سے کہیے: ''تم میں ہر بچہ ایک دوسرے سے مختلف ہے اور تم میں سے ہر بچہ ایک خاص بچہ ہے۔ تم میں بہت سی خوبیاں اور صلاحیتیں موجود ہیں جو تمہیں ایک خاص شخص بنا دیتی ہیں۔ آیئے، ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں کچھ صلاحیتیں اور خوبیاں کون سی ہیں۔''

پھر ایک بچے کو سب افراد کے سامنے کرسی پر بیٹھنے کے لیے کہیں۔ پھر دوسرے بچوں سے کہیں کہ اس بچے کے بارے میں غور کریں اور سوچیں آپ کو اس کی کون سی بات پسند ہے۔

پھر آپ، بطور والد/ والدہ اس بچے کی کسی خوبی کا ذکر کریں، مثلاً مجھے بن اس لیے پسند ہے کہ وہ ہر شخص کے ساتھ گھل مل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جیسکا بہت اچھا گاتی ہے، کرسی معموں کو بہت اچھی طرح حل کرلیتا ہے، ایمی کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ جب بچے اپنی اپنی خوبیوں کا ذکر کریں تو ان کی تعریف کریں اور انہیں شاباش دیں۔ ہر بچے کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ خود کو ایک بے مثال اور خاص بچہ سمجھے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ جو کچھ بھی بچوں سے کہہ رہے ہوں، اس میں یقین اور سنجیدگی کا عنصر شامل ہو۔ آپ کو چاہیے کہ ہر بچے سے آپ بہترین توقعات رکھیں۔ اس طرح، آپ ہر بچے میں موجود خاص صلاحیتوں کے متعلق جان پائیں گے اور اس سلسلے میں اس کی حوصلہ افزائی بھی کریں گے۔

☆گفتگو

اپنے بچوں کے ساتھ ایک ملاقات کیجیے اور انہیں بتایئے کہ جب آپ خود اپنی صلاحیتوں اور خوبیوں کو پسند کریں گے تو پھر آپ دوسروں کی خوبیاں اور صلاحیتیں پسند کر سکتے ہیں۔ ''اگر آپ کو خود پہ اعتماد نہیں ہے اور آپ کو اپنی ذات میں موجود صلاحیتیں اور خوبیاں نظر نہیں آتیں، تو پھر آپ ہمیشہ یہی چاہیں گے کہ آپ دوسروں کے مانند ہو جائیں، یا دوسروں کی مرضی کے مطابق معمولاتِ زندگی انجام دیں۔ پھر آپ کو نہ تو اپنی ذات اچھی محسوس ہوگی اور نہ ہی آپ دوسروں کو اچھا سمجھیں گے۔'' آپ اپنے بچوں کو ذہن نشین کرا دیں کہ اگر وہ خود پر اعتماد محسوس کریں گے، اور خود کو باصلاحیت تصور کریں گے، اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو اپنے طور پر نبھانے کے قابل ہیں اور اگر وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ ان کی ذات بے مثال ہے، اور وہ ایک خاص شخص ہیں، تو پھر وہ اپنی ذمہ داریاں دوسروں کی مرضی کے مطابق انجام دینے کے بجائے اپنی مرضی کے مطابق انجام دیں گے، اور دوسروں میں موجود مہارتوں اور صلاحیتوں کے متعلق بالکل فکر مند نہیں ہوں گے، کیونکہ اس دنیا میں موجود ہر شخص بے مثال انفرادی حیثیت کا مالک ہے۔

پھر آپ بچوں کے سامنے مثالیں پیش کریں، مثلاً ''اگر ٹام، تم سے بہتر چھلانگ لگا سکتا ہے تو تمہیں برا نہیں محسوس کرنا چاہیے کیونکہ آپ اس کی نسبت زیادہ بہتر طور پر گیند پھینک سکتے ہیں۔'' یا ''اگر ایس کے پاس ایک نئی گڑیا ہے اور آپ کے پاس نہیں ہے تو پھر بھی آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، کیونکہ آپ کے پاس اس سے کہیں اچھی گڑیا موجود ہے۔'' بچوں کو یہ بھی بتائیں کہ ''اگر آپ اپنے پاس موجودہ اشیاء اور اپنی صلاحیتوں سے مطمئن اور خوش ہیں تو پھر آپ خود کو پسند کریں گے۔ پھر آپ کو دوسرے افراد میں موجود انفرادی صلاحیتوں کے متعلق بھی بخوبی اندازہ ہوگا، اور پھر انہیں بھی پسند کرنے لگیں گے۔

☆''بے مثال'' کا مفہوم

بچوں کو بتائیں کہ آپ انہیں ایک نئے لفظ کے متعلق بتائیں گے۔ یہ لفظ ''بے مثال'' ہے۔ کیا آپ یہ لفظ کہہ سکتے ہیں۔ اسے دوبارہ کہیے۔ کیا کسی کو اس لفظ کا مطلب معلوم ہے۔

انہیں بتایئے کہ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں۔ اگر کوئی چیز بے مثال ہے تو پھر کوئی چیز اس جیسی نہیں۔ اس ضمن میں بچوں کو کچھ مثالیں دیجئے۔ برف، درخت، بلی کہنے کو یہ سب چیزیں ہیں لیکن یہ ایک دوسرے کے مانند نہیں ہیں۔ ان میں کوئی نہ کوئی فرق موجود ہے۔

''کیا اس دنیا میں آپ جیسا کوئی ہے؟'' (نہیں) تو پھر آپ ایک بے مثال شخص ہیں۔ اب دوبارہ کہیں۔ ''میں بے مثال ہوں'' (میرے جیسا کوئی نہیں)۔ اس سے کیا مراد ہے؟ (اس کا مطلب یہ ہے کوئی مجھ جیسا نہیں ہے)

پھر بچوں کو بتایئے کہ کون سی چیز انہیں خاص حیثیت عطا کرتی ہے اور وہ کیوں اس قدر اہم ہیں۔
''صرف تم ہی خود جیسے ہو۔''

۲۔''کردار'' کے متعلق گفتگو

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو ''کردار'' اور اس کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور انہیں بعد میں آنے والے دیگر طریقوں کے لیے بھی تیار کیا جائے۔

مندرجہ ذیل نکات کے بارے میں گفتگو کا اہتمام کیجیے:

☆ آپ کو یاد ہے کہ کب آپ نے خداداد صلاحیتوں کے بارے میں گفتگو کی تھی؟ (ہاں)

☆ آپ میں سے ہر ایک میں کون سی چند صلاحیتیں موجود ہیں؟ (بچے مثالیں دیتے ہیں)

☆ کیا سب لوگوں میں ایک ہی قسم کی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں؟ (نہیں۔ بچے مثالیں دیتے ہیں)

☆ کیا کچھ افراد کو کچھ کاموں میں مہارت حاصل ہوتی ہے، اور کچھ افراد کو بعض دوسرے کاموں میں مہارت حاصل ہوتی ہے؟ (ہاں! بچے مثالیں دیتے ہیں)

آج ہم مختلف قسم کی چیز ''کردار'' کے متعلق گفتگو کریں گے۔ کسی بھی شخص میں جس قسم کی صلاحیتیں موجود ہوں، اور کردار، ایک ایسی چیز ہے جسے ہر شخص اپنا سکتا ہے۔ کیا آپ کسی ایسی چیز کے متعلق سوچ سکتے ہیں جو اس کے مانند مفید اور کارآمد ہو؟ (ایماندار، اطاعت، خوش اخلاقی، انحصاری، مدد وغیرہ)

یہ سب خصوصیات، کردار کا حصہ ہیں۔ اس میں سے جس قدر خوبیاں آپ میں موجود ہوں گی، آپ کا کردار، اتنا ہی بہتر ہے۔ کردار ایک ایسی قسم کی شخصیت ہے جو واقعی آپ کی ہے، اور آپ کے اندر گہرائی میں موجود ہے۔ اب اگر آپ میں آپ کے کردار پر مشتمل چند خوبیاں موجود نہیں، تو کیا آپ یہ خوبیاں خود میں پیدا کر سکتے ہیں؟ (ہاں)

آپ یہ خوبیاں خود میں نہیں پیدا کرنا چاہتے تو کیا یہ لوگ آپ کی مدد کر سکتے ہیں؟ (زیادہ نہیں)

ممکن ہے کہ آپ اپنے گھرانے کی فہرست تیار کرنا چاہتے ہوں کہ ان کے کردار میں کیا چیزیں شامل ہیں، اور اس ماہ اس فہرست کو ایک نمایاں جگہ آویزاں کر دیجیے جس ماہ آپ کردار کے بارے میں احساسِ ذمہ داری پر اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

۳۔بچوں میں ان کے کردار کا نقش پیدا کریں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے اور ان میں احساس پیدا کیا جائے کہ وہ اپنے مضبوط اور مثبت کردار کو اپنے ذہن میں نقش کر لیں۔

چونکہ بچے فطری طور پر وہی بننا چاہتے ہیں جس کی آپ ان سے توقع رکھتے ہیں، اس لیے خاص طور پر یہ طریقہ بہت اہم ہو جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے آپ کی طرف سے بہت زیادہ ذہنی کوشش درکار ہے۔

ہر بچے کے بنیادی کردار کے متعلق تفصیلات تحریر کیجیے۔ اس تجربے کے ضمن میں ایماندار لیکن مثبت طرزِ عمل اختیار کیجیے۔ اس فہرست کا آغاز اپنے بچے میں موجود اس کے مضبوط کردار کی خصوصیات کے ذریعے کیجیے۔ (مثلاً، ایک نیا کام شروع کرنے کے لیے ہمت وحوصلہ، ایمانداری، حساسیت، چھوٹے بچوں کے لیے فکرمندی وغیرہ) پھر ان پہلوؤں کی طرف توجہ کیجیے جن میں آپ کے خیال کے مطابق اس میں مطلوبہ استعداد موجود ہے۔

یاد رکھیں، آپ اپنے بچے میں مہارتیں یا صلاحیتیں تلاش نہیں کر رہے بلکہ ان کے کردار کی خصوصیات معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہر بچے کے کردار کی خصوصیات کا محتاط تجزیہ ایک ذہنی مشقت ہے لیکن یہ عمل، بہت ہی مفید اور پُرلطف ہے، لیکن خاص طور پر یہ عمل بہت ہی کارآمد اور دلچسپ ہو جاتا ہے جب آپ اسے دونوں مل کر انجام دیتے ہیں۔

جب آپ ہر بچے میں موجود، مضبوط ترین خصوصیات کا تجزیہ کرلیں، اس کی کمزوریاں بھی تحریر کرلیں لیکن انہیں مثبت انداز میں تحریر کریں (مثلاً جمی، نہایت مشکل سے کام کر رہا ہے، وہ اپنے غصے پر زیادہ قابو پانے کی کوشش کر رہا ہے، وغیرہ۔)

یہ مکمل تفصیلات ایک کاغذ پر تحریر کرلیں (ہر بچے کے لیے ایک کاغذ استعمال کریں)، اور بچوں کے ساتھ مل کر اسے مکمل طور پر پڑھیں۔ آپ یہ فہرست، سب خاندان کے ساتھ یا انفرادی طور پر ہر بچے کے ساتھ پڑھیں۔ اپنے بچوں کو بتائیں کہ آپ کو ہر بچے اور اس کے کردار پر بہت فخر محسوس ہوتا ہے جسے آپ تحریر کرنے کے خواہش مند ہیں۔ آپ نے ہر بچے کے کردار کے بارے میں جو تفصیل تحریر کی ہے، اس کی ایک نقل ہر بچے کو دے دیجئے۔ اپنے پاس موجود ان تحریر شدہ کاغذوں کی نقول کو محفوظ جگہ رکھیے اور ایک مخصوص وقت کے بعد انہیں پڑھتے رہیے اور جب ایک بچہ، اپنے کردار کے کسی پہلو میں بہتری پیدا کر لیتا ہے تو اس کے متعلق تفصیل کو ''وہ سخت کوشش کر رہا ہے'' سے ''اس نے مہارت حاصل کر لی ہے'' میں تبدیل کر دیں۔ ان تفصیلات سے بچوں کو باقاعدگی کے ساتھ آگاہ کرتے رہیے۔

۴- خاندانی کردار

اس کا مقصد ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ وہ اس لحاظ سے فخر محسوس کریں کہ وہ ایک ایسے خاندان کا حصہ ہیں جو بعض کرداری خصوصیات کی اپنائیت اور اظہار کے لیے مشترکہ طور پر پُرعزم ہیں۔

جب آپ اپنے خاندان میں مختلف کرداری خصوصیات پر نظر ڈالتے ہیں تو پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان میں سے چند خوبیوں میں مہارت حاصل ہونا چاہیے۔ پہلے ان اُمور کو پنسل سے ایک کاغذ پر تحریر کر لیجیے اور جب سب لوگ ان اُمور میں مہارت حاصل کر لیں تو پھر قلم سے ان امور کو دوبارہ تحریر کریں۔

جب آپ اس فہرست کو واضح طور پر تحریر کر دیتے ہیں اور اس کے متعلق باقاعدگی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں تو پھر آپ کے گھرانے میں ایک قسم کا کردار اور ضابطۂ اخلاق پیدا ہو جائے گا، اور پھر اس کے ذریعے بچوں کو بھی قوت حاصل ہو گی اور ان میں بھی عزم پیدا ہو گا کہ وہ خود میں بھی ایسا ہی کردار پیدا کریں۔

۵- روایت اور ورثے کے ذریعے کردار

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ اس لحاظ سے فخر محسوس کریں کہ ان کا کس خاندان کے ساتھ تعلق ہے، اور اس ضمن میں ان پر ایک خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

☆ آباء واجداد کے قصے کہانیاں

اپنے آباء واجداد کے متعلق وہ قصے کہانیاں تلاش کیجیے جن کے ذریعے ان میں موجود بہترین کرداری خصوصیات کا اظہار ہوتا ہو۔ اپنے بچوں کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کیجیے کہ عام طور پر ایک اچھے کردار کی بنیاد ورثے ہی میں ملتی ہے لیکن اس میں نکھار اور مہارت پیدا کرنے کے لیے ابھی بھی سخت محنت درکار ہے۔

☆ روایات

اکثر گھرانوں میں ایسی روایات موجود ہوتی ہیں، جن کے متعلق انہیں قطعی علم نہیں ہوتا لیکن وہ انہیں عملی طور پر سال کے دوران بعض تہواروں، تقریبات اور تعطیلات کے موقع پر اپناتے ہیں۔ اپنے کیلنڈر پر ان روایات کا ذکر کیجیے جو آپ کے خاندان میں ایک مخصوص کردار پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ جب بچے ان روایات کا اظہار کرتے ہیں، پھر ان میں مخصوص کردار کی اپنائیت کے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ اثرات، خاندانوں کو منظم کر دیتے ہیں، اور بچوں کو ایک قسم کے تحفظ کا احساس ہوتا ہے، اور انہیں ایک ایسی شناخت حاصل ہوتی ہے جو ان کے کردار کو مضبوط بنا دیتی ہے اور ناسازگار حالات اور لوگوں کی مخالفت کے باوجود، وہ اپنے اس کردار پر قائم رہتے ہیں۔

خاندان میں مثبت روایات کی موجودگی اور آباء واجداد کے کردار کے باعث پیدا ہونے والی شناخت کے ذریعے بچے مضبوط کرداری سانچے میں ڈھل جاتا ہے اور والدین کے لیے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو صرف یہ فقرہ کہنے کے ذریعے اسے کردار سازی کے متعلق اُمور سے آگاہ کر دیں: ''یاد رکھو، تمہارا کس خاندان سے تعلق ہے!''

۶-قربانی

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچے کو اس لفظ کے معنی اور اثرات محسوس کرنے کے ضمن میں بتایا جائے۔

☆ باہمی گفتگو

اپنے بچوں کے ساتھ، لفظ ''قربانی'' کے بارے میں گفتگو کیجیے۔ اس کا کیا مفہوم ہے؟ کیا یہ ایک اچھی چیز ہے۔ انہیں وضاحت سے بتائیں کہ ''قربانی'' کی بہترین مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عزیز ترین چیز دے کر اپنے لیے کوئی اچھا فائدہ حاصل کرتا ہے تو اسے قربانی کہتے ہیں۔ اس ضمن میں مختلف مثالوں پر غور کیجیے اور ان کے متعلق گفتگو کیجیے۔ مثلاً، کوئی شخص چھٹی کے دن اپنی نیند چھوڑ کر کسی بیوہ کی مدد کرتا ہے جس کے باعث اسے طمانیت وتسکین کا احساس ہوتا ہے۔ ایک بچہ، اپنا پسندیدہ کھلونا، کسی ضرورت مند بچے کو دے دیتا ہے تاکہ وہ خوش ہو جائے اور اسے بھی اندرونی خوشی ومسرت حاصل ہو۔

☆ بے نام تحفہ

قربانی کے مفہوم سے مکمل طور پر آگاہ ہونے کے لیے بچے اپنے ایک خوبصورت ترین ترین کھلونے کو رنگین کاغذ میں لپیٹ کر کسی غریب بچے کو اپنا نام بتائے بغیر دے سکتے ہیں۔ پھر اپنی تصور کی نگاہ سے دیکھئے کہ یہ بچہ کس قدر خوش ہے۔

جب بچوں کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ انہیں اپنے منفی احساسات ترک کر کے اپنی ذات کے بارے میں ذمہ داری نبھانی چاہیے تو پھر ان میں حقیقی کردار پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقی کردار، اس صورت میں بھی پیدا ہوتا ہے جب وہ کسی ناپسندیدہ کام کو بھی انجام دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں کیونکہ انہیں علم ہوتا ہے کہ یہ ایک درست کام ہے۔ ان امور میں بچے کا رویہ بھی شامل ہے کہ جب اپنی چھوٹی بہن کی خوش قسمتی سے حسد کرنے کے بجائے خوش ہوتا ہے، اپنے سکول کا کام کرتا ہے اور سبق یاد کرتا ہے۔ یہ جذبہ اس وقت مزید مضبوط ہو جاتا ہے جب ایک دس سالہ لڑکا، کسی ضعیف شخص کو سڑک پار کرا دیتا ہے، یا پھر جب ایک بڑی بہن، اپنے چھوٹے بھائی کو اس وقت سنبھالتی ہے جب وہ دیکھتی ہے کہ ان کی ماں بیمار ہے۔

ایک دفعہ ایک دوست کے گھر کے باورچی خانے میں پانچ یا چھ گلدان پڑے تھے۔ ہر ایک میں مرجھائے ہوئے گلاب موجود تھے۔ تھوڑی سی گفتگو کے بعد میں نے ان مرجھائے ہوئے گلابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ کیوں ابھی تک یہاں موجود ہیں۔

میری دوست نے بتایا ''دراصل یہ پھول میری بیٹی کی سہیلیوں نے اسے تحفے میں دیئے تھے۔ ایک ڈرامے میں حصہ لینے کے لیے ان سب کے درمیان مقابلہ تھا۔ میری بیٹی یہ

مقابلہ جیت گئی اور اس کی سہیلیوں نے ایک حقیقی کردار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے یہ گلاب تحفے میں دیئے تھے اس لیے انہیں باہر پھینکنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اس پیاری بچی کی ماں کس قدر عقل مند تھی۔

جب ہم بچوں کو یہ احساس دلا دیتے ہیں کہ ان کا رویہ اور طرز عمل، دوسروں پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے تو وہ بہت ہی ذہنی پختگی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہو جاتا ہے کہ اپنے کردار کے بارے میں ذمہ داری کا احساس، ان کے لیے کس قدر اہم ہے۔

خاندانی اہم نکات

کردار سازی کے لیے خاندانی روایات، ذاتی معیارات کے متعلق گفتگو

کئی سالوں سے ہم چلی سے تعلق رکھنے والے ایک بچے کی کفالت کرتے رہے ہیں۔ اس کی تصویریں ہمارے گھر کے ایک کمرے کی دیواروں پر آویزاں ہیں۔ جب ہم انگلستان میں رہائش پذیر تھے تو ایک شام ہم اپنے مشترکہ کمرے میں تھے جو ہمارے لاؤنج سے کسی قدر علیحدہ تھا۔ اس وقت لاؤنج میں اندھیرا تھا اور بچوں کو کمرے کے دروازے پر لگے ہوئے شیشے آئینے کے مانند دکھائی دے رہے تھے اور وہ اپنے عکس بھی دیکھ سکتے تھے۔ پھر کسی نے کمرے کی روشنی جلا دی اور یہ آئینے شیشوں میں تبدیل ہو گئے اور انہوں نے اپنے عکس کے بجائے ایک ننھی بچی کی تصویر دیکھی۔ پھر اس کے بعد ہماری زندگیوں کے آئینے، شیشوں میں تبدیل ہونے کے متعلق بڑے بچوں کے ساتھ ایک دلچسپ گفتگو شروع ہو گئی جس کا موضوع اپنی ضروریات کے بجائے دوسروں کی ضروریات کا احساس اور کسی مسئلے کا حصہ بننے کی بجائے حل کا حصہ بننے پر مشتمل تھا۔ یہ ننھی بچی ہمارے لیے قربانی کی علامت بن چکی ہے۔ بچے، ہر طرح اس کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ پھر ہمارے ایک بچے نے ہمارے خاندان کے دیگر افراد کی مدد سے ضرورت مند بچوں کے لیے باقاعدگی کے ساتھ چندہ جمع کرنا شروع کر دیا۔

کسی بھی گھرانے میں ضرورت مندوں کے لیے امداد، ایک معمول کی حیثیت اختیار کر سکتا ہے۔ یہ معمولات، وہ روایات، ہوتی ہیں جن پر ہم باقاعدگی سے عمل کرتے ہیں اور ان کے ذریعے تحفظ کا احساس حاصل کرتے ہیں۔ خاندانی روایات، کم از کم، دو وجوہات کی بناء پر بچوں میں کردار سازی کے لیے مفید

ثابت ہو سکتی ہیں۔(۱) ان روایات کو بذاتِ خود بے غرضی، قربانی اور بہتری سے منسلک کیا جا سکتا ہے۔(۲) ایک خاندان میں محض روایات کی موجودگی کے باعث نظم و ضبط پیدا ہو سکتا ہے، بچوں کو احساسِ ملکیت فراہم ہوتا ہے اور بچے، ایک بڑے خاندان کا حصہ ہونے کے باعث احساس تحفظ محسوس کرتے ہیں۔ یہ احساسِ تحفظ، انہیں اندرونی طور پر وہ حوصلہ اور جذبہ مہیا کرتا ہے جو ان کے کردار کا ایک حصہ ہے۔

خاندانی روایات کے موضوع پر بے شمار کتب تحریر کی گئی ہیں۔ ہمارے خیال کے مطابق بہترین روایات وہ ہوتی ہیں جو آپ کے اس کردار کے نکھار میں مددگار ثابت ہوتی ہیں جو آپ نے پہلے ہی خود میں پیدا کیا ہوتا ہے، اور بعض اوقات، یہ روایات، ہمارے آباء واجداد کی قائم کردہ ہوتی ہیں۔

ہم اپنی ان روایات کو باقاعدہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کتاب میں، جہاں ہم نے اپنے آباء و اجداد کے قصے کہانیاں درج کی ہوتی ہیں، اسی کتاب میں ہم ان روایات کو ہر ماہ درج کرتے رہتے ہیں۔ ہر روایت کی وضاحت ایک تصویر کے ذریعے کی جاتی ہے جسے ہمارا کوئی بھی بچہ بنا لیتا ہے۔ ہر ماہ، کم از کم دو روایات تحریر کی جاتی ہیں، حالانکہ دسمبر جیسے مہینوں میں یہ روایات زیادہ بھی ہو سکتی ہیں۔ اس حوالے سے چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

☆ **جنوری**...... جوش کی سالگرہ: ہم اپنے عقبی دالان میں ایک بہت بڑا برفانی آدمی تعمیر کرتے ہیں اور اسے دیکھنے اور سالگرہ کے کیک میں حصہ لینے کے لیے اپنے ہمسایوں کو بھی مدعو کرتے ہیں۔

شاونی کی سالگرہ: قریب ترین جمعے کو جب نیم یا مکمل چاندنی ہوتی ہے، ہم نصف رات کو بیدار ہو جاتے ہیں اور باہر برف میں جا کر اس چاندنی رات کے سحر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

☆ **فروری**...... ہمارے تمام بچے کوشش کرتے ہیں کہ اپنے ہمسایوں میں کوئی ایسا شخص جو اپنے محبوب کی طرف سے تحفہ نہ ملنے کے باعث مغموم ہو، اسے تحفہ دے دیں۔ بچے، ایسے افراد کے لیے خاص تحائف تیار کرتے ہیں۔

☆ **اگست**...... سائیدی کی سالگرہ: شام کے وقت ہم اس کی سالگرہ کا کیک ایک بڑے برتن میں رکھ دیتے ہیں، موم بتیاں جلاتے ہیں اور اس برتن کو جھیل میں بہاتے ہیں۔ پھر جب پانی کی لہریں، اسے کنارے پر لے آتی ہیں تو پھر ہم یہ کیک کھاتے ہیں۔

☆ **نومبر**...... شکرانے کے کارڈ: ہم یہ کارڈ، سب لوگوں کو بھجواتے ہیں۔ ہر بچہ شکرانے اور دوستی کے موضوع پر ایک مختصر نظم لکھتا ہے۔

☆ **دسمبر**...... ہمسایوں کے ساتھ موسیقی کا پروگرام: ہمارے اور ہمسایوں کے بچے مل کر، اپنے والدین

کے لیے موسیقی کا پروگرام کرتے ہیں جو موسیقی کے اس پروگرام میں داخلے کے لیے بھاری رقوم خرچ کرتے ہیں۔اس پروگرام کی آمدن سے بچے ضرورت مند افراد کی مدد کرتے ہیں۔

☆ **سہ ماہی جائزہ**...... ہر تین ماہ بعد، ہر بچہ، ایک کتاب میں کسی بھی ایک بہترین واقعے کے متعلق اپنے تاثرات درج کرتا ہے جو اس نے کہیں سے سنا ہو، پڑھا ہو، دیکھا ہو یا اس کے ساتھ پیش آیا ہو۔

کردار سازی کے حوالے سے اپنی ذمہ داری کا احساس اور ذاتی نظم وضبط، اہم حیثیت کا حامل ہے۔ حالانکہ یہ کسی قدر مشکل ہے لیکن بچوں کو سکول بھیجنے کے لیے ہم بھی صبح ہی بیدار ہو جاتے ہیں۔صبح اُٹھ کر بچے اپنا سبق بھی یاد کرتے ہیں اور سکول جانے سے پہلے گھر کے کام کاج میں ہاتھ بھی بٹاتے ہیں۔

9

احساسِ ذمہ داری برائے قابلیت واستعداد

''ہر بچے میں اس قدر قابلیت واستعداد موجود ہوتی ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، لیکن صرف اس تصور ہی کے ذریعے، ہم بچے کو اس قابلیت واستعداد کے حصول کے لیے تیار و آمادہ کر سکتے ہیں۔''

تعریف ومثال

اپنی نوعیت کے اعتبار سے ذمہ داری کی دو اقسام ہیں۔ عام اور معمولی نوعیت کی ذمہ داری وہ ہے جب ہم غیر ذمہ دارانہ رویہ اور طرز عمل اختیار نہیں کرتے، اور ذمہ داری کی اعلیٰ قسم وہ ہے جب ہم اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق ہر کام انجام دے سکتے ہیں، اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق ہر قسم کی شخصیت اختیار کر سکتے ہیں، اور وہ تمام صلاحیتیں اور مہارتیں پیدا کر سکتے ہیں جو ایک انسان میں موجود ہو سکتی ہیں۔

انسان کے اندر موجود خود اعتمادی، حوصلے اور عزم کی انتہا یہ ہے کہ اس کے اندر جو بہترین صلاحیتیں اور مہارتیں موجود ہیں، انسان نہ صرف انہیں دریافت کرنے میں کامیاب ہو جائے بلکہ ان صلاحیتوں اور مہارتوں کے حصول میں کامیاب ہو جائے، جو اس کے اندر پہلے موجود نہیں تھیں۔

جو شخص، اپنی ذات اور پھر اس دنیا کے اعتبار سے کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل کر لیتا ہے، اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں ایک عارضی مرحلے میں سے گزرتا ہے۔ وہ ایک عام اور اوسط درجے کے شخص سے، زندگی کے ماہ وسال، گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک ایسے شخص میں تبدیل ہو جاتا ہے جو اپنی قسمت خود بناتا ہے، جس کی زندگی کی باگ ڈور خود اس کے اپنے ہاتھوں میں ہوتی ہے، جو صرف اپنی مرضی اور فیصلے کے مطابق ہی اپنی زندگی میں آگے بڑھتا ہے، اپنی زندگی خود سنوارتا ہے اور زندگی کے تمام میدانوں میں اپنی بہترین کارکردگی کا اظہار کرتا ہے۔

اس باب میں وہ تمام طریقے اور تراکیب بتائی گئی ہیں جن کی مدد سے ایک بچہ، اپنی زندگی کے عارضی مرحلے میں سے کامیابی کے ساتھ گزر سکتا ہے۔

جب لاری کی عمر ساڑھے نو سال ہوئی تو وہ اپنے پڑوس میں رہنے والے پیٹر کا بہترین دوست بن گیا جو اس سے محض ایک سال ہی بڑا تھا۔ جہاں تک اس دوستی کے آغاز کا تعلق ہے، کم از کم اس لحاظ سے یہ دوستی خوش قسمت نہ تھی۔

پیٹر، خاص طور پر ایک کاہل اور سست لڑکا تھا جس کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی کہ وہ ذمہ داری سے فرار حاصل کرے اور وہ چیز سیکھ لے جس میں اسے کم از کم محنت کا سامنا ہو۔ اسے جب بھی موقع ملتا، وہ سکول سے غیر حاضر ہو جاتا اور جب وہ سکول میں حاضر ہوتا،

اس کی کارکردگی بہت گھٹیا ہوتی۔ وہ نہ تو سلیقے سے لباس پہنتا تھا اور نہ اسے گفتگو کرنے کی تمیز تھی۔ اس کے نہ تو کوئی مشاغل تھے اور نہ ہی اسے علمی و ادبی کاموں سے دلچسپی تھی۔ اسے صرف کھیل کا ہی شوق تھا، وہ ٹیلی ویژن پر بھی کھیل ہی دیکھتا تھا اور جہاں بھی اسے موقع ملتا، وہ کھیلنے چلا جاتا۔ جب اس کے ساتھ کھیلنے والا کوئی دوسرا موجود نہ ہوتا تو وہ اکیلا ہی کھیلتا رہتا۔

اس نئی دوستی کے نتیجے میں لاری میں بھی کھیل کا شوق دگنا ہو گیا اور سکول، اسباق اور اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھنے کے ضمن میں اس کا رجحان بہت حد تک کم ہو گیا۔ لاری کے والدین، باربرا اور بینس کو بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کریں۔ پیٹر کے والدین بھی اپنی دنیا میں گم تھے، اور یہ صورت حال اس قدر تیزی کے ساتھ رونما ہوئی تھی کہ اس صورت حال سے نجات حاصل کرنے کے لیے بہت کم کوشش کر پائے تھے۔

لاری کی توجہ دوبارہ پڑھائی کی طرف دلانے اور دیگر امور میں بھی اچھا رویہ اور طرزِ عمل اپنانے کے لیے اس کے والدین کی پہلی کوشش قطعی ناکام ثابت ہوئی۔ یہ پہلی کوشش اس کے والدین کی طرف سے اس نصیحت پر مشتمل تھی جس کے ذریعے اسے یہ بتایا گیا تھا کہ سکول کی پڑھائی، کتابوں، کالج، کام اور کامیابی کی نسبت کھیل کیوں غیر اہم ہے۔ والدین کی طرف سے نصیحت کے جواب میں لاری نے انہیں کہا کہ آج کھلاڑی، ایک ہفتے میں اتنا کچھ کما لیتے ہیں جتنا انہوں نے ایک سال میں بھی نہیں کمایا ہوگا۔

باربرا اور بینس پہلے تو خاموش ہو گئے اور پھر انہوں نے اپنی منصوبہ بندی کے پہلے مرحلے کا آغاز کیا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ ممکن ہے کہ کھیل، کچھ مفید ثابت ہو سکے، شاید، لاری کو اس میں موجود استعداد اور قابلیت سے آگاہ کرنے کے لیے کھیل، ہی کچھ سکھانے کا ذریعہ ثابت ہو سکے، شاید اسی طرح، ان کا بیٹا، اپنے اہداف و مقاصد اور اپنی قابلیت و استعداد کے حصول کے لیے کوشش کر سکے، وہ کچھ ایسی چیز سیکھ سکے جو اسے زندگی کے دیگر پہلوؤں میں بھی کامیابی دلا سکیں۔

اگلے ہفتے، انہوں نے پیٹر کو رات کے کھانے پر بلایا۔ ایک دلچسپ گفتگو کے بعد، موضوع کا رخ یوں مڑ گیا: "جہاں تک کھیل کا تعلق ہے، تم دونوں لڑکوں میں بہت قابلیت اور استعداد موجود ہے۔ ہم نے تمہیں کھیلتے ہوئے دیکھا ہے، ہمارے خیال کے مطابق

تمہیں ابھی مزید مشق کی ضرورت ہے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم کچھ اور مشق کریں۔

اگلے ہفتے کے دوران، باربرا اور بینسن نے دونوں لڑکوں کو بھرپور مشق کرنے میں ہر ممکن سہولت فراہم کی۔ انہیں بتایا کہ کس قسم کی مشق کے ذریعے وہ ایک ماہر کھلاڑی بن سکتے ہیں۔ بینسن نے ان کی مشق کے لیے خود اپنا وقت بھی صرف کیا، لیکن اس نے صرف اس لحاظ سے ان لڑکوں کو مدد مہیا کی کہ وہ اپنے اہداف مقرر کر لیں کیوں کہ کھیل کا شوق ان میں پہلے ہی سے موجود تھا۔ انہوں نے ایک گوشوارہ تیار کیا جس پر اپنے اہداف کے حصول کے ضمن میں تمام تفصیلات درج کی جانے لگیں۔

لاری کے والدین نے ایک ہفتے تک لاری کے ساتھ اس کے سکول کی پڑھائی اور اسباق یاد کرنے کے متعلق قطعاً کوئی گفتگو نہیں کی اور بدقسمتی سے اس کا نتیجہ وہی برآمد ہوا جس کا انہیں خدشہ تھا لیکن ان لڑکوں کے کھیل میں اب پہلے سے بہت بہتری واقع ہو چکی تھی۔ انہوں نے جو ہفتہ واری اہداف مقرر کیے تھے، وہ اب ان کے قریب ترین پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ اب وہ کھیل میں پہلے سے زیادہ دلچسپی لینے لگے تھے، کیونکہ ایک تو کھیل ان کے لیے لطف کا باعث تھا اور دوسرے اپنے اہداف تک پہنچنے کے باعث، انہیں تسکین اور طمانیت بھی محسوس ہو رہی تھی۔

اب ان کے منصوبے کے دوسرے مرحلے کا وقت آن پہنچا تھا۔ ایک رات، انہوں نے لاری کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اس سے گفتگو کے دوران کہا کہ اہداف کا تعین کس قدر پُرلطف کام ہے، اور پھر ان کے حصول کے لیے کوشش بھی خوشی و تسکین کا باعث ہے۔ بلاشبہ کھیل ہی اب ان کے لیے مثال اور گفتگو کا موضوع تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا وہ کھیل کے بجائے نہیں، بلکہ کھیل کے ساتھ ساتھ زندگی کے دیگر پہلوؤں کے بارے میں اہداف مقرر کرنا چاہتا ہے؟ جب لاری نے اثبات میں جواب دیا انہیں بہت تسکین حاصل ہوئی۔

لاری نے کہا: ''میں تو کھیل کھیل کر بیزار ہو چکا ہوں، میں اب کچھ اور کام کرنا چاہتا ہوں!''

اس کے بعد جو گفتگو ہوئی، اس کے نتیجے میں ان تینوں نے اتفاق کیا کہ اگرچہ کھیل میں بہت لطف ہے لیکن سب کچھ کھیل ہی تو نہیں۔ وہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ اگرچہ پیٹر،

لاری کا اچھا دوست ہے۔لیکن اس نے کھیل کو خود پر اس قدر سوار کرلیا ہے کہ اس نے زندگی کے دیگر پہلو بالکل نظر انداز کردیئے ہیں، جس کے باعث کھیل کے علاوہ اس کی زندگی میں کسی قسم کی بھی کامیابی موجود نہیں ہے۔ اب انہوں نے اس موضوع کے بارے میں بھرپور گفتگو کی کہ یہ ایک اچھا خیال ہے کہ زندگی کے دیگر میدانوں میں کامیابی کے لیے اہداف مقرر کیے جائیں تاکہ آپ دیکھ سکیں کہ آپ کو کس کام میں مہارت حاصل ہے کیونکہ آپ زندگی کے کسی ایک پہلو کے لحاظ سے ناکام یا مایوس ہو جاتے ہیں تو پھر بھی آپ خود پر فخر محسوس کریں کہ آپ کسی دوسرے کام میں ماہر ہیں۔
والدین کی طرف سے کوشش کا دوسرا مرحلہ اس وقت مکمل ہوگیا جب لاری نے کہا کہ اگر اس نے زندگی کے دیگر میدانوں میں بھی کامیابی حاصل کرلی تو ممکن ہے کہ پیٹر بھی یہ تبدیلی محسوس کرے اور اپنے طور پر کچھ دیگر مختلف کام انجام دینے پر آمادہ ہوجائے۔
جب لاری کے والدین، اس رات سونے کے لیے گئے، انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی لاری کے ساتھ گفتگو، اس کی باقی تمام زندگی کے لیے ایک فیصلہ کن مرحلہ اور نقطہ آغاز کبھی نہ آتا اگر وہ اسے کھیل ہی میں مصروف رہنے دیتے اور لاری کے بجائے پیٹر کو سمجھاتے۔

اپنی قابلیت اور استعداد کے احساس ذمہ داری کے بارے میں بچوں کو آگاہ کرنے اور انہیں تربیت فراہم کرنے کے ضمن میں عام طور پر دو غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ پہلی غلطی تو یہ ہے بچوں کی دلچسپیوں اور میلانات کے باعث حاصل ہونے والے شاندار مواقع والدین کی عدم توجہی کے باعث ضائع ہوجاتے ہیں۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ انہیں اس قدر زیادہ کاموں میں الجھا دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خاندان اور دیگر افراد کے بارے میں اپنی ذمہ داریاں فراموش کردیتے ہیں۔

جہاں ہم رہتے تھے، وہاں ہمسایوں کے بچے تیراکی، موسیقی اور اس طرح کے دیگر مشاغل میں اس قدر مصروف رہتے تھے کہ دیگر ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لیے ان کے پاس وقت نہیں تھا۔ ان کی مائیں ان کے کاموں میں ہی مصروف رہتی تھیں اور ان کے کمرے بھی خود ہی صاف کرتی تھیں۔ انہیں ایک بڑے بچے سے یہ کہنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کا خیال رکھے کیونکہ بڑا بھائی بہت مصروف رہتا تھا۔
یہاں تک ہمارا خیال ہے، یہ دونوں غلطیاں یکساں طور پر بُری ہیں۔

طریقے وتراکیب

۱-اہداف کاتعین اوران کاحصول

☆ کہانی: ’’سام اورسرکس کی رقم‘‘

سام، ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا۔ دو پروگراموں کے درمیان سرکس کے متعلق ایک اشتہار دکھایا جا رہا تھا۔ ٹیلی ویژن کی سکرین پر ہاتھی، ریچھ اور مسخرے رقص کر رہے تھے۔ ایک آواز نے کہا: ’’آپ کے شہر میں سرکس جلد آ رہا ہے، اسے دیکھنے کا موقع مت ضائع کریں۔‘‘

سام، دوڑا دوڑا اپنی ماں کے پاس گیا اور سرکس دیکھنے کی ضد کرنے لگا۔ اس کی ماں کہنے لگی: ’’سام، ابھی ابھی ہم نے تمہاری سالگرہ پر کافی رقم خرچ کی ہے، اگر تمہیں سرکس دیکھنے کا اس قدر شوق ہے تو ٹکٹ خریدنے کے لیے تمہیں رقم خود کمانا ہوگی۔‘‘

سام، اپنی ماں کی بات سن کر گہری سوچ میں مگن ہو گیا اور اسی اثناء میں ٹیلی ویژن کا بقایا حصہ دیکھنا بھول گیا۔ اس نے صوفوں اور کرسیوں کی گدیوں کے نیچے ہاتھ مارے تو اسے کچھ رقم مل گئی۔ اس نے اپنی ماں سے پوچھا کہ سرکس کی ٹکٹ کی کتنی قیمت ہے؟ ماں نے سرکس کے ٹکٹ کی جو قیمت بتائی وہ کافی زیادہ تھی۔ اس نے ماں کو صوفوں اور کرسیوں کی گدیوں کے نیچے سے ملنے والی رقم دکھاتے ہوئے کہا: ’’میرے پاس دو ڈائم موجود ہیں، مزید کتنی رقم چاہیے؟‘‘ اس کی ماں مسکرائی اور کہنے لگی: ’’جتنی تمہارے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں ہیں، یعنی ۲۰، ڈائم‘‘

پھر سام کی ماں اسے اپنے ساتھ میز کے پاس لے گئی۔ اس کے اوپر ایک کاغذ رکھا اور بڑا سا 20 لکھ دیا۔ پھر ماں نے اس عدد کے ساتھ ہی ایک لمبی نلکی بنا دی۔ کاغذ پر یہ تصویر ایسے دکھائی دے رہی تھی۔

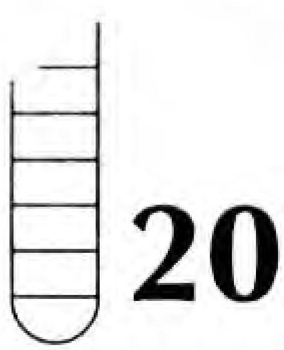

پھر سام کی ماں نے اس نلکی کے مربع خانوں میں سرخ پنسل سے جگہ بھر دی۔

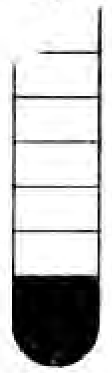

20

ماں کے کہنے سے پہلے ہی سام تمام بات سمجھ گیا۔ وہ کہنے لگا: ''جب ہر دفعہ میں ایک اور ڈائم حاصل کروں گا، میں مربع خانے میں رنگ کرتا جاؤں گا جب تک بیس مربع خانے مکمل طور پر سرخ نہیں ہو جاتے۔'' اس کی ماں کہنے لگی: ''بہت خوب تہہ خانے میں سوڈے کی کچھ خالی بوتلیں ہیں، تم انہیں لے سکتے ہو!'' سام بھاگ کر تہہ خانے میں گیا۔ وہاں اسے سوڈے کی تین خالی بوتلیں ملیں۔ وہ ان بوتلوں کو قریبی دکان پر لے گیا اور وہاں سے اسے تین ڈائم ملے۔ اب اس نے تین مزید مربع خانوں میں سرخ رنگ پھیر دیا۔

سام کہنے لگا: ''اب میں کیا کروں؟''

ماں نے جواب دیا: ''کیا تم ایسے طریقے سوچ سکتے ہو کہ تم مزید رقم حاصل کر سکو؟''

سام نے کہا: ''سوڈے کی بوتلیں؟''

ماں نے کہا: ''نہیں اب اور کوئی بوتل موجود نہیں!''

سام کہنے لگا: ''شاید ہمارے ہمسائے جانسن کے پاس کچھ بوتلیں ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔'' جانسن کے پاس کسی بھی قسم کی خالی بوتلیں موجود نہیں تھی۔ لیکن اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے عقبی دالان کی صفائی ہونے والی ہے اور اسے دو ڈائم ملیں گے۔ سام نے دالان کی صفائی کر دی اور اسے مزید دو ڈائم حاصل ہو گئے۔

اب سام کچھ اور کاموں کے متعلق سوچنے لگا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہفتے کے آخر تک بنی ہوئی تصویر کی کیا شکل بن گئی تھی۔ بالکل درست! اس نلکی کے تمام مربع خانوں میں رنگ بھرا جا چکا تھا۔ سرکس بہت شاندار تھا۔

سرکس دیکھنے کے بعد گھر واپس آتے ہوئے سام مسلسل گہری سوچ میں گم رہا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنی ماں سے کہا: ''امی کیا آپ کا خیال ہے کہ میں اس قدر رقم کما سکتا ہوں کہ میں موٹر سائیکل خرید سکوں؟'' ماں نے جواب دیا: ''میرا خیال ہے کہ

ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس کے لیے بہت زیادہ وقت درکار ہوگا۔''

اس رات، سام کے والدین نے آپس میں گفتگو کی اور انہیں ایک ترکیب سوجھ گئی۔ اگلی صبح سام کے والد نے اسے بلایا اور کہا: ''سام، میرا خیال ہے کہ اس سال تم گھر کے باغیچے میں کچھ ٹماٹر اگا لو تو تم اس قدر رقم کما سکتے ہو کہ تم موٹر سائیکل خرید سکو۔ مجھ سے دو ڈالر لے کر ٹماٹر کے پودے اور بیج خرید لو۔ اگر تم ان کی اچھی طرح دیکھ بھال اور نگہداشت کرو گے تو یہ فصل بیچ کر کافی رقم کما سکو گے۔ پھر مجھے میرے دو ڈالر واپس کر دینا اور بقایا رقم سے موٹر سائیکل خرید لینا۔''

تمام موسم گرما، سام ٹماٹر کے پودوں کی بخوبی حفاظت اور دیکھ بھال کرتا رہا۔ جب ٹماٹر سرخ ہو گئے تو انہیں توڑ کر ایک بالٹی میں جمع کر دیے۔ پھر وہ اپنے ہمسایوں کے گھر گیا اور انہیں ٹماٹر فروخت کر دیے۔ جب روزانہ ٹماٹر سرخ ہو جاتے تو سام انہیں فروخت کر دیتا۔ موسم خزاں آنے تک سام، تمام ٹماٹر فروخت کر چکا تھا۔ اب اس کے پاس اس قدر رقم جمع ہو چکی تھی کہ اپنے والد کے دو ڈالر واپس کر کے اپنے لیے ایک خوبصورت تحفہ خرید سکے، سرخ رنگ کی موٹر سائیکل، وہی رنگ ٹماٹروں کا رنگ تھا۔

☆ کہانی: بیٹسی کا ہدف

بیٹسی کے متعلق یہ کہانی اپنے الفاظ میں بیان کیجیے جس کی سالگرہ آئندہ ماہ تھی اور وہ سوچ رہی تھی کہ سالگرہ کی تقریب کے موقع پر اپنے تمام دوستوں کو بلائے۔

جب بیٹسی کے والد اپنے دفتر سے واپس گھر آئے تو انہوں نے بتایا کہ انہیں ایک دوسرے شہر میں ملازمت کے لیے بھیج دیا گیا ہے اور ایک ہفتے کے اندر انہیں دوسرے شہر پہنچنا ہے۔ بیٹسی بہت اُداس اور مایوس تھی کیونکہ انہیں اس کی سالگرہ سے پہلے ہی یہاں سے چلے جانا تھا اور جس نئے سکول میں داخلہ لیتی، وہاں کوئی بھی اس کا واقف نہ ہوتا۔ اب وہ کسے اپنی سالگرہ کی تقریب پر بلاتی؟ اس کی ماں نے اسے کہا کہ ممکن ہے وہ اپنے لیے یہ ہدف مقرر کر سکے کہ اس نے سالگرہ کی تقریب سے قبل، بروقت، اپنے کچھ نئے دوست بنانے ہیں۔ بیٹسی نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنے دل میں یہ بھی ٹھان لیا کہ وہ اپنے دوستوں کو بلائے گی۔

جب نئے شہر میں بیٹسی سکول کی بس کی منتظر تھی تو اس کی ملاقات ایک ایسے لڑکے سے ہوئی جو اس کا ہم عمر تھا "ہے! میرا نام بیٹسی ہے، ہم ابھی یہاں آئے ہیں۔" اس ننھے لڑکے نے بھی دوستانہ انداز میں جواب دیا۔ پھر بیٹسی نے یہی الفاظ بس میں ایک لڑکی سے کہے۔ جب تک وہ سکول پہنچی، اس کے دو نئے دوست بن چکے تھے۔

اگلے دن سکول میں اسے ایسا لڑکا نظر آیا جو تنہا نظر آ رہا تھا، اور پھر بیٹسی نے اسے اپنے ساتھ کھیلنے کی دعوت دی۔ وہ لڑکا بیٹسی کا دوست بن گیا۔ اب بیٹسی کے تین دوست تھے۔

اگلے دن سکول میں اس نے ایک لڑکی کی جوتے پہننے میں مدد کی۔ اب اس کے چار دوست ہو چکے تھے۔ اگلے دن بارش ہوگئی اور اس نے اپنی چھتری کے نیچے دو بچوں کو بھی شامل کر لیا جو سکول کی بس کا انتظار کر رہے تھے۔ اب اس کے چھ دوست تھے۔

اس شام بیٹسی کی دادی اماں، انہیں ملنے کے لیے آئیں اور اس کے لیے بہت سی مونگ پھلیاں لائیں۔ بیٹسی نے فیصلہ کیا کہ وہ یہ مونگ پھلیاں نہیں کھائے گی اور سکول میں اپنے ساتھی بچوں میں تقسیم کر دے گی۔ اب اس کے دس نئے دوست بن چکے تھے۔ اس نے سب دوستوں کو ہفتے کو اپنی سالگرہ کی تقریب کے لیے دعوت دے دی۔

ہفتے کی صبح بیٹسی نے لاؤنج کو رنگین جھنڈیوں، پھولوں اور غباروں سے سجا دیا، اور اس نے اپنے نئے دوستوں کے ساتھ سالگرہ کی نہایت شاندار تقریب خوشی منائی۔

اب پوچھیے: "بیٹسی کا ہدف کیا تھا؟" (اس کا ہدف یہ تھا کہ سالگرہ سے قبل اس کے کچھ نئے دوست ہوں)

"کیا اس نے اپنا ہدف حاصل کر لیا؟

اس میں اس کا کتنا وقت صرف ہوا؟

اس نے یہ سب کچھ کیسے کیا؟"

☆ آپ جو ہدف مقرر کریں گے، بچے اسی پر عمل کریں گے

بچوں کو بتائیے کہ ان سب کا اپنا اپنا ایک مقصد ہے۔ اپنے ذہن میں ایک بات سوچنے اور انہیں بتا دیجئے کہ یہ ایک ایسا کام ہونا چاہیے کہ وہ آپ کو اس کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہوئے دیکھیں اور پھر اس کا نتیجہ بھی اس کے سامنے آ جائے۔

اس ضمن میں چند تجاویز مندرجہ ذیل ہیں: پانچ پاؤنڈ کسی ضرورت مند کو دیجئے، باورچی خانے کا کچھ کام کر دیجئے، قالین صاف کیجیے، روٹی بنانا سیکھئے۔ ایک ایسے ہدف کا انتخاب کریں جسے آپ حاصل کر سکیں۔

بچوں کو بتایئے کہ آپ یہ کام انجام دیں گے، اور اس کے حصول کے لیے آپ منصوبہ بندی کیونکر کریں گے۔ پھر انہیں وہ گوشوارہ دکھایئے جس پر اپنے ہدف کے حصول کے ضمن میں طے شدہ مراحل درج کریں گے تا کہ انہیں علم ہو جائے کہ آپ نے یہ ہدف حاصل کر لیا ہے۔

ایک بڑے کاغذ پر ایک بڑا دائرہ بنایئے اور اسے آٹھ حصوں میں تقسیم کر دیجئے۔ آپ انہیں بتایئے کہ رنگین پنسلوں سے آپ ان حصوں میں کس طرح رنگ بھریں گے۔ (ہر ایک کام کے لیے ایک مختلف رنگ)۔ پھر جب آپ اپنا ہدف حاصل کر لیں گے تو دائرے کے تمام حصے رنگوں سے بھر چکے ہوں گے۔

پھر ان سے کہیے "کیا آپ اپنے لیے ایک ہدف مقرر کرنا چاہیں گے اور جس طرح میں نے کاغذ پر گوشوارہ تیار کیا ہے، آپ بھی اسی طرح گوشوارے کی مدد سے اپنا ہدف حاصل کر لیں گے؟ آپ سوچیں اور غور کریں کہ آپ کو اپنے اس ہدف کے حصول کے لیے کیا چاہیے ہوگا کوئی ایسی معینہ چیز جو آپ واقعی انجام دینا چاہتے ہوں۔"

اگر بچے اسی وقت ہی اپنے اہداف کے بارے میں اپنے خیالات اور تجاویز پیش کر دیں، تو پھر انہیں روکیے مت۔ آپ بھی کچھ تجاویز پیش کر سکتے ہیں۔ اگر وہ اس طرح کی کوئی تجویز پیش کریں: "میں موٹر سائیکل چلانا سیکھنا چاہتا ہوں!" آپ کہیے "یہ بہت اچھی بات ہے، لیکن اس میں زیادہ وقت صرف ہوگا۔ کوئی ایسا کام بتایئے جسے آپ اسی ہفتے انجام دے سکیں۔"

گھر میں کھیل کود کرنے والے بچے، جو ابھی سکول نہیں جاتے، انہیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے جوتوں کے تسمے باندھنا سیکھیں، یہ سیکھیں کہ وہ اپنے کوٹ کے بٹن کیسے بند کر سکتے ہیں، اپنا نام لکھنا سیکھیں، بڑوں کی بات خاموشی سے سنیں، دوسروں کو ضرب مت لگائیں وغیرہ۔

☆ پتلی تماشے

آپ کو اپنے ہاتھوں پر مشتمل پتلیاں درکار ہیں جن میں سے ایک لڑکا، لڑکی اور ایک ماں ہے۔ تماشا دکھانے کے لیے آپ صوفے کی پشت یا ایک بڑی کرسی استعمال کر سکتے ہیں۔ ہر تماشا، زیادہ سے زیادہ ایک یا دو منٹ جاری رہنا چاہیے اور آپ کو ساتھ ساتھ بتانا بھی چاہیے کہ کیا واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ بچے، اس وقت، کرداروں کی بات چیت زیادہ بہتر طور پر سمجھ پائیں گے جب ایک کردار حرکت کرے گا اور دوسرا کردار ساکن رہے گا۔ پھر بچے بھی اپنی تخیلاتی قوت کو فعال انداز میں استعمال کرتے ہوئے کرداروں کی حرکات کی سے بخوبی واقف ہو جائیں گے اور تصور کی نگاہ سے دیکھ سکیں گے کہ ایک بچہ، اپنے جوتوں کے تسمے باندھ رہا ہے، اپنے کوٹ کے بٹن بند کر رہا ہے، یا دیگر ایسی حرکات جو پتلیوں کے مکالموں سے ظاہر ہوتی ہیں۔

آپ ان پتلی تماشوں کے لیے مندرجہ ذیل خاکے استعمال کر سکتے ہیں، یا پھر آپ خود بھی ایسے خاکے تیار کر سکتے ہیں جو بچوں کے اہداف کے اظہار کے لیے مددگار ثابت ہوں۔

پہلا پتلی تماشا

ایک بچہ، جس کی عمر عنقریب پانچ سال ہونے والی ہے، یہ سیکھنا چاہتا ہے کہ کنڈرگارٹن جانے سے قبل اسے معلوم ہو جائے کہ جوتے کے تسمے کیسے باندھے جاتے ہیں۔ اس کی ماں، اسے اس کے باپ کے پرانے جوتے دیتی ہے اور ان میں ایک لمبا تسمہ ڈال دیتی ہے۔ وہ اسے بتا دیتی ہے کہ گرہ کیسے لگائی جاتی ہے، بچہ اس عمل کی بار بار مشق کرتا ہے اور بالآخر سیکھ جاتا ہے کہ جوتے میں تسمے کیسے باندھے جاتے ہیں۔ بچہ بہت خوش ہوتا ہے۔ وہ ہاتھوں سے تالیاں بجاتا ہے اور کہتا ہے: ''میں نے اپنا ہدف حاصل کر لیا ہے، میں نے اپنا ہدف حاصل کر لیا ہے۔''

دوسرا پتلی تماشا

ایک ننھی بچی کی خواہش ہے کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ کوٹ کی زپ بند کیسے کی جاتی ہے۔ ہر صبح جب کنڈرگارٹن جانے کا وقت ہوتا ہے تو وہ اپنا کوٹ پہن لیتی ہے اور اس کی ماں اسے بتاتی ہے کہ اپنے ہاتھ زپ پر رکھنے چاہیے اور پھر کس طرح زپ کے کنڈے ایک دوسرے میں ڈال دینے چاہئیں۔ جب بھی یہ ننھی بچی زپ بند کرنے کی کوشش کرتی ہے تو وہ کاغذ پر بنے ہوئے چھوٹے سے دائرے میں رنگ بھر دیتی ہے۔ پھر ایک دن یہ لڑکی خود ہی زپ بند کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ اس کی ماں کہتی ہے ''یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے، اب تم ہمارے سامنے دو دفعہ زپ بند کر کے دکھا دو تو پھر ہم دائرے میں رنگ بھر سکتے ہیں۔'' ننھی بچی خوشی سے اچھلتی کودتی ہے، تالیاں بجاتی ہے اور بلند آواز سے کہتی ہے: ''میں نے سیکھ لیا ہے کہ کوٹ کی زپ کیسے بند کی جاتی ہے!''

تیسرا پتلی تماشا

ایک ننھا بچہ جیسے ہی رات کے کھانے کے لیے اپنی نشست پر بیٹھتا ہے، وہ باتیں کرنا شروع کر دیتا ہے، اس نے بہت کوشش کی کہ کھانے کے وقت چپ رہے لیکن ابھی تک وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ پھر ایک دن وہ اپنے آپ سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ اس خاندانی قانون کی پابندی کرے گا۔ رات کے کھانے کے موقع پر وہ کوشش کرتا ہے کہ کسی کی پروا نہ کرے۔ پھر وہ فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اپنے ننھے بھائی کے ساتھ نہیں بیٹھے گا تا کہ اس کے ساتھ کھیلنے کے لیے اس کے دل میں خیال پیدا نہ ہو۔ جب کھانے کی میز پر کوئی دوسرا بچہ چیختا چلاتا ہے یا شور کرتا ہے تو وہ سرگوشی میں اسے کہتا ہے: ''شور مت کرو! میں بھی کوشش کر رہا

ہوں کہ میں باتیں نہ کروں۔" پھر ایک دن ایک ایسا دن بھی آجاتا ہے جب کسی کو یہ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ وہ خاموش ہو کر بیٹھے یا کھانا کھائے۔ وہ اپنے ہاتھوں سے تالیاں بجاتا ہے اور خوشی سے چلاتا ہے۔ "میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے!"

☆ان اہداف کے متعلق گفتگو جو بچے پہلے ہی حاصل کر چکے ہیں

بچوں کو کہیں کہ وہ آپ کو بتائیں کہ جب وہ ننھے بچے تھے تو وہ فلاں فلاں کام نہیں کر سکتے تھے، لیکن اب وہ تمام یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔ اب وہ قلابازی لگا سکتے ہیں، چیزیں اٹھا سکتے ہیں، پیالی میں پی سکتے ہیں، رینگ سکتے ہیں، چل سکتے ہیں، باتیں کر سکتے ہیں، چڑھ سکتے ہیں، دوڑ سکتے ہیں، گانا گا سکتے ہیں، کھا پی سکتے ہیں، لباس پہن سکتے ہیں، رفع حاجت کے لیے جا سکتے ہیں، غسل کر سکتے ہیں، تصویریں بنا سکتے ہیں، دوسروں کی مدد کر سکتے ہیں۔ اب ان سے کہیں: "ممکن ہے کہ آپ کو علم نہ ہو کہ ہدف کسے کہتے ہیں، اور آپ کے پاس ہر ہدف کے حصول کے لیے ہدف کا گوشوارہ بھی موجود نہ ہو، لیکن آپ نے یہ تمام چیزیں سیکھنے کے لیے مشق کی کوشش کی اور سخت محنت کی اور یہ سمجھ اور سیکھ لیا کہ یہ تمام امور کیسے انجام دیئے جاتے ہیں۔ ہر دفعہ جب آپ نے کوئی نیا کام سیکھا، آپ کو بہت خوشی محسوس ہوئی۔"

بچوں سے کہیے کہ وہ اس ایک کام کے متعلق سوچیں اور غور کریں جو وہ پہلے انجام نہیں دے سکتے تھے، لیکن اب وہ انجام دے سکتے ہیں اور تمام افرادِ خانہ کے سامنے اداکاری کر کے دکھائیں۔ ان کو ان کاموں کے متعلق بتائیں جنہیں وہ عملی طور پر انجام دے کر دکھا سکتے ہیں۔ آپ ان میں سے کچھ بچوں کے سامنے کچھ مخصوص تجاویز اور طریقے پیش کر سکتے ہیں۔

۲-گزشتہ ابواب میں سے طریقوں و تراکیب کا انتخاب و نفاذ

☆ چہار پہلو جائزہ (باب نمبر ۵ دیکھیے): ماہانہ جائزے کا اہتمام کرتے وقت تمام چار پہلوؤں کے لحاظ سے اپنے ہر بچے میں موجود قابلیت اور استعداد پر اپنی توجہ مرکوز کیجیے۔ آپ جسمانی، ذہنی، سماجی اور جذباتی پہلوؤں کے لحاظ سے اپنے بچے کے مستقبل کے متعلق کیا اندازہ لگاتے ہیں؟ آپ نے ان کی قابلیت اور استعداد کے متعلق جو اندازہ لگایا تھا اور اس وقت وہ جو کام انجام دے رہے ہیں، ان کے درمیان تقابل کے ذریعے ان کی استعداد اور قابلیت کے متعلق غور کریں۔

جب آپ، دونوں، ماں اور باپ ایک پُرسکون ریستوران میں بیٹھ کر غور و فکر کرتے ہیں اور باہم بات چیت کرتے ہیں تو پھر آپ محسوس کریں گے کہ اپنے بچوں میں استعداد اور قابلیت پیدا کرنے اور اس میں نکھار پیدا کرنے کے ضمن میں آپ کے ذہن میں مخصوص طریقے اور تراکیب اُبھریں گی۔ اس مرحلے پر

آپ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ کسی بچے کی نشوونما کے لیے ایسے طریقوں کے متعلق سوچا جائے جن کے ذریعے اس میں ایک استعداد اور قابلیت فطری اور پرلطف انداز کی نسبت زیادہ تیزی سے پیدا ہو سکے بلکہ آپ کو تو ان طریقوں کی تلاش ہے جن کے ذریعے بچہ خود میں موجود استعداد اور قابلیت میں نکھار پیدا کرے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کے حوالے سے وہ احساس ذمہ داری محسوس کرے۔

☆ **بچے میں انفرادیت اور اعتماد پیدا کیجیے (دیکھیے باب نمبر ۸):** یہ طریقہ اس باب کے حوالے سے بھی یکساں اہم ہے، کیونکہ بچوں میں جس قدر زیادہ انفرادیت اور اعتماد موجود ہوگا، اسی قدر زیادہ وہ اپنے موجودہ کام اور اپنی مستقبل کی شخصیت کو اہم سمجھیں گے۔

☆ **آباء واجداد کے قصے کہانیاں:** اپنی یا اپنے آباء واجداد کی زندگیوں میں سے ایسے واقعات تلاش کریں جن کے ذریعے یہ ظاہر ہو کہ آپ نے اور انہوں نے اپنی قابلیتوں اور استعدادوں کو دریافت کرنے اور انہیں نکھارنے میں بخوبی کامیابی حاصل کی۔

☆ **حوصلہ افزائی:** یاد رکھیے کہ نتائج کی حوصلہ افزائی کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ آپ نتائج حاصل کرنے کے لیے کی جانے والی کوششوں کی حوصلہ افزائی اور تعریف کریں۔ جب آپ یہ دیکھتے ہیں بچے واقعی، اپنے اہداف کے حصول کے ضمن میں کوشش کر رہے ہیں تو پھر انہیں بہت زیادہ شاباش دے سکتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں۔ انہیں بتائیں کہ اصل اہمیت نتائج کی نہیں بلکہ حقیقی اہمیت وافادیت کوشش کی ہے جس کے ذریعے مثبت نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

☆ **مستقل پابندی اور باقاعدگی**

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ وہ اپنی یومیہ ذمہ داریاں، ایک منصوبہ بندی کے تحت انجام دیں اور مثالیں دے کر بتائیں کہ کس طرح مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کے ذریعے اپنی قابلیت اور استعداد کو دریافت کیا جا سکتا ہے۔

ایک گھر فوجیوں کی رہائش گاہ نہیں ہے اور نہ ہی گھر کا انتظام فوجی اُصولوں کے مطابق کرنا چاہیے۔ بہر حال، جب کوئی کام، باقاعدگی، نظم وضبط اور تسلسل کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے تو مثبت اور مفید نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ اس عمل کے ذریعے نہ صرف بچے اپنی قابلیت اور استعداد کو دریافت کرنے اور نکھارنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں بلکہ یہ عمل، ان کی کردار سازی کے لیے بھی مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ یہاں تک ممکن ہو، آپ کو چاہیے کہ اپنے گھر میں کم از کم ناشتا اور رات کا کھانا، ہمیشہ ایک ہی وقت فراہم کیا جائے جب تقریباً سب افرادِ خانہ گھر میں موجود ہوں۔ پھر گھریلو کام کاج، سکول کا کام اور اس طرح کے دیگر اہم اُمور کو

غیر اہم کاموں مثلاً ٹیلی ویژن دیکھنے پر ترجیح دینا چاہیے۔

جب بچے ابھی ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے ہوں، انہیں چاہیے کہ وہ اپنے سکول کا کام، رات کے کھانے سے پہلے ختم کرلیں اور اس کے بعد انہیں ٹیلی ویژن دیکھنے کی اجازت دی جائے۔

خوش قسمتی سے اچھی عادتیں بھی بُری عادتوں کے مانند بہت مشکل سے چھوٹتی ہیں، اور اگر بچے، کسی ذمہ داری کو ایک مقررہ وقت پر انجام دینے کی عادت اختیار کرلیں تو ان کی یہ عادت پختہ ہو جائے گی اور ان میں اس عادت پر عمل پیرا ہونے کی استعداد اور قابلیت میں اضافہ ہو جائے گا۔

۴- کہانی: ''بارش کا وہ قطرہ جو زمین پر نہیں گرا''

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرا دیا جائے کہ وہ اگر اپنی مکمل استعداد اور قابلیت کا مظاہرہ نہیں کریں گے تو دوسرے لوگ متاثر ہوں گے۔

درج ذیل کہانی اپنے الفاظ میں بیان کیجیے:

رینڈی نامی بارش کا قطرہ، خاکستری رنگ کے بادل سے نکل کر گلاب کے پودے میں گرنے ہی کو تھا۔ لیکن رینڈی بہت ہی سست اور کاہل تھا۔ اسے یہ نرم اور ننھا سا بادل بہت پسند تھا۔ اسے وہاں بہت آرام و سکون محسوس ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ، اگر وہ بادل میں سے نکل کر زمین پر نہ گرتا تو کیا فرق رونما ہوتا۔ وہ تو محض بارش کا ایک ننھا قطرہ ہی تو تھا۔ لہٰذا، رینڈی نے اپنے ذمے کام انجام نہیں دیا۔ اس نے اپنی استعداد اور قابلیت کے مطابق کوشش ہی نہیں کی۔ چونکہ بارش کا یہ قطرہ گلاب کے پودے میں نہیں گرا، اس لیے گلاب یہ پودا اس قدر سرخ نہیں ہو سکا، جس قدر اسے سرخ ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ گلاب کا پھول اس قدر بڑا و سرخ نہیں تھا، اس لیے شادی کی جس ضیافت میں اسے جانا تھا، وہ بھی پھیکی پھیکی سی رہی۔

جہاں تک مناسب ہو، اس کہانی کو خود پر منطبق کریں۔ پھر پوچھیں: کیا ننھے قطرے کے لیے یہ اہم بات تھی کہ وہ زمین پر گرے؟ ہمارے لیے کیا ہمیشہ یہ اہم ہے کہ ہم اپنی بہترین قابلیت اور استعداد کے مطابق اپنی ذمہ داری انجام دیں۔ اگر ہم اپنی ذمہ داری، اپنی بہترین استعداد اور قابلیت کے مطابق انجام نہیں دیتے تو کیا دوسرے لوگ متاثر ہوتے ہیں؟ چند مثالیں دیجیے۔

☆ ساتویں جماعت کا ایک طالب علم جو پڑھنے میں اپنی بہترین کوشش سے کام نہیں لیتا (ممکن ہے کہ وہ

کالج میں داخل نہ ہو سکے، ممکن ہے کہ وہ اچھی ملازمت حاصل نہ کر سکے، ممکن ہے کہ وہ اپنے گھرانے کی بہترین دیکھ بھال اور نگہداشت نہ کر سکے۔)

- ☆ ہوائی جہاز کا پائلٹ جو اپنی بہترین استعداد اور قابلیت کے مطابق اپنی ذمہ داری انجام نہیں دیتا۔
- ☆ ایک کھلاڑی اپنی بہترین کوشش نہیں کرتا۔
- ☆ ایک آیا، جو اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت نہیں کرتی۔
- ☆ ایک طالب علم جو اپنی پڑھائی پر مکمل توجہ نہیں دیتا۔

ہر مثال کے بارے میں یہ بتایئے کہ ہر شخص کی ناکامی کس طرح دوسرے افراد پر اثرات مرتب کرتی ہے اور جب یہی شخص اپنی ذمہ داری مکمل طور پر نبھاتا ہے تو کس طرح دوسرے افراد پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بچوں سے اس موضوع پر گفتگو کیجیے کہ جس شخص کے پاس بے شمار خداداد صلاحیتیں موجود ہوں، اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں نہایت عقل مندی کے ساتھ استعمال کرے۔ آپ بھی اس امر پر غور کریں۔ اگر آپ یہ اصول سمجھ جائیں گے اور اس پر عمل کریں گے تو پھر آپ کے بچے بھی اپنی قابلیت اور استعداد مکمل طور پر استعمال کرنے کے ضمن میں اپنی ذمہ داری نبھائیں گے۔

۵۔ ''معمولی کارکردگی، بہترین کارکردگی کی دشمن ہے''

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ ان کی ذمہ داری یہ نہیں کہ محض رسمی طور پر اپنی ذمہ داری نبھائی جائے بلکہ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔

اپنے گھر میں کسی نمایاں جگہ بڑے بڑے الفاظ میں یہ لکھ کر لگا دیجیے ''معمولی کامیابی، عظیم کامیابی کی دشمن ہے۔'' اس کے متعلق کسی سے کچھ نہ کہیے بلکہ اسے کسی ایسی نمایاں جگہ لگا دیجیے جہاں ہر بچہ بآسانی دیکھ سکے۔ پہلے تو ان کے شوق اور دلچسپی میں اضافہ کرنے کے لیے یہاں سے دور لے جائیں اور پھر انہیں اپنے گرد جمع کریں اور ان سے بات کریں کہ وہ بچے کس طرح مطمئن ہو جاتے ہیں جو محض معمولی انداز میں اپنی ذمہ داری نبھاتے ہیں۔ بچوں کو چاہیے کہ اس ضمن میں مختلف مثالوں پر غور کریں۔

۶۔ اپنی بہترین استعداد اور قابلیت بیدار کریں

اس کا مقصد ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ اپنی قابلیتوں، خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں کو بیدار کریں۔ آپ کو اپنے بچوں میں زندگی کے کسی پہلو کے لحاظ سے بھی استعداد اور قابلیت نظر آئے تو اپنے گھر میں ایک ایسا سازگار ماحول پیدا کریں کہ ان کی صلاحیتوں میں اضافہ اور نکھار پیدا ہو جائے۔ اگر آپ اپنے بچوں کو براہ راست آمادہ نہیں کرنا چاہتے تو انہیں اپنی دلچسپی کے لحاظ سے مختلف کتب، رسالے اور اخبارات پڑھنے کو دیں اور انہیں اس موضوع پر ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھنے کو کہیں۔

۷-گزشتہ کارکردگی میں اضافہ کریں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرادیا جائے کہ جب وہ اپنی موجودہ کارکردگی کے ذریعے اپنی گزشتہ کارکردگی میں اضافہ کرتے ہیں تو پھر انہیں طمانیت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور ان میں اپنی اس کارکردگی میں تسلسل پیدا کرنے کا عزم پیدا ہوتا ہے۔

۸-شرم اور ہچکچاہٹ پر قابو پایئے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ وہ اپنی بہترین استعداد اور قابلیت کا اظہار کرنے میں رکاوٹ اور ہچکچاہٹ پر قابو پانا سیکھیں۔ بعض بچے اپنی قابلیت اور استعداد کو اس لیے دریافت نہیں کر سکتے کہ وہ نئے نئے تجربات کرنے اور نئے نئے کام سیکھنے میں شرم اور ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔

اس موضوع پر بے شمار کتب تحریر کی گئی ہیں، لیکن بچوں کی اس شرم اور ہچکچاہٹ پر قابو پانے کا سب سے آسان، سادہ اور بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنے بچے کے ہم جماعتوں کو اس کے ساتھ کھیلنے اور باتیں کرنے کا موقع فراہم کیا جائے اور پھر اس کا ایک دوست ایسا ہونا چاہیے جس کے کھلونوں کے ساتھ وہ کھیل سکے، اس کی ماں سے مل سکے، اس کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکے۔ جب بچے کو دوسرے افراد کے ساتھ اُنس پیدا ہو جاتا ہے تو وہ نہایت آسانی کے ساتھ بغیر شرم اور ہچکچاہٹ کے اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کا اظہار کر سکتا ہے۔

شرم اور ہچکچاہٹ دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بچہ، اپنے کسی دوست کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے۔ اگر وہ بہت زیادہ شرمیلا ہے تو پھر آپ بذاتِ خود اپنے بچے کے دوست کے والدین کو ملنے کے لیے چلے جائیں۔ یہ طریقہ فوری طور پر کارآمد اور مفید ثابت نہیں ہوگا لیکن آہستہ آہستہ بچے کی شرماہٹ اور ہچکچاہٹ دور ہو جائے گی۔

۹-خاندانی ماہرین

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کی انفرادی صلاحیتوں کا اعتراف کیا جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ایک ایسا طریقہ بتایا جائے کہ وہ خود میں ایسی مہارتیں پیدا کریں جو صرف سیکھنے کے ذریعے ہی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

ہر بچے کے اپنے رجحان کے مطابق، بچوں کو یہ ذمہ داری سونپیں کہ وہ کسی میدان میں ''خاندانی ماہر'' بن جائیں، مثلاً کمپیوٹر میں خاص مہارت حاصل کریں، تقریر کرنے میں ماہر ہو جائیں، وغیرہ۔ اگر بچہ آمادہ ہو اور وہ زائد وقت صرف کر سکے تو اس کے لیے پیشہ ورانہ تعلیم کا انتظام کریں اور دیگر افرادِ خانہ کو بھی بتائیں کہ اس بچے نے کیا سیکھا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بہت ہی مفید اور کارآمد طریقہ یہ ہے کہ والدین اور بچہ، دونوں اپنی بہترین قابلیتوں اور استعدادوں کے مطابق اپنی ذمہ داریاں انجام دیں۔ اس ضمن میں والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کو خود بتائیں۔ صاف ظاہر ہے کہ صرف چند والدین ہی اپنے دس سالہ بچے کو بتا سکتے ہیں کہ پیانو کیسے بجایا جاتا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر والدین کے پاس اس قدر زیادہ تجربہ اور علم موجود ہوتا ہے کہ وہ اپنے علم اور تجربے کو دریافت کر سکیں اور اسے اپنے بچے کو منتقل کر سکیں۔ جب ہم اپنے علم کو فراموش کر دیتے ہیں، یا مہارت ہم سے روٹھ جاتی ہے تو پھر ہمیں اس علم اور مہارت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے ماہرین کی تحریر کردہ کتابوں سے مدد حاصل کرنا پڑتی ہے۔

خاندانی اہم نکات

۱- ہفتہ واری ملاقاتیں

کاروباری اُمور کے ماہرین کے مطابق ایک کاروباری فرد کا سب سے اہم ہتھیار اس کی وہ صلاحیت ہے جس کے ذریعے وہ اپنے لیے نہایت مناسب اہداف مقرر کرتا ہے اور نہایت احتیاط اور عقل مندی کے ساتھ ان اہداف کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ''ترقی کی رفتار کا گوشوارہ'' بہت ہی مفید ترکیب ہے جس کے ذریعے ایک فرد اپنی کامیابی کے مراحل پر نظر رکھتا ہے۔

اس ضمن میں ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ نہایت بنیادی سطح پر بھی، تین یا چار سالہ بچوں کے لیے بھی یہ طریقہ نہایت کارگر اور مفید ثابت ہوا۔ ہر بچہ اور فرد کامیابی کا خواہش مند ہوتا ہے، اور اس طریقے کے ذریعے اس بچے اور فرد میں مثبت اور تعمیری تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

جب سے ہمارے سب بڑے بچوں کی عمریں تین اور چار سال کی ہوئیں، ہم نے تب سے ''ہفتہ واری ملاقاتوں'' کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ ان ملاقاتوں کے دوران گھر کا ہر فرد نہایت خاموشی اور سکون کے ساتھ آئندہ ہفتے کے دوران اپنی مصروفیات کے بارے میں غور کرتا ہے، اپنے لیے اہداف مقرر کرتا ہے اور پھر آئندہ ہفتے کے لیے منصوبہ بندی میں اپنے ان اہداف کو شامل کر لیتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے لیے بس اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ وہ ایک کاغذ پر اپنے دو اہداف، دائروں کی شکل میں بنا لیتے ہیں اور پھر ہفتے کے دنوں کے لحاظ سے لکیریں لگا لیتے ہیں کہ ان ایام میں انہوں نے اپنے ان اہداف کے لیے عملی طور پر کام کرنا ہے۔

اس مرحلے پر بچوں کو ہدف اور منصوبے کے درمیان فرق کے متعلق بتا دینا چاہیے کیونکہ اس فرق کے

متعلق معلومات، ان کے لیے بہت ہی اہم ہے۔ مثال کے طور پر، جب بچہ، ہر روز اپنے سکول کا کام کرتا ہے تو یہ ہدف نہیں بلکہ منصوبہ بندی ہے۔

گزشتہ کچھ سالوں سے ہم نے ان ہفتہ واری ملاقاتوں کے بارے میں اپنے بچوں کو کبھی کچھ نہیں کہا، بلکہ بچے ہمیں ہفتہ واری ملاقاتوں کے متعلق مسلسل توجہ دلاتے رہے اور خود ہی ان کا اہتمام کرتے رہے۔ ان کی خواہش تھی کہ یہ ملاقاتیں جاری رہیں۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ ایک مختصر ملاقات اور گفتگو کرنا چاہتے ہیں جس کے دوران وہ اپنے اہداف کے بارے میں وضاحت کر سکیں، وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اہداف، ایک گوشوارے کی شکل میں کسی نمایاں جگہ چسپاں کر دیں، وہ چاہتے ہیں کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ اپنے ہدف کی تکمیل کے لیے یومیہ یا ہفتہ واری مراحل سے باخبر رہیں، ان کی خواہش ہے کہ ہدف کی تکمیل کے بعد وہ اپنا مکمل شدہ گوشوارہ ہمیں دکھائیں۔

جب بچے، اپنے لیے اہداف و مقاصد کے تعین کے لیے آمادہ و تیار ہو جاتے ہیں تو پھر ان اہداف و مقاصد کی نوعیت معلوم کرنے کے لیے گفتگو اور مشاورت کے ضمن میں ان کے لیے مواقع کی تلاش بہت آسان ہو جاتی ہے۔ عام طور پر جب وہ کسی دوسری قسم کی ذمہ داری اُٹھانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے کسی بھی ہدف کے حصول کے ضمن میں انہیں آسانی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا، اہداف کا تعین نہ صرف ان کی قابلیت و استعداد کے بارے میں ذمہ داری تسلیم کروانے کا ایک طریقہ ہے بلکہ ذمہ داری کی دیگر اقسام کے بارے میں انہیں آگاہ کرنے کے لیے ایک لائحۂ عمل بھی ہے۔

ان ہفتہ واری ملاقاتوں کے دوران، بچے، اپنے اپنے اہداف کے متعلق اپنی اپنی کاپیوں میں مرحلہ وار معلومات درج کرتے ہیں۔ اس طرح وہ گزرے ہوئے ہفتے اور آئندہ ہفتے کے اہداف اور ان کے حصول کے لیے اختیار کیے گئے تمام مراحل کا جائزہ لیتے ہیں۔

۲۔ بڑے اور چھوٹے اہداف

اپنے مقاصد کی تکمیل کے لائحۂ عمل کے طور پر ہم ہر سال ''خاندانی بڑے اور چھوٹے اہداف'' مقرر کرتے ہیں۔ یہ دو اُمور ایسے ہوتے ہیں جن پر ہم سال کے دوران اکٹھا اپنی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ ایک سال ہمارا بڑا ہدف ''موسیقی'' اور چھوٹا ہدف ''ٹینس'' تھا۔ اس ضمن میں ہم اپنے گھر میں عظیم موسیقاروں کے متعلق کتابیں لے کر آئے اور ان دونوں اہم اُمور کے متعلق ہم جو کچھ سکھا اور بتا سکتے تھے، ہم نے بچوں کو سکھایا اور بتایا۔ یک اور سال ہمارا بڑا ہدف ''مصوری'' اور چھوٹا ہدف ''چینی زبان'' تھا۔

جب بچے، کچھ پہلوؤں پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں، تو پھر ان کے سامنے بے شمار دیگر

پہلو بھی آ جاتے ہیں جنہیں وہ اپنے لیے منتخب کر سکتے ہیں جس کے باعث وہ اپنے ہفتہ واری اہداف کے لیے کچھ پہلوؤں کا تعین کر سکتے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں کے دوران، ہمارے بچے اہداف کے تعین اور ان کے حصول کے عادی ہو چکے ہیں۔ انہیں یہ حقیقت معلوم ہو چکی ہے کہ جب وہ نہایت احتیاط اور غور و فکر کے بعد اپنے لیے کوئی ہدف مقرر کر لیتے ہیں تو پھر ان کے حصول میں انہیں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

اس طریقے کی علامت کے طور پر ہم چاندی کے چھلے اپنے گھر لے کر آئے۔ ہم نے ہر ایک بچے کو یہ چھلہ دیا اور انہیں بتایا اور دکھایا کہ ایسے بے شمار چھلے مزید موجود ہیں۔ ان کے اہداف کے دائرے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہ چھلے انہیں یاد دلاتے ہیں کہ وہ دنیا کا ہر کام انجام دے سکتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ چھلے، اعلیٰ اہداف اور بہترین حوصلہ افزائی کی علامت بن چکے ہیں۔

۳۔ بچے اپنی ذمہ داری خود سنبھالیں

بچوں میں اپنی قابلیت و استعداد کے متعلق ذمہ داری کا احساس آہستہ آہستہ پیدا ہوتا ہے، لیکن یہ احساس ان میں کسی نہ کسی طرح ضرور پیدا ہونا چاہیے اور کسی نہ کسی طرح پیدا بھی ہو جاتا ہے، اس باب میں دیئے گئے کچھ طریقے ایسے ہیں جو یہ احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے کے ضمن میں نقطہ آغاز ثابت ہوتے ہیں اور کچھ طریقے ایسے ہیں جو اس ذمہ داری کے متعلق یاد دہانی اور تسلسل کے لیے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

اس مرحلے پر ہم جس پہلو کے متعلق بہت زیادہ فکر مند ہیں، وہ یہ ہے کہ بچوں کو کس طرح آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنی پڑھائی کے لیے اپنی بہترین استعداد و قابلیت بروئے کار لائیں۔ اس ضمن میں بہت سے قصے کہانیاں مشہور ہیں: ''میں نے اپنی ماں سے کہا کہ وہ مجھے اس وقت پڑھائی چھوڑنے کی اجازت دے دے اور وہ مر گئی۔'' ''میری ماں نے مجھے زبردستی اتنی دیر تک پڑھنے کے لیے مجبور کیا کہ جس قدر میں پڑھ سکتا تھا، اب میں نے پڑھائی کو ایک گرم آلو کے مانند ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے اور اسے چھوتا تک نہیں۔'' ''میری ماں میرے سر پر ملکہ کی طرح کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کسی دن تم میرا شکریہ ادا کرو گے کہ میں نے تمہیں پڑھائی کے لیے مجبور کیا!'' وہ درست کہتی تھی: ''میں اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے زندہ ہی نہیں رہوں گا۔''

یہ سوال، جس کا جواب ابھی تک مجھے نہیں مل سکا، بہت ہی سادہ ہے: ''میں اپنے بچے کو پڑھائی کے لیے کس طرح آمادہ کروں؟'' ہم نے پیار سے لے کر ڈانٹ ڈپٹ اور پھر انعام، سب طریقے آزما لیے، لیکن ابھی ہمیں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ مجھے اس بات سے نفرت ہے کہ میں بچوں کو ان کے بستروں سے گھسیٹتا ہوا باہر لے آؤں اور ان کی شکایتیں سنوں۔

اس ضمن میں فیصلہ کن مرحلہ اس وقت آیا جب ہم نے یہ ذمہ داری انہیں سونپنے کا فیصلہ کر لیا۔ ہم نے

ایک ایسا منصوبہ تیار کیا جس پر سب متفق تھے۔ تمام بچوں کو بخوبی علم تھا کہ وقت، جگہ اور پڑھائی کے دورانیے کے متعلق ہمیں ان سے کیا توقعات ہیں۔ ہم نے انہیں ایک پُرکشش انعام دینے کی پیش کش کی، ایک الارم کلاک اور انہیں کہا: ''خدا تمہیں کامیابی عطا فرمائے!''

اس طرح آہستہ آہستہ، انہوں نے باقاعدگی اور پابندی کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ کہ ہمیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ جب ان میں موجود خداداد صلاحیتوں، استعدادوں اور قابلیتوں کا اظہار شروع ہوا، تو پھر ہمیں ان کی پڑھائی کے بارے میں ان کے ساتھ گفتگو کے ذریعے حقیقی خوشی اور لطف حاصل ہونے لگا، اور ہمیں یہ تسکین واطمینان بھی حاصل ہونے لگا کہ پڑھائی کے بارے میں انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہو چکا ہے۔

خلاصہ کہانی

اب پھر ہم ڈین اور کوری کے گھرانے کی طرف واپس آتے ہیں۔ جب انہوں نے کتاب کے اس حصے (اپنی ذات کے بارے میں احساسِ ذمہ داری) کے حوالے سے اپنے تین ماہ مکمل کیے تو انہیں بچوں میں حقیقی احساس ذمہ داری اور خود انحصاری کے متعلق کچھ آثار نظر آنا شروع ہو گئے۔ انہیں اس وقت شدید حیرانی ہوئی جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا دس سالہ بچہ بھی علی الصباح بیدار ہو جاتا ہے اور اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔ جس نئے اور زیادہ سنجیدہ تجزیاتی انداز میں اب بچے اپنے فیصلوں اور انتخابات کا جائزہ لے رہے تھے، اسے دیکھ کر ان کے والدین کو بہت خوشی ہوئی۔ شاید، انہیں سب سے زیادہ خوشی اس لیے تھی کہ بچوں میں اس قدر استعداد اور قابلیت پیدا ہو چکی تھی کہ وہ اب اپنے لیے ہفتہ وار اہداف متعین کر رہے تھے اور ان کے حصول کے لیے بھی ان میں احساسِ ذمہ داری پیدا ہو رہا تھا۔

اب انہیں صرف یہ فکر لاحق تھی کہ بچوں میں ان کے فیصلوں اور اہداف کے درمیان، یا پھر ان کی طرف سے ایک ہفتے کے لیے اور پھر دوسرے ہفتے کے لیے متعین کیے جانے والے اہداف کے درمیان، بچوں کے ذہن میں بہت کم شعوری ربط موجود تھا۔ ڈین اور کوری کی شدید خواہش تھی کہ ان کے بچے اپنے فیصلوں اور اہداف کو جوڑنے والا وہ طریقے وتراکیب سمجھیں جن کے ذریعے وہ اپنی استعداد و قابلیت تک رسائی حاصل کر سکیں اور خود میں اچھا کردار پیدا کر سکیں۔ اب انہیں محسوس ہوا کہ انہیں یہ چیزیں اکٹھا بچوں کو ذہن نشین کرا دینا چاہئیں اور یہ بھی باور کرا دیا جائے کہ انہوں نے گزشتہ ہفتے جو کچھ بھی کیا، وہ تو اس عمل کا محض ایک حصہ ہے کہ وہ اپنی زندگیوں میں کیا بن سکتے تھے اور وہ اس ضمن میں کیا ذمہ داری انجام دے سکتے تھے۔

بالآخر، وہ جس نتیجے پر پہنچے، وہ ایک نہایت ہی سادہ طریقہ تھا اور یہ طریقہ بہت ہی مفید اور کار آمد

ثابت ہوا۔ انہوں نے ہر بچے کو ایک خاص کاپی دی جس کے سرورق پر ان کا نام لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے ان کاپیوں کا نام ''میری زندگی کی منصوبہ بندی'' رکھا اور اس کاپی کے پانچ حصے کیے اور ہر حصے کا ایک علیحدہ نام رکھا:

- اہداف برائے زندگی
- سالانہ اہداف
- ماہانہ اہداف
- ہفتہ واری اہداف
- پیشگی فیصلے

انہوں نے ایک دن بچوں کے ساتھ کافی وقت گزارا اور انہیں بتایا کہ ''میری زندگی کی منصوبہ بندی'' پر مشتمل کاپی کو کیسے شروع کیا جائے۔ انہوں نے اس کاپی کے پہلے حصے ''اہداف برائے زندگی'' میں درج کرنے کے لیے مندرجہ ذیل فہرست تیار کرنے کے لیے انہیں بتایا، مثلاً خاندان کی بنیاد، ایک اچھی ملازمت کا حصول وغیرہ۔ انہوں نے اپنے بچوں سے یہ بھی کہا کہ وہ کچھ سالانہ اہداف کا انتخاب کریں جن کے ذریعے ان کے ''اہداف برائے زندگی'' کے متعلق نشان دہی ہو۔ پھر انہوں نے بچوں کو بتایا کہ وہ اپنے سالانہ اہداف کو ماہانہ اہداف میں تبدیل کرلیں، مثلاً ایک خاص کتاب کا مطالعہ، دو نئے دوست بنائیں وغیرہ۔ آخر میں انہوں نے اپنے بچوں کو یہ بات قطعی طور پر سمجھادی کہ ان کے مختلف قسم کے اہداف کے درمیان ایک تعلق موجود ہے، اور وہ اپنے ہفتہ واری اہداف کے ذریعے ہی اپنا ماہانہ اہداف حاصل کرسکتے ہیں۔

اس کاپی کے آخری حصے میں ہر بچے نے پیشگی فیصلوں کی ایک فہرست تیار کی۔ جب یہ کاپی مکمل طور پر تیار ہوگئی اور پھر ہفتہ وار اہداف کا تعین بہت زیادہ آسان اور دلچسپ ہوگیا۔ بچوں کو معلوم ہونے لگا کہ گزشتہ ہفتے انہوں نے کون سے مراحل طے کیے اور وہ ایک ماہ میں کون سے اور کتنے اہداف حاصل کرسکتے تھے، اور ان ماہانہ اہداف کے ذریعے سالانہ اہداف کا حصول ممکن ہوتا، جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی کے لیے متعین کیے گئے اہداف کے حصول کے نزدیک تر ہوجاتے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بچوں نے ''میری زندگی کی منصوبہ بندی'' کی کتاب میں دیگر امور کے علاوہ یہ بھی لکھا کہ وہ آئندہ پانچ سال میں کیا بننا چاہتے ہیں۔ بچوں نے اپنی ان کاپیوں میں اپنے والدین کے ساتھ ہفتہ واری ملاقاتوں کا احوال بھی لکھنا شروع کیا۔ پھر انہوں نے اپنی ان صلاحیتوں اور استعدادوں کے بارے میں فخر محسوس کرنا شروع کردیا جن کے ذریعے وہ اپنی زندگیوں کا راستہ خود متعین کرسکیں۔

ڈین اور کوری نے ''خاندانی بنک'' میں ایک اور چیز شامل کرنے کا فیصلہ کیا جس کا تعلق بچوں کے ہفتہ واری اہداف سے تھا۔ انہوں نے اعلان کیا اگر کوئی بچہ اپنے ہفتہ واری اہداف حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر اسے اضافی منافع دیا جائے گا۔ یہ طریقہ اس قدر کارگر اور مفید ثابت ہوا کہ بچوں میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کئی گنا زیادہ ہوگیا۔

چوتھا حصہ

دیگر افراد کے بارے میں احساسِ ذمہ داری

جب ذمہ داری اور خدمت، باہم منسلک ہو جاتے ہیں تو پھر یہی ذمہ داری ایک اعلیٰ مقام حاصل کر لیتی ہے۔ اپنے والدین اور دیگر بااختیار افراد، اور پھر بعد میں، اپنی ذات کے بارے میں ذمہ داری کا احساس، اطاعت و پختگی کی علامت ہے۔ دوسروں کے لیے اپنی ذمہ داری کا احساس، محبت اور پیار سے کم نہیں۔ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جس میں منافقت اور بناوٹ کا شائبہ تک نہیں اور نہ ہی کوئی اور ذمہ داری اس کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

اس کتاب کے دوسرے حصے میں ایک معاشرے کے ایک حصے کی حیثیت سے مجموعی طور پر افراد کے بارے میں ذمہ داری کے متعلق گفتگو کی گئی۔ اس باب میں دوسرے افراد کے بارے میں ان کی انفرادی حیثیت کے متعلق ذمہ داری کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب ہم کوئی ایسی ذمہ داری انجام دینے کا عہد کرتے ہیں جو ہمارے فرض میں شامل نہیں، جب ہم اپنے کاندھے پر وہ بوجھ اُٹھا لیتے ہیں، جو دوسروں کو اُٹھانا چاہیے، تو پھر ہمارے کردار میں حقیقی اور سچی عظمت کا اظہار شروع ہوتا ہے۔

اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ شعوری اور ذہنی طور پر بالغ اور پختہ افراد بھی، دوسروں کے متعلق اپنے اندر مستقل طور پر ذمہ داری اور خدمت کا جذبہ پیدا نہیں کر سکتے، تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم اس تصور کے بارے میں بچوں کو سکھا سکیں اور انہیں تربیت مہیا کر سکیں؟ درحقیقت، بچوں میں بڑوں کی نسبت، اس تصور کے متعلق سیکھنے اور اپنانے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ کم از کم اپنی نوعمری کے دور تک، ان میں کسی چیز کو سیکھنے کے لیے زیادہ اثر پذیری اور لچک موجود ہوتی ہے، اس دنیا میں موجود خود پرستی اور انا پرستی، ان پر بہت کم اثر انداز ہوتی ہے، لہٰذا ان کے دل میں دوسروں کے لیے احساسِ ذمہ داری پیدا کیا جا سکتا ہے، صرف انہیں درست سمت میں راہ نمائی درکار ہے۔

اُردو تعلیمی سافٹ ویئر ''معلم''

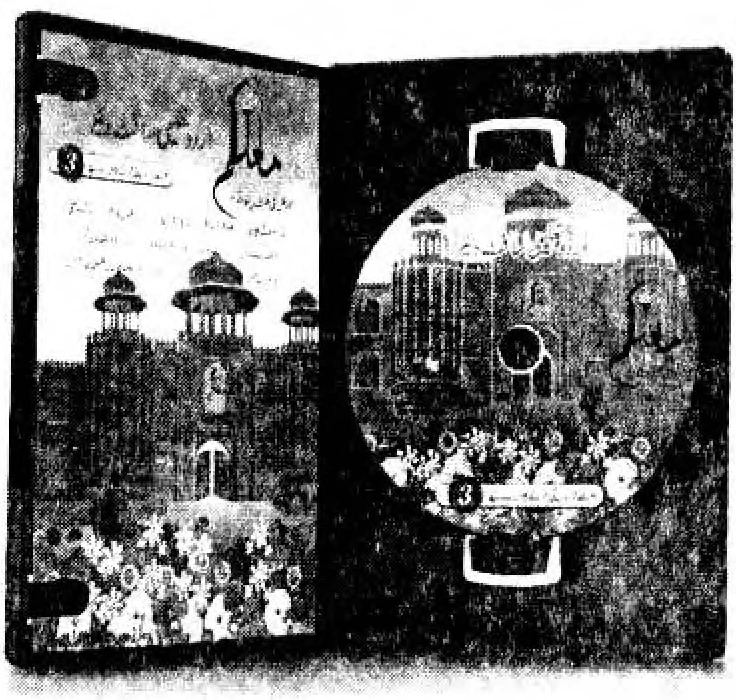

10

احساسِ ذمہ داری برائے اطفال

''جس مرحلے پر بڑے بچے کسی مسئلے کا باعث بننے کے بجائے مسئلے کے حل کا باعث بننے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں، تو وہ ایک ایسا مرحلہ ہوتا ہے جب گھرانے، سکون و اطمینان اور نظم و ضبط کی انتہائی سطح کو چھو لیتے ہیں۔ بہترین اور ذمہ دار والدین کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ان کے بچے بھی اچھے اور ذمہ دار والدین بن جائیں۔''

تعریف و مثال

جب بچے آٹھ سال کی عمر کو پہنچنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کے دل میں خواہش پیدا ہو جاتی ہے کہ بچے سے ایک بڑا فرد بننے کے لیے اپنے سفر کا آغاز کریں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان سے بڑوں جیسا سلوک کیا جائے، انہیں بڑوں جیسے مواقع مہیا کیے جائیں، شاید وہ تسلیم کریں، یا نہ کریں، وہ چاہتے ہیں کہ انہیں بڑوں جیسی ذمہ داریاں سپرد کی جائیں۔ انہیں چھوٹے بچوں سے الگ کرنے کے لیے ایک واضح ترین اور انتہائی قابل اظہار طریقہ یہ ہے کہ انہیں گھرانے کے چھوٹے بچوں کے ضمن میں کچھ ذمہ داریاں سونپی جائیں۔

ایک پرانی کہاوت ''جب تک آپ کسی کو تعلیم نہیں دیتے، آپ حقیقی طور پر کچھ نہیں سیکھ سکتے!'' انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ جب آپ اپنے بڑے بچوں کو اپنے چھوٹے بچوں کے لیے اساتذہ اور معلمین میں تبدیل کر دیتے ہیں، تو اس طرح آپ تین مقاصد حاصل کر لیتے ہیں:

☆ آپ اپنا بوجھ ہلکا کر دیتے ہیں

☆ جیسا آپ اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں، چھوٹے بچے کہیں بہتر پڑھ پاتے ہیں

☆ بڑے بچے چھوٹے بچوں کو پڑھانے کے ذریعے تجربہ حاصل کرتے ہیں

ٹاڈ اور سیلی، ہمیشہ سے ہی ایک بڑے خاندان کے خواہش مند تھے اور ان کے حالات، ان کے ارادوں میں رکاوٹ نہیں تھے۔ وہ ایک دیہاتی علاقے میں رہتے تھے اور ان کے پاس بہت زیادہ جگہ موجود تھی۔ ٹاڈ کی تنخواہ اس قدر مناسب تھی کہ وہ ایک بڑے خاندان کی پرورش کر سکتا تھا۔ سیلی نہایت آسانی سے تین بچوں کی ماں بن گئی۔ پھر آٹھ سال کے اندر وہ چھ بچوں کے والدین بن گئے۔ ان کے بچے ذہین، ذہنی طور پر بالغ اور عزم و ارادے کے پکے تھے۔

پھر تھوڑے ہی عرصے میں بے شمار بچوں کی ذمہ داریوں نے ٹاڈ اور سیلی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ان کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے لیے والدین کے پاس وقت بھی بہت کم تھا اور انہیں توجہ دینا بھی عملی طور پر ناممکن ہو رہا تھا۔ کھانے کی میز پر بیٹھ کر ان چار بچوں سے بیک وقت بات کرنے کی کوشش اور اس دوران، دو بچوں کو دودھ پلانے اور ان کے کپڑے

تبدیل کرنے کا کام، انتہائی مصیبت تھی۔ ٹاڈ اور سیلی کو اب مدد کی ضرورت تھی۔ والدین کی طرف سے چھ چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت ان کے لیے مسئلہ بنتی جا رہی تھی۔
ایک رات جب ٹاڈ اور سیلی کھانا کھانے گھر سے باہر گئے تھے، انہیں ایک نئی اور مختلف ترکیب سوجھی۔ اگرچہ کھانے کے دوران وہ بچوں کے متعلق نہ سوچنے کی انتہائی کوشش میں مصروف تھے لیکن پھر بھی یہ موضوع ان کی گفتگو میں شامل ہو گیا کہ وہ دونوں، ان چھوٹے چھوٹے چھ بچوں کی نگہداشت و دیکھ بھال کس طرح کریں۔
ٹاڈ کچھ ذہنی مشق کرتے ہوئے پُر خیال انداز میں بلند آواز میں کہنے لگا: ''سنو اگر ہم ان بچوں میں سے ایک بچے کو بڑے بچے کا درجہ دے دیں، ان کا ایک ساتھی ہم اپنے ساتھ شامل کر لیتے، تو پھر پانچ کے مقابلے میں تین ہو جاتے۔ یہ تناسب کوئی کم گہرا نہیں تھا۔''
سیلی نے ٹاڈ کے خیال کی تائید کرتے ہوئے کہا: ''بہت خوب! جوڈتھ کی عمر آٹھ سال ہے۔ وہ اس قدر بڑی ہے کہ کچھ ذمہ داری سنبھال سکتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسے ہم اپنے ساتھ شامل کر لیں۔ ہم اسے بتا دیتے ہیں کہ اب وہ ہمارے ساتھ ہے اور اسے ہمارا ہاتھ بٹانا چاہیے۔''
ٹاڈ، حصص کے کاروبار سے منسلک تھا۔ اب وہ اعداد کے چکر میں پھنس چکا تھا: ''ارے دیکھو، دس ماہ میں ٹیری کی عمر آٹھ سال ہو جائے گی۔ اگر ہم بھی اسے اپنے ساتھ شامل کر لیں تو ہم بھی چار ہو جائیں گے اور پھر ہم چار بچوں کو سنبھال لیں گے!''
جو خیال، مذاق ہی مذاق میں شروع ہوا تھا اور قدرے غیر سنجیدہ تھا، یک دم، بہت ہی اہم محسوس ہونے لگا اور گفتگو کے دوران اس کی عملی افادیت ثابت ہونے لگی۔
اس ہفتے کے آخر میں انہوں نے جوڈتھ کے ساتھ بیٹھ کر صورت حال کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے جوڈتھ کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا کہ جیسے اس نے گریجویشن پاس کر لی ہے۔ انہوں نے جوڈتھ کو مبارک باد دی کہ وہ ذہنی طور پر اس قدر پختگی حاصل کر چکی ہے کہ وہ اب خاندان کے تین بڑوں میں شامل ہو سکتی ہے۔ اپنی بیٹی سے انہوں نے کہا کہ اب اسے بہت سے نئے اُمور میں شامل کیا جائے گا، وہ اس ہفتہ واری منصوبہ بندی ملاقات میں شامل ہوئی جس کا اہتمام اس کے والدین ہمیشہ کرتے ہیں۔ ہر رات، اب وہ آدھ گھنٹہ زائد ان کے ساتھ رہے گی، وہ اب کسی بھی تہوار اور تقریب کے علاوہ گھر میں مہمانوں اور

عزیزوں کی آمد کے موقع پر بچوں کے بجائے بڑوں کے ساتھ بیٹھے گی، وہ اب اپنے والدین کے مانند اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کرے گی۔

والدین کی طرف سے یہ ذمہ داریاں سونپے جانے پر جوڈتھ بہت خوش تھی اور فخر محسوس کر رہی تھی۔ وہ اب پہلے سے کہیں مختلف معلوم ہو رہی تھی، اب وہ پہلے سے قدرے طویل القامت اور بڑی محسوس ہو رہی تھی۔

اگلی صبح، ناشتے کے موقع پر جب بچے انہیں پریشان لگے تو سیلی نے جوڈتھ سے کہا کہ چھوٹے بچے کا لباس تبدیل کر دے۔ جب بلی کو اپنے جوتے نہیں مل رہے تھے تو جوڈتھ نے اسے جوتے تلاش کر کے دے دیئے۔ جب سب بیک وقت بولنا شروع ہو گئے تو سیلی نے انہیں بتایا کہ اب وہ اس کے بجائے جوڈتھ سے سوالات پوچھا کریں۔ اس شام، دونوں نے جوڈتھ کی مدد سے سب بچوں کو سلایا، جوڈتھ کو بچوں کی دیکھ بھال کے لیے چھوڑا اور خود تھوڑی دیر کے لیے باہر چلے گئے۔ درحقیقت، وہ کہیں دور نہیں گئے تھے اور وہ کھڑکی کی درز میں سے دیکھ رہے تھے کہ معاملات کیسے جا رہے ہیں، لیکن وہ باہر ضرور جاتے اور سارے معاملات جوڈتھ کے حوالے کر جاتے۔

معنی خیز نظروں اور تعریفی الفاظ کے ساتھ وہ اب جوڈتھ کے نئے کردار کی توصیف و ستائش کرنے لگے تھے۔ انہوں نے جوڈتھ کا شکریہ ادا کیا اور اسے نہایت اخلاص اور سنجیدگی کے ساتھ بتایا کہ اس کی وجہ سے اب ان کی زندگی بہت خوشگوار گزر رہی ہے۔ انہوں نے بچوں سے بھی کہا کہ وہ بھی اپنی بڑی بہن کا شکریہ ادا کرتے رہیں۔

یہ ترکیب، بہت ہی کارآمد اور مفید ثابت ہوئی۔ اب ان کی نسبت پانچ کے مقابلے میں تین ہو چکی تھی۔ اور پھر چار ماہ بعد یہ نسبت چار کے مقابلے میں چار ہو گئی۔ لیکن نو ماہ بعد، یہ نسبت پانچ کے مقابلے چار ہو چکی تھی۔ بچے دوبارہ آگے نکل چکے تھے۔

طریقے و تراکیب

۱- چھوٹے بچوں کے لباس تبدیل کرنے میں مدد

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچے، اپنے سے چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے ذریعے طمانیت

اور تسکین محسوس کریں۔ بڑے بچوں کے اپنے سے چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کا سب سے پہلا موقع اس وقت حاصل ہوتا ہے جب چھوٹے بچوں کو اپنا لباس تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ایک چار سالہ بچہ، جو اپنا لباس خود تبدیل کر سکتا ہے، دو سالہ بچے کو لباس تبدیل کرنے میں اسے مدد دے سکتا ہے۔ والدین کی طرف سے بہت زیادہ تعریف اور حوصلہ افزائی کے ذریعے حیرت انگیز طور پر بچے، اپنے سے چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کرنے لگے تھے۔

چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے ضمن میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی خواہش کے باعث، ایک دلچسپ صورت حال پیدا ہو سکتی ہے۔ ایک شام آپ اپنے چار سالہ بیٹے جیسن کو کہہ سکتے ہیں: ''اب دیکھتے ہیں کہ تم کتنے وقت میں اپنے کپڑے سنبھالتے ہو، تیار ہو جاؤ اور اپنا کام شروع کر دو!''

جب جیسن کم از کم وقت میں نہایت، دلچسپ اور پُرلطف انداز میں اپنا کام ختم کرے تو کہیں: ''آج رات ہم دیکھتے ہیں کہ سونے سے قبل تم اور جمی میں کون سب سے پہلے لباس تبدیل کرتا ہے؟ کیا تمہیں منظور ہے؟ جیسن، تمہیں جمی کی مدد کرنا ہوگی!''

دونوں بچوں کی طرف سے اپنا کام مکمل کرنے کے لیے آپ کو انہیں دہری شاباش دینی ہوگی۔ جیسن کو ایک تو اس لیے طمانیت اور تسکین محسوس کرنا چاہیے کہ وہ اپنا کام تیزی سے انجام دے رہا ہے اور دوسرے اس لیے کہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کی مدد کر رہا ہے۔ پھر جیسن سے کہیں: ''ہمیں نہیں معلوم ہے، میرا خیال ہے کہ تم نے میری نسبت کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ جمی کو تیار کر دیا ہے۔''

جمی کو بھی شاباش دیجیے تاکہ وہ آئندہ بھی اس قسم کے مشترکہ کاموں میں ہاتھ بٹائے۔

۲- دو دو بچوں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنا دیں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچے، اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے ذمہ داری محسوس کریں اور جب کبھی وہ گھر سے باہر ہوں تو خیال رکھیں کہ وہ کہیں گم نہ ہو جائیں۔

جب ایک گھرانے میں بچوں کی تعداد زیادہ ہو تو پھر دو دو بچوں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنا دیں، گھر سے باہر، کسی باغ یا بازار میں وہ گم نہ ہو جائیں۔ ایک چھوٹے گھرانے میں بڑے بچے کو چھوٹے بچوں کی نگرانی سونپی جا سکتی ہے۔ ہر دو معاملات میں، بہترین طریقہ یہ ہے کہ دو ساتھیوں میں سے بڑے بچے کو چھوٹے بچے کی نگہداشت کی ذمہ داری سونپ دی جائے اور پھر اس کی بے حد تعریف کی جائے کہ اس نے اپنا کام بخوبی طور پر انجام دیا ہے۔

۳- بتانے اور سکھانے کے مواقع

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں میں وہ مہارت پیدا کی جائے کہ وہ اپنے سے چھوٹے بچوں کو کسی بھی معاملے کے متعلق بتا اور سکھا سکیں اور اپنی اس استعداد و قابلیت کو محسوس کر سکیں کہ وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو ایک خاص سانچے میں ڈھال سکتے ہیں اور ان پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

اس طریقے پر آپ یہ کہتے ہوئے عمل کر سکتے ہیں: ''جیرڈ، میں محسوس کر رہا ہوں کہ ٹمی، تمہارے مانند ہر کام کر رہا ہے۔ جو کام تم کرتے ہو، وہ بھی وہی کرتا ہے۔ وہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے تمہاری طرف دیکھتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایک نو سالہ بچہ، چار سالہ بچے سے کافی بڑا ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم واقعی اس معاملے میں میری مدد کر سکتے ہو۔ تم دیکھ ہی رہے ہو، ٹمی، اپنے جوتے، الماری میں نہیں رکھ سکتا، اس کے جوتے باہر ہی پڑے رہتے ہیں۔ اگر وہ تمہارے ساتھ تمہارے کمرے میں ہوتا، تو وہ دیکھتا کہ تم کس قدر صاف ستھرے رہتے ہو، اور وہ بھی اس طرح کرتا۔ چونکہ وہ خود کو درست نہیں رکھتا، وہ دوسروں کے لیے اچھی مثال نہیں ہے۔ میں نے اسے بتانے کی کوشش کی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ تم یہ کام مجھ سے بہتر کر سکتے ہو۔ کیا تم ٹمی کو بتاؤ گے کہ وہ اپنی الماری کس طرح ٹھیک کرے کہ تمام چیزیں صاف ستھری نظر آئیں، اور کیا تم اسے بتاؤ گے کہ اپنی چیزیں اس طرح رکھی جاتی ہیں؟ بیٹے تمہارا شکریہ! مجھے واقعی تم پر فخر ہے۔ میرے لیے کس قدر خوشی کی بات ہے کہ تم جیسا بڑا بیٹا میرے ساتھ ہے اور میرا ہاتھ بٹاتا ہے۔

۴- چھوٹے بچوں کی نگہداشت کے لیے بڑے بچوں کو معاوضہ ادا کیجیے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچے اپنی اس قسم کی ذمہ داری محسوس کریں اور اسے قبول بھی کریں کہ جیسے وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال کے لیے ذمہ داری محسوس کرتے ہیں۔

اکثر بچے، اپنی عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی نگہداشت کی ذمہ داری بھی نبھاتے ہیں۔ یہ بچے، اپنے والدین کی طرف سے ہدایات وصول کرتے ہیں اور وہ مختلف کام سرانجام دینے کے ضمن میں بااختیار بھی ہوتے ہیں، اور اس لحاظ سے وہ والدین کے لیے اہم ثابت ہوتے ہیں۔ جب آپ اپنے نو سالہ بچے کو بتاتے ہیں کہ وہ اس قدر بڑا اور ذمہ دار ہے کہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی نگہداشت کر سکتا ہے تو اس میں اپنی ذمہ داری کی انجام دہی کے ضمن میں ایک حقیقی جذبہ اور اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔ نہایت تعریفی اور مثبت انداز میں کہیے: ''عام طور پر صرف بڑے بچے ہی اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی نگہداشت کرتے ہیں، اور انہیں اس کام کا معاوضہ بھی ملتا ہے۔ چونکہ ہمارے گھرانے میں ایک بہت زیادہ ذمہ دار بچہ موجود ہے جو تیزی کے ساتھ بڑا ہو رہا ہے، اس لیے ہمارا خیال ہے کہ اپنی عمر سے تھوڑا پہلے تم یہ ذمہ داری سنبھال لو۔''

اپنی طرف سے واضح اور سادہ ہدایات دیجئے۔ ایک ایسا فون نمبر چھوڑ دیجئے جس پر آپ سے رابطہ قائم کیا جا سکے۔ اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر ہمسائے کا فون نمبر رکھ دیجئے۔

جیسے ہی آپ گھر واپس آئیں، بچے کو اس کا معاوضہ ادا کر دیجئے اور ساتھ ہی اسے بہت زیادہ شاباش بھی دیجئے۔ اسی طرح جب آپ کبھی کبھار اپنے بڑے بچے کو اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی نگہداشت کے لیے ذمہ داری سونپیں گے تو پھر وہ یقیناً اپنی یہ ذمہ داری زیادہ محسوس کرے گا۔

۵۔ ''سائمن کہتا ہے'' کھیل اور باتیں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بڑے بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ انہیں دیکھ کر ان کے چھوٹے بہن بھائی بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

بچوں کے ساتھ ''سائمن کہتا ہے'' کھیلیں۔ بڑے بچوں کو زیادہ وقت ''سائمن'' کا کردار ادا کرنے دیں۔

جب کھیل ختم ہو جائے اور بڑے بچوں کو ایک طرف لے جائیں اور ان سے اس بارے میں گفتگو کریں کہ جب کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ''سائمن کہتا ہے'' تو پھر بچوں کا رویہ کیسا تھا۔ ان چھوٹے بچوں کی مثالیں دیجئے جو بڑے بچوں کو دیکھ کر اپنا کام کر رہے ہیں۔ اس گفتگو کے دوران لفظ ''ذمہ داری'' زیادہ سے زیادہ استعمال کیجیے۔

۶۔ بڑے بچوں کے ساتھ باہمی تعلقات

اس کا مقصد یہ ہے کہ اپنے گھرانے میں چھوٹے بچوں اور ''ذمہ داری اُٹھانے والے'' بڑے بچوں کے درمیان فرق کو ایک ڈرامائی اور غیر معمولی حیثیت دیجئے۔

اپنے بچوں سے گفتگو کے لیے اکثر والدین ایک خاص طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ یہ طریقہ عام طور پر پیار ومحبت کا طریقہ ہوتا ہے جس میں والدین مختصر الفاظ نہایت آہستہ آہستہ ادا کرتے ہیں اور ان سے بچوں جیسی گفتگو کرتے ہیں۔ عام طور پر گفتگو کا یہ طریقہ ہم اس وقت اپناتے ہیں جب ہمارے بچے اسے سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں۔

جب آپ ایسے بچوں کے ساتھ گفتگو کر رہے ہوں جو اس قدر بڑے ہوں کہ انہیں دوسرے بچوں کی ذمہ داری سونپی جا سکے تو پھر خود میں ایک واضح اور شعوری تبدیلی لائیے۔ ان سے یوں بات کیجیے جیسے آپ ان سے بڑے ہوتے۔ عمومی انداز اور لب ولہجے میں ان سے بات کیجیے۔ اس طریقے کے ذریعے ان کا مختلف رویہ واضح اور نمایاں ہوتا ہے۔ بچے بھی یہی رویہ اور طرز عمل اپنائیں گے۔ پھر وہ ہر کام انجام دیتے ہوئے آپ کی توقعات پر پورا اتریں گے اور اپنی پختگی اور شعور کی آپ سے داد و پہچان چاہیں گے اور آپ کے لب ولہجے ہی سے سمجھ جائیں گے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

۷۔''بطور والدین تربیت''

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں میں اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے لیے ذمہ داری اُٹھانے کی خواہش کو زیادہ سے زیادہ تقویت بخشی جائے۔

چونکہ آپ بھی والدین ہیں، لہٰذا، بچوں کے لیے آپ کی طرف سے دُعا اور نیک خواہش یہی ہو سکتی ہے کہ آپ یہی سوچیں کہ وہ بھی ایک دن اچھے والدین بنیں گے۔

جب آپ ان کو اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی نگہداشت کے ضمن میں ذمہ داری سونپتے ہیں اور وہ جھنجھلا جاتے ہیں تو پھر انہیں یاد دلایئے کہ ایک دن وہ بھی باپ اور مائیں بنیں گی، اور وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے اس وقت ذمہ داریاں انجام دیتے ہیں، نہ صرف چھوٹے بچوں کے لیے مفید ہیں بلکہ انہیں بذاتِ خود اچھا والدین بننے میں بھی مفید اور کارآمد ثابت ہوں گی۔

واضح طور پر، والدین، یہ طریقہ مستقل طور پر اختیار کرتے ہوئے اپنے بچوں کو بہت زیادہ ذمہ داری سونپ سکتے ہیں۔ بعض خاندانوں میں سب سے بڑے بچے کو بہت زیادہ ذمہ داریاں سپرد کر دی جاتی ہیں اور باقی بچوں کو نسبتاً کم ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں۔

۸۔''اساتذہ اور معلّمین''

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ وہ مستقل طور پر آپ کے چھوٹے بچے کے لیے ذمہ داری محسوس کریں۔ مہینہ شروع ہوتے ہی اپنے ایک بڑے بچے کو ایک طرف لے جائیں اور اس سے یوں کہیں: ''جیری، دو یا تین کام ایسے ہیں جن میں سٹیو کو واقعی ہماری مدد چاہیے۔ چونکہ وہ تمہارا کہا مانتا ہے، ہمارا خیال ہے کہ تم اس کے لیے مددگار ثابت ہو سکتے ہو۔ اسے یہ سیکھنا ہے کہ اس نے اپنا کمرہ کیسا صاف کرنا ہے اور اپنی ماں کا کہا ماننا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ضمن میں تم اپنی کوشش کرو۔ آج نومبر کی یکم تاریخ ہے اور سات تاریخ تک ہم دیکھیں گے کہ ان دونوں معاملات کے متعلق تم سٹیو میں کس قدر بہتری پیدا کر سکے ہو۔''

جیری کو بتایئے کہ وہ کس طرح یہ انجام دے سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ''مثال'' کی اہمیت وافادیت کے بارے میں گفتگو کیجیے اور اسے یہ بھی بتایئے کہ وہ کیسے سٹیو کو اس کی ذمہ داری کے بارے میں یاد دہانی کرا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ اس موضوع پر بھی گفتگو کیجیے کہ وہ کس طرح سٹیو کو اپنے کمرے میں بلا سکتا ہے اور نہایت فخریہ انداز میں دکھا سکتا ہے کہ اس کا کمرہ کس قدر صاف ستھرا ہے۔ اس ضمن میں جیری کو بہت سی مفید تراکیب بتایئے، پھر اسے شاباش دیجیے اور اسے یاد دلایئے کہ اس کے پاس وقت بہت کم ہے۔

جب بچے خود کو ذمہ داریاں اُٹھانے کے لیے تیار کر لیتے ہیں تو پھر دو نہایت ہی شاندار نتائج سامنے

آتے ہیں: بچوں میں اس قدر صلاحیت اور سمجھ پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ دوسرے افراد کے بارے میں احساس ذمہ داری محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اکثر گھرانوں میں تبدیلی کا یہ سفر ضروری اور خوشگوار ہوتا ہے۔

جب ہماری سب سے بڑی بیٹی کی عمر تقریباً دس سال تھی تو پھر ہمیں وہ خوشی محسوس ہوئی جو اس مرحلے اور تبدیلی کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ ''بچے کیسے خوش ہو سکتے ہیں'' یہ ایک ایسی کتاب تھی جو ہم نے لکھی تھی، اور اسے ہم نے کہا تھا کہ وہ اس میں درج طریقے استعمال کرے اور انہیں خود پر آزمائے۔ ایک دفعہ ہم نے اسے دیکھا کہ وہ باہر درختوں کے نیچے اپنے چھوٹے بہن اور بھائی کو اس زمین سے حاصل ہونے والی خوشی کے متعلق بتا رہی ہے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ ہم اس کی باتیں سن رہے ہیں۔ اپنے میٹھے لب و لہجے میں اس نے اپنے بھائی بہن کو موسم خزاں میں موجود خوبصورت پتوں کے بارے میں بتایا۔ اس نے درخت میں گھومتی پھرتی گلہریوں کی خوشی کے متعلق بتایا۔ اس نے اپنی بہن بھائی کو درختوں کی چھال کی خوبصورتی، پرندوں کی چہچہاہٹ کے متعلق انہیں بامعنی اور واضح طور پر بتایا۔

آپ کو واقعی اس وقت تک یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ آپ اپنے بچوں کو جو کچھ بھی سکھاتے ہیں، وہ یہ سب کچھ اس قدر درست اور بخوبی طور پر سیکھ لیتے ہیں کہ وہ عملی طور پر دوبارہ اپنی طرف سے یہی عمل دہراتے ہیں۔ پھر ہمیں خوشی و طمانیت محسوس ہوتی ہے کہ جیسے ہم ایک بچے کو پہلا قدم اُٹھاتے دیکھ رہے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ مختلف امور کے متعلق بچوں کو سکھانے اور تربیت دینے کے لیے مختلف مواقع کی تلاش میں رہیں۔ انہیں کہیں کہ اپنی پسند و ناپسند کے بارے میں مکمل بصری، امدادی مواد اور معلومات کے ذریعے اپنے گھرانے کے سامنے جائزہ پیش کریں۔ آپ ان میں موجود تخلیقیت اور ان کے پُراثر انداز دیکھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گے۔

خاندانی اہم نکات

۱- آٹھ سال کی عمر اور تبدیلی کا سفر

جب ہمارے بچوں کی عمر آٹھ سال ہوتی ہے تو وہ ایک مرحلے (تبدیلی کے سفر) میں سے گزرتے ہیں جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے اور پھر فوراً ہی ان کی نئی حیثیت کے تین واضح اور باقاعدہ پہلوؤں کا اظہار ہوتا ہے۔

۲- بچوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے لیے معاوضے کی ادائیگی

جہاں تک ہمارے گھرانے کا تعلق ہے، ہمارے بچے اس موقع کے منتظر رہتے ہیں اور انہیں علم ہے کہ نہ صرف اس موقع کے ذریعے ان کے لیے آمدن پیدا ہونے کا امکان ہے بلکہ وہ اپنے گھرانے کے بڑے افراد میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

۳- تربیتی اور تعلیمی دورانیہ

ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہفتے میں ایک بار اپنے تمام بچوں کو اکٹھا کر کے وہ سبق آموز کہانیاں سنائیں جو ہمارے نزدیک مفید و اہم ہیں۔ ہم اس وقت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے بڑے بچوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے ضمن میں اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔

جب چھوٹے کھیل کود میں مصروف ہوں تو ہم اپنے بڑے بچوں کے ساتھ علیحدہ ملاقات کرتے ہیں۔ پھر ہم انہیں مختلف طریقوں سے آگاہ کرتے ہیں، یا پھر اپنی طرف سے تیار کی ہوئی کوئی سبق آموز کہانی سناتے ہیں۔ پھر ہم ان میں سے ہر ایک بچے کو یہ ذمہ داری سونپتے ہیں کہ وہ یہ سبق آموز کہانی چھوٹے بچوں کو بھی سنائیں۔ پھر ہم ایک خاندانی ملاقات کا اہتمام کرتے ہیں، جہاں بڑے بچے، چھوٹے بچوں کو مختلف اُمور کے متعلق بتاتے اور سکھاتے ہیں، اور چھوٹے بچے بھی نہایت توجہ کے ساتھ ان کی بات سنتے ہیں۔

۴- خاندانی ملاقاتوں میں بڑوں کا حصہ

جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے، ہم ہر ہفتے ایک ملاقات کے ذریعے آئندہ ہفتے کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اس ملاقات کا ایک حصہ شام کو منعقد ہوتا ہے جو بڑوں کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ ملاقات، والدین کے لیے مخصوص تھی جس کے دوران ہم اپنے ہفتہ واری منصوبے تیار کرتے ہیں اور آئندہ ہفتے کے لیے اپنے اہداف کے بارے میں سوچ بچار کرتے ہیں۔ جب کچھ بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو پھر ہم انہیں اپنے ساتھ شامل کر لیتے ہیں اور چھوٹے بچوں کے متعلق غور و فکر کے بارے میں ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں کہ ان کی مخصوص ضروریات کیا ہیں اور ہم ان کی یہ ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔ ہمیں ابھی بھی حیرت ہوتی ہے کہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت کے ضمن میں بڑے بچوں میں کس قدر زیادہ احساسِ ذمہ داری اور بصیرت پیدا ہو چکی ہے۔

11

احساسِ ذمہ داری برائے بھروسا اور اعتماد

''جب ایک شخص ہر لحاظ سے ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے تو پھر اس کے کردار میں بھروسا اور اعتماد پیدا ہو جاتا ہے اور ایک بچے میں، بھروسا اور اعتماد، ایک ایسے بیج کی شکل میں موجود ہوتا ہے جس میں نشوونما ابھی باقی ہے۔''

تعریف و مثال

بھروسا اور اعتماد کا مفہوم کئی لحاظ سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جسے سب پسند کرتے ہیں اور یہ ایک خصوصیت ہے جو ہم سب اور ہمارے دوست و ساتھی خود میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ انتہائی بنیادی اعتبار سے اس سے مراد ''ایمانداری'' ہے۔ یعنی آپ جو کچھ کہتے ہیں، آپ وہی کچھ کریں گے، نیز، بلند سطح کے لحاظ سے بھی اس کا یہی مفہوم ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ آپ اچھے کام کریں گے...... اور آپ اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ مشکلات کے باوجود، اور اگر آپ کو ذاتی قربانی بھی دینا پڑے تو سچائی سے منہ نہیں موڑیں گے اور غلط کاموں کی طرف نگاہ بھی نہیں ڈالیں گے۔

جب مارتھا کرٹس گیارہ سال کی ہوئی تو وہ اس وقت تک اعتماد اور بھروسے کی ایک مکمل تصویر بن چکی تھی۔ اس کی ماں، میری کا کہنا تھا کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو اپنے خاوند کے بجائے مارتھا کے پاس چھوڑ سکتی تھی۔ مارتھا کو جیسا کہا جاتا، ایسا ہی کرتی۔ وہ اپنے اردگرد دیکھتی رہتی کہ کون سا کام کرنے کو باقی رہ گیا ہے۔ وہ اپنے کام پر مکمل توجہ دیتی۔ وہ اپنی ذمہ داری اس طرح فرض شناسی کے ساتھ انجام دیتی کہ لیری کے لیے یہ سب بھولنا ناممکن ہوتا۔

مارتھا کی ایک جڑواں بہن بھی تھی جس کا نام مارین تھا۔ مارین ہر لحاظ سے مارتھا سے مختلف تھی۔ لیری اسے ''فنکار'' کے نام سے پکارتی تھی کیونکہ اس کی منہ پھٹ، متلون اور بے اعتماد و ناقابل بھروسا شخصیت پر یہ نام بالکل صادق آتا تھا۔

جب میری اور اس کا خاوند گھر سے کہیں باہر جاتے تو وہ مارتھا سے کہتے کہ وہ مارین کا خیال رکھے اور وہ ان کا حکم بجالاتی۔

جب دونوں لڑکیاں بڑی ہوئیں تو مارین کا غیر یقینی رویہ بہتر اور زیادہ سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا گیا۔ جب اسے کوئی کام کہا جاتا تو وہ ٹال دیتی۔ اکثر سکول کا کام کیے بغیر سکول چلی جاتی۔ وہ ضدی یا نافرمانبردار نہیں تھی۔ صرف اسے بھولنے کی عادت تھی۔ اس کے ذہن میں کوئی چیز نقش نہیں ہوتی تھی اور وہ کسی چیز پر توجہ بھی مرکوز نہیں کر سکتی تھی۔ مارتھا کا رویہ جس قدر بہتر ہوتا جاتا تھا، مارین کا طرزِ عمل اسی قدر بُرا ہوتا جاتا تھا۔

ایک ہفتہ واری تعطیل پر، بن اور لیری کے ہاں، اچانک ان کے سکول کے پرانے دوست بل اور ترینہ آ گئے۔ وہ سب اکٹھے کھانا کھانے گھر سے باہر گئے اور گفتگو کا موضوع بچوں کی طرف مڑ گیا۔ ترینہ، جس نے عرصہ آٹھ سال سے ان جڑواں بہنوں کو نہیں دیکھا تھا، کہنے لگی: ''کیا یہ دونوں لڑکیاں جڑواں بہنیں، ابھی بھی ایک جیسی ہیں ....؟ مارین، ایک آزاد ذہن کی لڑکی ہے جس کے سیکڑوں مختلف پہلو ہیں ..... جبکہ مارتھا، اچھے رویے اور نظم وضبط کا مکمل نمونہ؟''

لیری نے پوچھا: ''کیا یہ تمہارا خیال ہے یا میرا خیال ہے؟''

ترینہ نے کہا: ''یہ ہم دونوں کا خیال ہے!'' ترینہ قدرے پریشان ہو گئی تھی۔ پھر کہنے لگی: ''پہلے میں اس مشکل میں تھی کہ میں انہیں کس طرح یاد رکھوں، لیکن اب میں انہیں یاد رکھ سکتی ہوں، تم نے بالکل صحیح طور پر ان کے متعلق مجھے بتایا۔''

اس رات گھر واپسی کے بعد، لیری اور بن نے سوچ بچار شروع کر دی۔ اصل بات یہ تھی کہ جب یہ جڑواں بہنیں تین سال کی تھیں تو وہ اپنی دونوں بیٹیوں کو ایک خاص قسم کی شخصیت میں ڈھالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ باہمی گفتگو کے دوران انہیں یہ محسوس ہوا کہ انہوں نے مارین کو کبھی موقع ہی نہیں دیا کہ وہ خود کو بااعتماد اور قابل بھروسا ثابت کر سکے۔ انہوں نے اس کے منہ پھٹ رویے اور متلون مزاجی کو دور کرنے کی ازحد کوشش کی لیکن مارین کے اس رویے اور مزاج میں مزید شدت پیدا ہوتی گئی۔

اب ان کے پاس صرف ایک حل باقی رہ گیا تھا کہ اب وہ اس کے رویے اور مزاج کی درستی کے لیے کوئی قدم اُٹھاتے، دراصل، اب سوال یہ نہیں تھا کہ اب اس کی یہ عادت دور کی جاتی بلکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اسے کوئی اچھی عادت سکھائی جاتی۔

لیری اور بن نے اپنے اس منصوبے پر کام شروع کر دیا۔ انہوں نے اس باب میں دیئے گئے طریقوں کے مطابق بھروسے اور اعتماد کی بنیادی صورتوں سے اس منصوبے کا آغاز کیا۔ انہوں نے آہستہ آہستہ اپنے کام کا آغاز کیا اور صرف ایک پہلو کے لحاظ سے اعتماد اور بھروسے کی تعمیر کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ مارین نے اپنے رویے میں تبدیلی لانا شروع کی۔ اس نے اپنے وعدوں اور نتائج اور کارکردگی اور وہ کس قدر قابل بھروسا ہے اور لوگ اس پر کس قدر بھروسا کرتے، کے درمیان وجہ اور اثر کا مشاہدہ شروع کر دیا۔

لیری نے ہر طرح اس پر نظر رکھی، اس کی حوصلہ افزائی کی اور اسے شاباش دی۔ اس کے ساتھ، اس نے مارتھا پر بھی خصوصی توجہ دی، اور اسے مثال کی طرح استعمال کیا اور مارین کو بعض اُمور کے متعلق تربیت دینے اور سکھانے کے لیے اسے بطور مددگار اپنے لیے مفید پایا۔ بن اور لیری کو محسوس ہونے لگا کہ مارین کو مطلوبہ بھروسے اور اعتماد کے متعلق بتانے اور اسے سمجھانے کے لیے کچھ مخصوص طریقے اور تراکیب مفید اور کارگر ثابت ہوئیں لیکن ان کی طرف سے شاباش، حوصلہ افزائی اور مثبت توجہ ہی کے باعث، عملی طور پر یہ مستقل اور دیرپا تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

طریقے و تراکیب

۱-اعتماد اور بھروسا پیدا کرنے کے مختلف طریقے

☆ آباء واجداد کے قصے کہانیاں

اپنی یا اپنے آباء واجداد کی زندگیوں میں سے ایسے واقعات وحالات کا انتخاب کریں جن کے ذریعے اعتماد اور بھروسے کا اظہار ہوتا ہو۔ ان حالات وواقعات کو بچوں کی کہانیوں کی شکل میں ترتیب دیں اور خاص طور پر ان کہانیوں میں سے اعتماد اور بھروسے پر مبنی پہلوؤں کا خاص طور پر ذکر کریں، اور پھر بچوں کو یہ بھی بتائیں کہ یہ خصوصیت ان کے آباء واجداد سے منتقل ہوتی ہوئی ہمارے ذریعے ان میں بھی بخوبی طور پر موجود ہے۔

☆ ہفتہ واری ملاقاتیں

جب بچے ہفتہ واری ملاقاتوں میں اپنے لیے ہفتہ واری اہداف متعین کرتے ہیں تو پھر ان کے اس عمل کے ذریعے ان میں اعتماد اور بھروسا پیدا ہوتا ہے۔ جب بچے اپنے متعین کردہ اہداف کی تکمیل کے لیے کوشش کرتے ہیں تو ان میں خود اپنے لیے اور دوسروں کے لیے بھروسے اور اعتماد کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

ہفتہ واری ملاقاتوں میں ''اعتماد اور بھروسے'' کو موضوع گفتگو کی حیثیت سے شامل کر کے آپ بچوں کو اس تصور کے متعلق مزید وضاحت کے ساتھ بتا سکتے ہیں۔ جب بچے اپنے ہفتہ واری اہداف کے متعلق منصوبہ بندی کرتے ہیں تو ان سے پوچھئے کہ انہوں نے اپنے اہداف کی تکمیل کے لیے کس کے ساتھ کس قسم کا اہتمام کیا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ ان کے اہداف کو آپ کیلنڈر پر یا کسی کاپی میں تحریر کرلیں اور پھر اس موقع کو اس گفتگو کے لیے استعمال کریں کہ آیا انہوں نے اپنے اہداف تک پہنچنے کے لیے کیا طریقۂ کار اختیار کیا ہے۔

☆ چہار پہلو جائزہ

جب آپ سماجی طور پر ہر بچے کا ماہانہ جائزہ لیتے ہیں تو پھر اس امر پر توجہ مرکوز کریں کہ ہر بچہ کیونکر قابل اعتماد اور قابل بھروسا ہے۔ ہر بچے کی استعداد اور قابلیت کا اس تناظر میں جائزہ لیں کہ اس کا میلان، اعتماد اور بھروسے کی جانب ہے جس طرح ہمیشہ یہی طریقہ ثابت ہوتا ہے کہ محض اس کے متعلق غور اور اس پر توجہ مرکوز کرنے کے ذریعے آپ کے ذہن میں بہتری کے حوالے سے کچھ نئے طریقے و تراکیب پیدا ہو جاتی ہیں۔

☆ حوصلہ افزائی

ہر قسم کی ذمہ داری کے ضمن میں سب سے مؤثر اور مفید طریقہ یہ ہے کہ بچوں کا گہرا مشاہدہ کیا جائے اور جیسے ہی ان میں کسی بھی طرح بھروسے اور اعتماد کی جھلک نظر آئے ،انہیں بھرپور شاباش دی جائے اور ان کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی کی جائے۔

۲-''قابل بھروسا یا ناقابل اعتماد'' کا کھیل

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ ان میں بھروسے اور اعتماد کی موجودگی اور غیر موجودگی کے دوسروں پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کارڈ بورڈ کے ایک ٹکڑے پر ایک ایسی رسی کے ذریعے دو نشانات بنائیں جو آپ کی گردن کے گرد لپٹ سکے تاکہ آپ اس نشان کو اپنے گلے میں پہن سکیں۔ایک نشان کا نام قابل بھروسا اور دوسرے نشان کا نام ناقابل بھروسا رکھیں۔اگر دونوں والدین موجود ہیں تو پھر دونوں کو ایک ایک نشان پہن لینا چاہیے۔

پھر بچوں کو ایک ایسے شخص کا کردار ادا کرنا چاہیے جو آپ پر بھروسا کرتا ہوں ،مثلاً استاد، دوست، ہمسایہ۔آپ اپنے نشان کے ذریعے ان بچوں کے سامنے اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہیں ،مثلاً:

ایک استاد (ایک بچے کی طرف سے اداکاری) آپ سے کہتا ہے کہ جو کتاب جماعت میں پڑھائی جارہی ہے،اس کے متعلق غیر معمولی بہترین نتائج کا اظہار کیا جائے۔''قابل بھروسا'' پہلے ہی سے تیاری کر لیتا ہے اور ایک دلچسپ تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے۔''ناقابل بھروسا'' بھول جاتا ہے۔پہلے معاملے میں استاد بہت خوش ہوتا ہے اور طلبہ کو بہت اچھے نمبر دیتا ہے۔دوسرے معاملے میں استاد ،خوش نہیں ہے اور کسی کو بھی اچھے نمبر نہیں ملتے۔اور''ناقابل بھروسا'' اضافی نمبر حاصل کرنے کا موقع ضائع کر دیتا ہے۔

ایک دوست آپ کو بیس بال دستانہ ،عاریتاً دے دیتا ہے۔آپ اسے بتاتے ہیں کہ آپ اسے جمعہ کو کھیل کے میدان میں لے کر آئیں گے۔''قابل اعتماد'' اس وعدے کو یاد رکھتا ہے اور''ناقابل اعتماد'' دستانہ بھول جاتا ہے بلکہ کھیل کو بھی فراموش کر دیتا ہے۔

آپ کا ایک ہمسایہ خاندان، موسم گرما کی تعطیلات کے لیے شہر سے باہر جارہا ہے اور آپ کو اپنے دالان کے گھاس کو کاٹنے اور اس کی دیکھ بھال کرنے کے عوض معاوضہ ادا کرنے پر رضامند ہو جاتا ہے۔ ''قابل بھروسا'' اپنی یہ ذمہ داری باقاعدگی کے ساتھ نبھاتا ہے۔ ''ناقابل بھروسا'' اس وقت تک دالان کو پانی نہیں لگاتا جب تک یہ خشک نہیں ہو جاتا اور گھاس اس وقت تک نہیں کاٹتا جب تک وہ اس کے گھٹنوں تک نہیں آجاتا۔

اپنے ذہن کے مطابق اور اپنے بچوں کی ضروریات کے مطابق مزید مثالیں دیجیے۔ اس کھیل پر یوں توجہ دیں کہ جسے ذمہ داری سونپی گئی ہے، وہ کیسے محسوس کرتا ہے۔ جب وہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا اور وہ کیسے محسوس کرتا ہے جب وہ اپنی ذمہ داری نہایت قابل اعتماد طریقے سے نبھاتا ہے۔

۳۔ ''اعتماد اور بھروسے'' کو خاندانی روایت بنالیجیے

اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ خود سے وعدہ کرلیں کہ آپ ایک خاندان کی حیثیت سے اور خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے مکمل طور پر قابل بھروسا اور قابل اعتماد ثابت کریں۔

''قابل اعتماد یا ناقابل بھروسا'' کا کھیل ہو یا آباء و اجداد کی کہانیاں قصے ہوں، ان کے ذریعے اعتماد اور بھروسے کے متعلق مثالوں کے ذریعے آپ کے خاندان کے لیے ایک ایسا سازگار ماحول پیدا ہو جاتا ہے کہ خاندان اور خاندان کے افراد خود میں اعتماد اور بھروسا پیدا کرنے کا عزم کر لیتے ہیں۔ قابل بھروسا اور قابل اعتماد ہونے کے مختلف پہلوؤں کے متعلق گفتگو کیجیے اور یہ جائزہ لیجیے کہ آپ اور دیگر افراد پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ آپ اپنی طرف سے تجویز پیش کریں کہ ''اعتماد اور بھروسے'' کو خاندانی روایت بن جانا چاہیے۔ بچوں کی زندگیوں کے متعلق ان حالات (سکول کا کام وغیرہ) کے متعلق گفتگو کیجیے جہاں یہ خوبی فوری طور پر لاگو ہوتی ہے۔

کسی بھی قسم کے نشان پر لفظ ''بھروسا'' تحریر کیجیے اور اسے باورچی خانے یا کمرہ طعام میں لٹکا دیجیے جہاں آپ رات کا کھانا کھاتے ہیں۔ پھر رات کے کھانے کے موقع پر اپنے افرادِ خانہ کو کہیں کہ اس دن ان کے ساتھ ''اعتماد اور بھروسے'' کے اعتبار سے کوئی واقعہ پیش آیا ہو تو اسے بیان کریں یا پھر انہیں کوئی ایسا موقع مہیا ہو جب وہ ''اعتماد اور بھروسے'' کا عملی اظہار کر سکے ہوں۔

۴۔ ترجیحات کا کھیل

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ وہ دیرپا اثرات اور اہمیت کے حامل اُمور کے متعلق غور کریں اور انہیں ان اُمور کے درمیان فرق معلوم ہو جائے جو واقعی اہم ہیں اور وہ اُمور جن کی افادیت وقتی اور عارضی ہے۔

آپ کو چاہیے کہ گتے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر ان چیزوں کے نام تحریر کریں جو آپ کے لیے انتہائی اہم ہیں، مثلاً:

☆ نیا لباس
☆ اہم معاملات کے بارے میں آپ اپنے والدین سے بات کرنے میں کس قدر مشکل محسوس کرتے ہیں؟
☆ طلبہ کی انجمن میں بطور رکن انتخاب
☆ پسندیدہ ٹیلی ویژن پروگرام
☆ سکول میں آپ کی تعلیمی کارکردگی
☆ بہترین ادب کا مطالعہ
☆ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ آپ کس قدر اچھا سلوک کرتے ہیں؟
☆ آپ اپنا سبق کس قدر محنت کے ساتھ یاد کرتے ہیں؟
☆ آپ کے کتنے دوست ہیں؟
☆ آپ دوستوں کے ساتھ کس قدر اچھا برتاؤ کرتے ہیں؟

ان اُمور کا انتخاب کیجیے جو وقتی طور پر آپ کے لیے اہم ہیں اور آپ کے خاندان کی موجودہ صورت حال سے متعلق ہیں۔ ہر کارڈ کی پشت پر پیلے، سرخ یا نیلے رنگ کا ایک نقطہ لگا دیجیے۔ ان چیزوں کی پشت پر پیلے رنگ کا نشان لگا دیجیے جو آپ کے لیے اس قدر اہم ہیں کہ آپ کے کردار پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ ان چیزوں پر سرخ نشان لگا دیجیے جو اس لحاظ سے ہم پر اثر انداز ہوں کہ ہم آج سے دس سال بعد کس قدر خوش ہوں گے۔ پھر نیلے رنگ کا نشان ان چیزوں پر لگا دیجیے جو یا تو بالکل اہم نہیں ہیں یا پھر ان کی افادیت وقتی اور عارضی ہے۔

آپ کن چیزوں کا انتخاب کرتے ہیں اور آپ کے بچے کس قدر سمجھدار ہیں، اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کئی ایک چیزوں پر سرخ کے علاوہ پیلا نشان بھی لگا سکتے ہیں کیونکہ جب ہم خود میں موجود بھرپور استعداد اور قابلیت کو دریافت کر لیتے ہیں تو ہمارا یہ عمل ہمارے کردار پر اثر انداز ہوتا ہے۔

پھر ان ٹکڑوں کو اوندھے منہ میز پر رکھ دیجیے اور دیکھیے کہ کیا آپ کے بچے انہیں کم از کم اہمیت کے لحاظ سے ترتیب دے سکتے ہیں۔ پھر ان ٹکڑوں کا رُخ اوپر کی جانب کر دیجیے اور دیکھیے کہ کیا پیلے رنگ کی چیزوں کا رُخ اوپر ہے، پھر اس کے بعد سرخ اور پھر آخر میں نیلے رنگ کی چیزیں۔ اب آپ ان کے متعلق ایک مفید اور بھرپور گفتگو کر سکتے ہیں۔

۵-دوسروں کو اپنی ترجیحات بنائیں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بھروسے اور اعتماد کے تصور کو دیگر افراد کے لحاظ سے مشاہدہ کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بچوں کو یہ بتائیں کہ بھروسا اور اعتماد، ایک ایسی ذمہ داری ہے جس کا تعلق دیگر افراد سے ہے اور یہ بھی کہ خود میں یہ خصوصیت پیدا کرنے کا محض یہ مقصد نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنے کردار اور شخصیتوں میں بہتری پیدا کریں بلکہ آپ کا مقصد یہ ہے کہ آپ دوسروں کو زیادہ سے زیادہ تسکین اور طمانیت بخشیں اور وہ زیادہ سے زیادہ خود کو محفوظ سمجھیں۔

اب آپ پھر ''ترجیحات کے کھیل'' کی طرف توجہ دیں اور گتے کے ٹکڑوں کی ڈھیری میں مزید ٹکڑے شامل کریں، مثلاً سکول کے کام کی تکمیل، کسی ضرورت مند کی مدد، اپنے وعدوں کی تکمیل اور اپنے معاشرے کے لیے رضا کارانہ خدمت۔ ان تمام امور میں بھروسے اور اعتماد کا عنصر شامل ہے، اب کارڈ پر پیلا نشان لگانا چاہیے اور اسے ''ترجیحات کا کھیل'' میں اولین ترجیح کے طور پر ترتیب دینا چاہیے۔

۶-بچوں کی ''پیشگی فیصلوں کی فہرست'' کا جائزہ لیجیے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کے ان وعدوں کو استعمال کیا جائے جو انہوں نے خود سے اور اپنے آپ سے کیے ہیں، اور یہ وعدے ''بھروسے اور اعتماد'' کے دو حصوں کی مثالیں ہیں۔ اچھے کاموں کے لیے وعدے اور ان کی تکمیل۔

بچوں نے اپنے وعدوں اور فیصلوں میں جو اصلاح کی ہے، اس کے لیے ان کی تعریف کریں، اور انہیں بتائیں کہ یہ کس قدر مناسب اور معقول ہے کہ انہوں نے اپنے فیصلوں کو تحریر کرنے اور ان پر اپنے دستخط کرنے کے ذریعے خود کو ان فیصلوں کا پابند بنا لیا ہے۔ انہیں بتائیں کہ انہوں نے بھروسے اور اعتماد کی فہرست کو اپنا پہلا قدم سمجھ کر کون سا عملی قدم اُٹھایا ہے۔ انہیں وضاحت سے بتائیں کہ ان فیصلوں کی پابندی، دوسرا قدم ہے۔ ان کے ساتھ گفتگو کریں کہ وہ ہر فیصلے پر عمل کرنے کے لیے کون سے عملی اقدامات اُٹھا رہے ہیں، اور کیا ابھی تک وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے یہ فیصلے درست ہیں۔ ہر فیصلے اور وعدے کی اہمیت وافادیت کے متعلق گفتگو کیجیے اور یہ بھی کہ کیا بچوں میں اس قدر استعداد اور قابلیت موجود ہے کہ وہ ان فیصلوں کی تکمیل اور پابندی کر سکیں۔

۷-آپ کے اپنے وعدوں اور فیصلوں کی فہرست

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو آپ کے اپنے وعدوں اور فیصلوں کے متعلق یقین دہانی کرائی جائے اور ان کے لیے بطور مثال پیش کیا جائے۔

''خاندانی اہم نکات'' کے حصے میں ان وعدوں اور فیصلوں کی چند مثالیں پیش کی گئی ہیں جو والدین ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں۔ اگر ہم ان فیصلوں اور وعدوں کو تحریر کر لیں اور انہیں بچوں کے سامنے پڑھیں تو پھر بچوں میں اپنے لیے وعدے اور فیصلے کرنے اور ان کی تکمیل کے ضمن میں جذبہ اور تقویت پیدا ہو گی۔

۸- آپ کی اپنی شادی اور خاندانی ذمہ داریاں

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ سمجھا دیا جائے کہ بے غرض ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں اور آپ اس لحاظ سے ان ذمہ داریوں اور فرائض کو نبھاتے ہیں اور آپ کو علم ہے کہ آپ باہمی طور پر ان کی تکمیل کے ضمن میں ہمیشہ قطعی طور پر آمادہ اور تیار رہتے ہیں۔

اپنے بچوں کو اپنی شادی کا قصہ سنائیے۔ ان سے اس حقیقت کے بارے میں گفتگو کیجیے کہ شادی، دو ساتھیوں کے درمیان زندگی بھر کا ایک بندھن اور تعلق ہے۔ آپ انہیں یہ بھی بتائیں کہ آپ ایک دوسرے پر کس قدر بھروسا اور اعتماد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے اعتماد اور بھروسے پر پورا اُترنا کس قدر مشکل ہے۔ انہیں اس اہم نکتے سے آگاہ کیجیے کہ اس وقت وہ جس قدر زیادہ ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسا کر سکتے ہیں، اسی قدر زیادہ وہ مستقبل میں بھی ایک دوسرے پر بھروسا کر سکیں گے۔

خاندانی اہم نکات

ذمہ داریوں اور فرائض کی فہرست

وہ لوگ مکمل طور پر قابل بھروسا اور قابل اعتماد ہوتے ہیں، جو اپنے قول و فعل کے پکے ہوتے ہیں، جنہیں معلوم ہے کہ ان کی ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں، اور وہ ان ذمہ داریوں اور فرائض کو بغیر کسی کے کہے نبھاتے ہیں، ایسے لوگ اس دنیا میں بہت کم ہیں۔ ایک زمانے میں رچرڈ کا ایک کاروباری ساتھی اس معیار پر پورا اُترتا تھا۔ جب اس کا ساتھی اس پر کوئی الزام لگاتا، اس کو اس کے متعلق قطعی طور پر کوئی فکر نہ ہوتی۔ اسے معلوم تھا کہ اس ضمن میں جو ہونا ہوگا، وہی ہوگا اور اسی لیے وہ ہمیشہ مطمئن اور پُر اعتماد رہتا تھا۔ اب اس کے پاس ایک سیکرٹری ہے جو اس کے تمام کام انجام دیتی ہے اور مکمل طور پر قابل بھروسا ہے۔ اس سیکرٹری کو نہ تو ہدایات جاری کرنا پڑتی ہیں اور نہ ہی اسے یاد دہانی کی ضرورت ہے۔ جو کچھ بھی اس کے ذہن میں ہوتا ہے، اس کی سیکرٹری

اس کا ذہن پہلے ہی پڑھ چکی ہوتی ہے اور وہ کام خود بخود مکمل ہو جاتا ہے۔ جب بھی وہ اسے کوئی ذمہ داری سپرد کرتا ہے یا وہ اکٹھے کوئی فیصلہ کرتے ہیں، تو پھر وہ یہ سمجھ سکتا ہے یہ کام اسی وقت مکمل ہو چکا ہے۔

اس قسم کے افراد کے ساتھ کام کرنا بہت ہی اچھا محسوس ہوتا ہے۔ اس ضمن میں صرف ایک اور چیز بہت ہی اہم اور شاندار ہے کہ اس قسم کا بھروسا اور اعتماد، شادی اور گھرانے میں بھی موجود ہونا چاہیے، ایک دوسرے پر گہرا اعتماد ہونا چاہیے جو کبھی کم نہ ہو اور مشکلات و مصائب کے باوجود یہ اعتماد و بھروسا، بدستور قائم رہے۔

ہمیں پختہ یقین ہے کہ ایک گھرانے میں اس قسم کا اعتماد اور بھروسا، اس وقت پیدا ہوتا ہے جب والدین اور بچے اپنی ذات کے بارے میں اور ایک دوسرے کے لیے اپنی ذمہ داریاں اور فرائض بخوبی طور پر انجام دیتے ہیں۔

لوگ چاہتے ہیں کسی بھی معاملے کے ضمن میں وہ اپنی ذمہ داری اور فرض بخوبی طور پر ادا کریں۔ اپنے اس فرض کی تکمیل کے ذریعے وہ ذہنی سکون اور تحفظ کے خواہش مند ہیں۔ اپنے فرائض اور ذمہ داری کے اس تصور نے جس قدر ہمیں زیادہ متاثر کیا۔ تو پھر ہم نے اپنی زندگی کے آئندہ سالوں کے دوران جو ذمہ داریاں اور فرائض خود پر لاگو کرنا چاہ رہے تھے، انہیں ہم نے ایک شکل دی۔ یہ فہرست جزوی لحاظ سے کچھ اس طرح سے ہے:

☆ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر معاملے میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں گے۔

☆ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنی زندگی میں سادگی اپنائیں گے اور ان چیزوں کو ترک کر دیں گے جو ہمارے لیے خوشی و مسرت کا باعث نہیں۔

☆ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم دوسروں کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں گے، اس طرح بوقت ضرورت دوسرے لوگ بھی ہمارے کام آئیں گے۔

☆ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنے فرائض و ذمہ داریوں کے لیے ترجیحات مقرر کریں گے اور اسی بنیاد پر ہی ہم اپنی زندگی کے فیصلے کریں گے۔

☆ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنی زندگی کے بارے میں منصوبہ بندی (سالانہ، ماہانہ اور ہفتہ واری) کریں گے۔

یہ فہرست، ان ذمہ داریوں اور فرائض پر مشتمل ہے جو باہمی لحاظ سے، دیگر افراد کے لیے اور افراد خانہ کے علاوہ دوسرے افراد کے ضمن میں مخصوص اقدار، ایک دوسرے کے ساتھ مخصوص برتاؤ اور انفرادی ترجیحات کے حوالے سے ہم پر عائد ہوتے ہیں یہ فہرست ہماری پہچان اور ہمارے طرز زندگی کی صورت اختیار کر چکی ہے۔

جب ہمارے بچے قدرے بڑے ہوتے ہیں تو پھر ہم انہیں اپنی اجتماعی ذمہ داریوں اور فرائض میں

شرکت کرنے کے لیے دعوت دیتے ہیں، اور دوسرے بچوں سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے طور پر خود ہی اپنی ذمہ داریاں اور فرائض ادا کریں اور ان کے متعلق ہمیں بھی باخبر رکھیں۔ بلاشبہ اس تمام عمل کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ ہم لفظ ''ذمہ داری/ فرض'' سے مکمل طور پر واقف ہو جائیں۔ جہاں تک ہمارے گھرانے کا تعلق ہے، اس سے مراد ایک ایسی چیز ہے جس کے متعلق نہایت محتاط انداز میں غور و فکر کیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک خود مختار فرد اسے انجام دے گا۔ اس ضمن میں یہاں ایک ان کہا نظامِ افتخار بھی موجود ہے۔ بچوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ انہیں اس وقت تک اپنی کوئی بھی ذمہ داری اور فرض نبھانے کا وعدہ نہیں کرنا چاہیے۔ جب تک وہ اسے ہر صورت انجام دینے پر آمادہ نہ ہوں۔

ہم جس قدر زیادہ بھروسا اور اعتماد اپنے بچوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں، محض ان کی طرف سے کیے گئے وعدوں اور فیصلوں ہی کے ذریعے اُبھرتا ہے۔ بعض اوقات، ان کے فرائض اور ذمہ داریاں، قابل بھروسا اور ناقابل بھروسا رویے اور طرزِ عمل، کے ساتھ براہِ راست منسلک ہوتی ہیں، مثلاً ہمیں سچ بولنا چاہیے، یا ہمیں اپنے کام مکمل طور پر انجام دینا چاہئیں۔ لیکن جب یہ فرائض اور ذمہ داریاں مکمل طور پر ادا کی جاتی ہیں تو پھر اعتماد و بھروسا پیدا ہوتا ہے کیونکہ بھروسے اور اعتماد کی بنیاد قول و فعل میں مطابقت ہے۔

اس کے علاوہ خاندانی فرائض و ذمہ داریاں، دیگر قسم کی ذمہ داریوں مثلاً اطاعت، نظم و ضبط اور اچھی سرگرمیوں کے بارے میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے میں بہت زیادہ مفید و مؤثر ہیں۔

12

احساسِ ذمہ داری برائے خدمت گزاری

''سودا بازی کی تمام اقسام میں سے خوبصورت قسم وہ ہے جب انسان، خود کو دوسروں کے خدمت گزاری کے لیے وقف کر دیتا ہے۔''

تعریف و مثال

کچھ چیزیں اور یہ چیزیں دنیا کی قیمتی ترین چیزیں ہیں، اس دنیا میں اس طرح کارفرما ہیں کہ ان پر قدرت کا وہ قانون لاگو نہیں ہوتا جس کے تحت دنیا کی ہر چیز ایک نہ ایک دن فنا ہو جاتی ہے۔ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ جس قدر زیادہ یہ چیزیں ہم دوسروں کو دیتے ہیں۔ ہمارے پاس ان کی کمی نہیں ہوتی بلکہ ان میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔ مثلاً محبت، پیار، فہم و فراست، اندرونی خوبصورتی۔

ان خاص چیزوں کے متعلق انوکھی بات یہ ہے کہ ان کے مناسب استعمال اور محتاط عمل درآمد کے ذریعے مطلب پرستی اور بے غرضی کے درمیان پایا جانے والا عموی فرق ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص زیادہ سے زیادہ پیار و محبت کے حصول کا خواہاں ہے تو اسے دوسروں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پیار اور محبت پر مبنی رویہ اپنانا چاہیے۔ اگر وہ کسی سے زیادہ سے زیادہ بے غرضی کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو پھر اسے اپنی ذات کے ساتھ زیادہ سے زیادہ خود غرضی کا اظہار کرنا چاہیے۔

اس آخری باب کے موضوع کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس پر بھی یہی اُصول لاگو ہوتا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے دوسروں کی طرف سے زیادہ حوصلہ افزائی، توجہ، تعریف توصیف، مختصر یہ کہ زیادہ سے زیادہ پیار و محبت کے حقدار ٹھہریں تو پھر ہمیں بھی لازمی طور پر چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو ان کی اس ذمہ داری کا احساس دلائیں کہ وہ بھی یہی چیزیں زیادہ سے زیادہ دوسرے لوگوں کو دیں۔

اس باب کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ اس وقت جو کچھ ان کے پاس ہے، اس کے متعلق اپنی ذمہ داری محسوس کریں بلکہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اردگرد موجود افراد کی خدمت گزاری کے لیے تیار رہیں۔

سین، ایک اس قسم کا بچہ تھا، جو دوسروں کی طرف سے پیار و محبت، مقناطیس کے مانند، اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

پیدائشی طور پر وہ نہایت ہی خوبصورت بچہ تھا جس کے گھنے سنہری گھنگھریالے بال، ہلکی نیلی آنکھیں اور ملکوتی چہرہ اسے مزید دلکشی عطا کر دیتے تھے۔ وہ بہت پُر آسائش زندگی گزار رہا تھا۔ اس نے چلنا بھی جلدی شروع کر دیا تھا اور باتیں بھی اس نے فوراً ہی

شروع کر دی تھیں، اس نے اپنے دوست بھی نہایت آسانی سے بنا لیے تھے اور تین سال ہی کی عمر میں وہ اپنے ہم عمروں کی توجہ کا مرکز بن چکا تھا۔

جب وہ سکول میں داخل ہوا تب بھی یہی صورت حال تھی۔ اس کے اساتذہ اس سے پیار کرتے اور دوسرے بچے بھی اس کے گرد جمع رہتے اور اس کی دوستی کے متمنی رہتے۔ وہ اپنی پڑھائی میں بھی بہت اچھا تھا۔ پھر ہر قسم کے فن سے لے کر کھیلوں تک، ہر قسم کی غیر نصابی سرگرمیوں میں اس کا کوئی مقابل نہ تھا، یہ ایک فطری قسم کی برتری تھی، لیکن دوسرے بچے اس کی مخالفت یا اس سے حسد کرنے کے بجائے اس سے پیار کرتے تھے۔

جب اس کی عمر نو سال ہونے کو تھی، اسے ایک بڑے اور اہم فیصلے کا سامنا کرنا پڑا۔ اسے اس کا قطعی احساس نہیں تھا لیکن وہ ایک دوراہے پر کھڑا تھا۔ اس کے سامنے ایک راستہ یہ تھا کہ وہ زیادہ فکر مند نہ ہو، اور زندگی کو اپنے راستے پر چلنے دے جو ہمیشہ سے ہی اس کے حق میں تھی۔ بعد میں اس نے اس طرف بھی اپنے میلان کا اظہار کیا تھا۔ وہ اپنی زندگی سے کسی قدر بیزار ہو گیا تھا کہ اس کی زندگی کس قدر پر آسائش تھی، اور سکول کے کام کے مانند، کچھ ایسے کام بھی تھے، جن کے متعلق اسے قطعاً کوئی فکر نہ تھی۔ زندگی بہت زیادہ مشکل نہ تھی۔ دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ اپنے قائدانہ کردار اور زندگی میں آگے بڑھنے کے بارے میں سوچے اور مسابقت کی راہ کے بجائے خدمت گزاری کے حوالے سے زندگی کے کسی میدان میں جدوجہد اور کوشش کی راہ اپنائے۔

اگرچہ سین، خود درپیش دو متبادل راستوں سے شعوری طور پر آگاہ نہیں تھا، لیکن اس کے والدین، شعوری طور پر اپنے بیٹے کی اندرونی کیفیت سے آگاہ ہو چکے تھے۔ وہ اس کا بغور مشاہدہ کر رہے تھے۔ انہیں علم تھا کہ زندگی کی عمومی ذمہ داریاں اور مشکلات اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہیں، اور انہیں یہ بھی علم تھا کہ اسے اب ایک ایسی ذمہ داری کے متعلق سوچنا چاہیے جو دوسروں کے لیے مثال ہو، اس کا ایک قائدانہ کردار ہو، اور وہ اپنے اردگرد کی دنیا کے لیے مفید ہو۔

سین کے والدین نے اسے یہ سب کچھ زبانی طور پر بتانے کے بجائے، ایک مخصوص عملی طریقہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک شام انہوں نے اس کے ساتھ خاص طور پر ایک بہت ہی اہم ملاقات کا اہتمام کیا جس کے دوران ان کے درمیان کچھ اس قسم کی گفتگو ہوئی:

باپ: سین، کیا تمہاری جماعت یا سکول میں کوئی ایسا طالب علم ہے جو سب سے الگ تھلگ رہتا ہو..... کوئی ایسا طالب علم جو نہ کسی کے ساتھ بات کرتا ہو اور نہ کسی کے ساتھ کھیلتا ہو؟

سین: نہیں! اوہ، ہاں، ایک لڑکا ایسا ہے جس کا نام ہیری ہے، وہ اس سال سکول میں نیا داخل ہوا ہے اور وہ کسی کے ساتھ گھلتا ملتا نہیں۔ وہ عجیب سی باتیں کرتا ہے، اس کے کپڑے بھی ڈھنگ کے نہیں ہوتے اور وہ اپنے آپ ہی میں مگن رہتا ہے۔

ماں: کیا وہ خود الگ تھلگ رہتا ہے یا دوسرے بچے اس کے ساتھ دوستی نہیں کرتے، اس لیے وہ اکیلا رہتا ہے؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ایک منٹ سوچ لو۔

سین: ہاں، میرا خیال ہے کہ آپ درست کہہ رہی ہیں، دوسرے بچے، اس کے ساتھ گھلتے ملتے نہیں ہیں۔

باپ: سین، بہرحال، تم اپنی جماعت میں تو سب سے اچھے ہو..... اب ایک مشکل کام تمہارے سپرد کرنا چاہتے ہیں کہ تم ہیری کے ایک اچھے اور مخلص دوست بن جاؤ۔ تمہیں تو علم ہی ہے کہ تم ایک ایسے لڑکے ہو جسے سب پسند کرتے ہیں۔ ہر بچہ، تمہاری دوستی کا خواہش مند ہے۔ لیکن ہیری کے ساتھ..... یہ ایک نہایت ہی مختلف صورت حال ہے۔ ذرا تصور کرو..... تمہیں کیسا محسوس ہوگا۔

ماں: بیٹے، ہم نے اس معاملے پر پہلے بھی غور کیا ہے، لیکن تمہیں علم ہے کہ تم خاص طور پر ایک باصلاحیت لڑکے ہو۔ تمہیں کئی کاموں میں مہارت حاصل ہے۔ اب تمہارے پاس ایک ایسا موقع ہے کہ تم اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے دوسرے لوگوں کی مدد کر سکو اور ان کی زندگیاں خوشگوار بنا سکو!

باپ: اب ہم تمہیں یہ مشکل ذمہ داری سونپتے ہیں کہ ہیری کو اپنا دوست بنا لو، اس کی زندگی کو خوشگوار بنا دو، کیا تم تیار ہو؟

سین: (ایک طویل وقفہ..... پھر مسکراہٹ) یقیناً میں تیار ہوں۔

ماں: بیٹے، تم ابھی معاملے کے بارے میں کیا سوچ رہے ہو؟

سین: میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں ہیری کا ایک اچھا دوست بن جاتا ہوں، اس کے کام آتا ہوں، تو مجھے یقین ہے کہ دوسرے بچے بھی ایسا ہی کریں گے۔

باپ: ہم یہی سوچ رہے تھے۔ یہ تمہارے لیے واقعی ایک ذمہ داری ہے!

سین: میرا بھی یہی خیال ہے۔ اگرچہ ابا جان، ہیری ایک ایسا لڑکا ہے جسے کوئی بھی پسند نہیں کرتا، وہ ایک نہایت ہی بے ڈھب لڑکا ہے اور اس کا طرزِ عمل ایسا ہے، جیسے وہ کسی کو بھی پسند نہیں کرتا۔

ماں: ہو سکتا ہے کہ جس طرح کا اس کا طرزِ عمل ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ محبت، پیار اور دوستی کی ضرورت ہے۔

سین: میرا خیال ہے کہ میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔

سین نے بالکل درست کہا تھا، جیسے ہی اس نے ہیری کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا، تمام بچوں نے اس کی پیروی کی۔ یہ محض چند دن کا معاملہ ثابت ہوا۔ پہلے تو جب سین اور ہیری کھیلنے کے لیے جا رہے تھے اور دوسرا اس وقت جب وہ بس میں ہیری کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس کے بازو ہیری کے کاندھے پر تھے، پھر جب وہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے کمرہ طعام کی طرف جا رہے تھے، پھر کچھ تبصرے ہوئے اور ان کے بارے میں طنزیہ فقرے ادا کیے گئے۔ لیکن پھر ہفتے کے آخر تک جو لڑکے اور لڑکیاں سین کے گرد حلقہ بنائے رکھتے تھے، ہیری کے گرد دیکھے جانے لگے اور بہر حال، ہیری کچھ اس قدر بُرا ساتھی ثابت نہ ہوا۔

اس سے زیادہ اہم بات یہ تھی کہ اس واقعے نے سین کی زندگی کا رُخ موڑ دیا۔ اب اس نے محسوس کرنا شروع کیا کہ اپنے والدین کی مدد سے جب وہ کسی کی مدد کرتا ہے تو خود کو اس دنیا کا خوش ترین انسان تصور کرتا ہے۔ ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ "خدمت گزاری" کا لفظ اس کا پسندیدہ لفظ بن چکا تھا۔ جب اس کی عمر گیارہ سال کے قریب ہوئی تو وہ شعوری طور پر ایسے مواقع کی تلاش میں رہتا جب اسے دوسروں کی مدد کرنے اور خدمت گزاری کا موقع حاصل ہو۔

ہم نے تو اپنے بچوں کو ہمیشہ یہی نصیحت کی ہے کہ وہ حاجت مندوں کی دیکھ بھال و نگہداشت کریں اور ان لوگوں کی تلاش میں رہیں جو ضرورت مند ہوں۔

شاونی جب تیسری جماعت میں تھی، وہ ایسی لڑکی کا بہت زیادہ خیال رکھتی تھی جس کے

ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا اور سب اس کے ساتھ بدتمیزی کے ساتھ پیش آتے تھے۔شاونی جب بھی سکول سے گھر آتی ،بلنڈا کے متعلق ایک خوفناک کہانی سناتی: ''آج اسے کمرہ جماعت ہی میں ٹھہرنے کا کہا گیا جب کہ باقی جماعت کو اسمبلی میں بھیج دیا گیا۔''،''آج اسے کمرۂ طعام میں بند کر دیا گیا۔''،''آج اسے بسکٹ نہیں ملے کیونکہ اسے بسکٹوں سے الرجی ہے۔''،''کوئی بھی بلنڈا کے ساتھ نہیں کھیلے گا۔''

ہم نے شاونی سے کہا کہ وہ بلنڈا کو اپنی سہیلی بنالے اور پھر ہم دیکھیں گے کہ ہم بلنڈا کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں۔پھر شاونی نے بلنڈا کے ساتھ دوستی کے لیے ہاتھ بڑھایا اور اسے اپنی سالگرہ کی تقریب میں مدعو کیا۔جب بلنڈا تقریب میں شرکت کے لیے پہنچی تو ہمارا تمام خاندان اس مشہور زمانہ (یا ہمیں کہنا چاہیے بدنام زمانہ) بلنڈا سے ملاقات کرنے کے لیے بے تاب تھا۔

بلنڈا ،اس تقریب میں شرکت کے لیے ہمارے گھر کے دروازے پر قدرے جلد پہنچ گئی، ظاہر ہے کہ وہ بھی یہاں آنے کے لیے بے تاب تھی۔اس کے پہلے چند جملے سننے کے بعد،ہمیں یوں محسوس ہوا کہ جیسے ایک نوسالہ بچی سولہ برس کی ہو چکی ہو اور وہ انتہائی اور غیر معمولی چلبلی طبیعت کی مالک تھی۔اس نے پندرہ منٹ کے اندر اندر ہمارے گھر کا چپہ چپہ دیکھ لیا اور ہمارے خاندان کے ہر فرد سے اس نے کم از کم بارہ سوال پوچھ لیے جیسے وہ اگاتھا کرسٹی کے کسی ناول کی تفتیش کار ہے۔تقریب کے موقع پر کھیلوں کے دوران اس نے زیادہ تر وقت ''عقبی کمرے'' میں ملنے والی ایک گڑیا سے خود ہی کھیلتے ہوئے گزارا، ہماری بیٹی کی ایک پیاری گڑیا کا بازو توڑ دیا اور شاونی کے گلے میں سے پانچ ڈالر نکال لیے۔جب تحائف کھولنے اور کھانا کھانے کا وقت آیا تو وہ شاونی کے بالکل ساتھ کھڑی تھی اور اپنی نئی دوستی پر خوش ہو رہی تھی۔

اگلے دن میں نے اس کی ایک استانی سے ملاقات کی اور جس طرح مجھے شبہ تھا، مجھے بتایا گیا کہ اسے کچھ جسمانی مسائل لاحق ہیں اور گھر میں بھی اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہے۔لہٰذا میں نے بھی ہمت نہیں ہاری۔جب شاونی نے اگلی دفعہ اپنے ساتھ کھیلنے کے لیے بلایا تو بلنڈا نے کئی کھلونے توڑ دیئے اور ایک بچے کی سائیکل لے کر نصف گھنٹے کے لیے غائب ہو گئی۔شاونی اور میں نے اُسے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اسے اپنے خاندانی قوانین

کے متعلق بتایا، ایک دوست کی حیثیت سے اپنی اصل پریشانی سے آگاہ کیا اور اسے بتایا جب وہ ہمارے ہاں ہو تو اسے چاہیے کہ ہمارے خاندانی قوانین کی پابندی کرے۔
وہ مکمل طور پر تو نہ ٹھیک ہو سکی مگر اس میں قدرے بہتری پیدا ہو گئی۔ اس نے شاونی کو بے شمار خطوط لکھے کہ وہ اسے بے حد پسند کرتی ہے اور اپنے متعلق سب کچھ بتا دیا۔

شاونی نے اس تجربے سے بہت کچھ سیکھا۔ اسے معلوم ہوا کہ جب بچہ سکول میں کسی بھی قسم کے مسائل میں گرفتار ہوتا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ یا تو اسے گھر پر کوئی مسئلہ درپیش ہے یا پھر اس کی جسمانی صحت ٹھیک نہیں ہے۔ اس نے یہ بھی سیکھا کہ دوستوں کا انتخاب کرتے ہوئے اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ دوست ایسا ہونا چاہیے جو ہماری مدد کر سکے، یا پھر ہم اس کی مدد کر سکیں۔ جب اس نے دیکھا کہ جماعت میں کچھ اور بچے بھی بلنڈا کے ساتھ دوستی کر رہے ہیں، تو اس طرح شاونی کو بھی معلوم ہوا کہ کسی دوسرے شخص کی تربیت کس طرح کی جا سکتی ہے اور کس طرح اپنی قائدانہ صلاحیتوں کے باعث ضرورت مندوں کی مدد کی جا سکتی ہے۔

طریقے وتراکیب

۱- بچوں کو "خدمت" کا مفہوم سمجھانے کے طریقے اور ضرورت مند شخص کی مدد کے ذریعے عملی طمانیت و تسکین کا احساس

☆ کہانی "مشترکہ درخت"

اس کہانی کے ذریعے بچوں کو چند اصطلاحات سمجھائی جا رہی ہیں اور انہیں دیگر طریقوں کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔

ننھے اوکلے نے فریاد کی: "براہ کرم مجھے مزید آگے مت دھکیلو۔ وہاں بہت ٹھنڈ اور نمی ہے، اور میں پتھروں سے ٹکرا رہا ہوں۔" شاہ بلوط کا ننھا سا درخت اس وقت رونے کو تھا جب اس کے پیچھے کھڑے ہوئے شاہ بلوط کے بوڑھے درخت نے دوبارہ اسے بتایا:
"ننھے اوکلے، میرے بیٹے جلد ہی موسم بہار آنے کو ہے جس کے بعد سخت تیز ہوائیں چلیں گی اور پھر موسم گرما آئے گا، جب شدید طوفان آئیں گے۔ تمہاری جڑیں اس قدر

مضبوط ہونا چاہئیں کہ وہ تمہارا بوجھ سہار سکیں۔ تمہاری جڑیں زرخیز، نمدار زمین میں اس قدر گہری ہونا چاہئیں کہ تمہیں اس قدر غذائیت اور خوراک میسر ہو کہ تمہارا تنا اور شاخیں مضبوط اور صحت مند ہو جائیں۔ اگلے سال تک تم اس قدر جوان ہو جاؤ گے کہ تمہیں خود بھی یقین نہیں آئے۔'' اوکلے نے ٹھنڈی آہ بھری، اس کے لہجے میں افسوس تھا لیکن اس نے پُرعزم غراہٹ کے ساتھ کہا: ''اس نے اپنی جڑیں زمین کی گہرائی میں پھیلا لیں اور دن بدن اس کی جڑیں مزید گہری ہوتی گئیں، اور بالآخر موسم بہار آن پہنچا۔

موسم بہار کے ایک گرم خوبصورت دن، اوکلے نے اپنی شاخوں پر نظر ڈالی اور اپنی شاخوں پر سبز خوبصورت کونپلیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اسے اپنی شاخوں کی خوبصورتی پر بہت رشک آیا اور اس نے محسوس کیا کہ اس کی خوبصورت کونپلیں پھٹنے کو ہیں۔ جب اس نے اپنے شاندار دوست کو اپنے ساتھ کھڑے دیکھا تو اس نے بڑے فخر سے کہا: ''میری خوبصورت شاخیں! میری خوبصورت شاخیں! یہ پھٹنے کو ہیں، اور میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔'' بوڑھے، خاموش اور مطمئن درخت نے مسکراتے ہوئے کہا: ''میرے پیارے اوکلے، مت کوشش کرو، اپنی کوئی چیز کھونے کی بجائے تمہیں ایک خوشگوار حیرانی ہوگی۔ تمہیں لازمی طور پر معلوم ہونا چاہیے کہ جب تم اپنی کوئی عزیز چیز کسی کو دے دیتے ہو، تو تمہیں اس سے اچھی اور بہتر چیز مل جائے گی۔'' چونکہ اسے اپنے مہربان اور شفیق دوست پر بہت زیادہ اعتماد تھا، اوکلے نے ہچکچاتے ہوئے اس کی بات نظرانداز کر دی۔ پھر اس کی شاخوں پر بے شمار سبز پتے پھوٹنے لگے۔ اوکلے خوشی سے چلا اُٹھا: ''بہت خوب اب میری طرف دیکھو! تم درست کہتے تھے۔''

دن بدن اوکلے زیادہ سے زیادہ خوبصورت ہوتا گیا۔ اس کے پتوں سے گزرنے والی سرسراہتی ہوئی ہوا اسے بہت پسند تھی لیکن جس چیز نے اسے بہت زیادہ خوشی بخشی، وہ چڑیوں کا ایک گھرانہ تھا، جس نے اس کی شاخوں پر گھونسلا بنا لیا تھا۔ یہ خاندان یہاں بہت خوش تھا، اور اب اوکلے بھی بہت خوش تھا۔ وہ اس لیے بھی بہت خوش تھا کہ اس کی جڑیں زمین کی گہرائی میں چلی گئی تھیں اور اس کے پتوں کے باعث دوسرے بہت آرام وسکون محسوس کر رہے تھے۔ پھر اس نے دیکھا کہ اس کی شاخوں پر چھوٹے چھوٹے بھورے بیج نمودار ہو رہے ہیں۔ اس کے دوست نے اسے بتایا کہ اسے شاہ بلوط کا پھل

کہتے ہیں۔ اسے اب بہت زیادہ فخر محسوس ہو رہا تھا۔

ایک دن جب وہ چڑیا کے بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا، اس نے محسوس کیا کہ اب اس کے پتے اس قدر زیادہ سبز نہیں رہے۔ کچھ کا رنگ سنہری ہو رہا تھا اور اس کا ایک پھل گر پڑا تھا اور پھر دوسرا پھل گر پڑا، پھر اس کے پھل مسلسل گرتے گئے۔ وہ رونے لگا اور کہنے لگا: ''رُک جاؤ، مجھے تمہاری ضرورت ہے کہ میری خوبصورتی تمہاری وجہ سے قائم ہے۔'' لیکن یہ پھل گرتے گئے اور وہ چلانے لگا: ''اے میرے دوست، یہ کیا ہو رہا ہے، میرا رنگ تبدیل ہو رہا ہے، میرے پھل گر رہے ہیں۔'' بوڑھے دوست نے ملائمت سے کہا: ''خوفزدہ مت ہو! میری وہ بات یاد کرو جو میں نے اس سے پہلے تمہیں کہی تھی۔ جب تم اپنی کوئی قیمتی چیز کسی کو دے دیتے ہو، تم خدمت میں مصروف ہوتے ہو اور پھر اس کے بدلے تمہیں کوئی بہتر چیز مل جاتی ہے۔ جلد ہی تم اپنے تمام پھلوں سے محروم ہو جاؤ گے، ان میں بہت سے پھل تمہاری ننھی سہیلیاں گلہریاں جمع کر لیں گی، وہ انہیں موسم سرما میں کھانے کے لیے اپنے پاس محفوظ کر لیں گی تاکہ وہ بھوکی نہ رہیں۔ کچھ پھل، زمین میں ایک گرم جگہ تلاش کر لیں گے اور جب موسم بہار آئے گا، ان کی جڑیں نکل آئیں گی اور وہ درخت کی شکل اختیار کرنا شروع کر دیں گی۔ اور پھر تم محسوس کرو گے تو تمہارا رنگ سبز سے شاندار نارنجی اور سرخ میں تبدیل ہو رہا ہے، اور پھر موسم سرد ہو جائے گا اور تمہارے پتے بھی گر جائیں گے۔'' او کلے چلانے لگا: ''میرے تمام پتے گر جائیں گے! پھر میں بدصورت اور بے حس ہو جاؤں گا اور میں تمہارے مانند عقل مند اور خوبصورت نہیں رہوں گا۔'' بوڑھے دوست نے کہا: ''میرے ننھے دوست، تم غلط کہتے ہو، میں بھی اسی طرح عقل مند اور مضبوط ہوا تھا!''

اس وقت او کلے کو یہ سب کچھ بہت عجیب محسوس ہوا تھا، لیکن جیسے جیسے دن گزرتے گئے، اسے محسوس ہونا شروع ہوا کہ اس کے دوست کے کہنے سے کیا مراد تھی۔ اس نے اپنے پھل گرتے ہوئے اور اپنی ننھی سہیلیوں کو اپنے لیے موسم سرما کی خوراک اکٹھے کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے پتوں کا رنگ خوبصورت سرخ ہو گیا تھا اور جس طرح اس کے بوڑھے دوست نے کہا تھا، اس کے پتے بھی گرنے شروع ہو گئے۔ پہلے تو وہ بہت افسردہ ہوا لیکن جب اس نے دیکھا کہ بچے اس کے پتوں میں سے سرسراتے ہوئے گز

رہے ہیں اور پتوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں تو اسے بہت خوشی ہوئی کہ اس کے باعث بچوں کو خوشی حاصل ہو رہی ہے۔ اور جب موسم سرما آن پہنچا (اور او کلے کچھ دن تو بہت بدصورت دکھائی دیا) تو وہ بہت خوش ہوا کہ اس نے گلہریوں کو خوراک فراہم کی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ جب موسم سرما دوبارہ آیا، وہ زیادہ مضبوط ہو جاتا، اس کی جڑیں زیادہ لمبی ہو جاتیں، اس کے پتے اور شاخیں زیادہ بڑی ہو جاتیں اور وہ اپنے بوڑھے دوست کے مانند زیادہ مضبوط اور بہتر ہو جاتا۔

☆ کہانی ''ایلس سیکھتی ہے کہ خدمت گزاری کیا ہے''

دسمبر کے وسط میں ایلس کی جماعت میں ایک نئی ننھی لڑکی آئی۔ اس کا قد ایلس سے چھوٹا تھا اور قدرے دبلی بھی تھی، لیکن خوبصورت تھی، اس کی بڑی بڑی بادامی رنگ کی آنکھیں اور سیاہ بال، اسے مزید دلکشی عطا کر رہے تھے۔ حالانکہ اس کا لباس صاف ستھرا ہوتا تھا لیکن اس کے بدن پر بڑا محسوس ہوتا تھا اور پھٹا پرانا دکھائی دیتا تھا۔ اس کا نام ہیتھر تھا۔ وہ ایلس کے بالکل ساتھ بیٹھتی تھی۔ یہ دونوں ننھی لڑکیاں بہت جلد دوست بن گئیں اور سکول سے چھٹی ہونے پر ہیتھر اسے کھیلنے کے لیے اپنے گھر لے جاتی۔ اس سے پہلے سکول سے واپسی پر، وہ دونوں ایلس کے گھر رکتیں، ایلس اپنی ماں سے اجازت لیتی اور وہ ہیتھر کے گھر چلے جاتے۔

جب وہ دونوں چلتی جاتیں تو ایلس کو محسوس ہوتا کہ نہ تو اس کے پاس جوتے ہوتے اور نہ ہی دستانے ہوتے اور اس کا کوٹ بھی بہت پتلا ہوتا۔ وہ اپنے کوٹ کو اپنے گرد کس کر لپیٹ لیتی کیونکہ اس کی زپ ٹوٹی ہوئی تھی۔

ہیتھر، ایک چھوٹے سے گھر میں اپنی دادی کے ساتھ رہتی تھی جو بہت بوڑھی تھی اور ہمیشہ تھکی ہوئی اور پریشان دکھائی دیتی تھی۔

ایلس نے کہا: ''آؤ ہم گھر گھر کھیلیں، تمہارے پاس کون سی گڑیاں ہیں؟''

ہیتھر نے کہا: ''میرے پاس صرف یہ گڑیا ہے، لیکن تم بھی اس سے کھیل سکتی ہو۔'' یہ ایک پھٹی پرانی گڑیا تھی جس کا صرف ایک ہی ہاتھ تھا اور اس نے لباس بھی نہیں پہنا ہوا تھا۔ ہیتھر کہنے لگی: ''میں نے اپنی دادی سے کہا: ''کیا ہم سالگرہ کے موقع پر نئی گڑیا لے سکتے

ہیں''، لیکن اس نے کہا: ''اس کے پاس خوراک خریدنے کے لیے رقم نہیں ہے، وہ گڑیا نہیں خرید سکتی۔''

ایلس نے دیکھا کہ ہیتھر کے پاس کوئی اور کھلونا نہیں ہے اور اس کی الماری میں صرف ایک ہی لباس لٹکا ہوا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ہیتھر کا گھر بھی زیادہ گرم نہیں ہے، فرنیچر بھی پرانا ہے اور پردے بھی پھٹے پرانے ہیں۔

لیکن ہیتھر اس کے ساتھ بہت اچھا کھیلتی تھی اور اس کی دادی بھی بہت اچھی خاتون تھی۔ پھر جلد ہی ایلس کے جانے کا وقت ہو گیا۔ اس نے ہیتھر کو خدا حافظ کہا اور جلدی سے گھر کے لیے روانہ ہو گئی۔ اس نے اپنی ماں سے اپنی نئی دوست اور اس کے ٹھنڈے گھر، اس کی پھٹی پرانی گڑیا اور پتلے کوٹ کا ذکر کیا اور اپنی ماں سے کہا کہ نہ تو اس کے پاس جوتے ہیں، نہ ہی دستانے، حتیٰ کہ اس کے ماں باپ بھی نہیں ہیں۔ اسے ہیتھر بہت پسند تھی، اور اب وہ ہیتھر کے متعلق سوچ رہی تھی۔

پھر اسے ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے اپنی ماں سے کہا: ''امی جان، ہیتھر کی سالگرہ ہفتے کو ہے، میری خواہش ہے کہ میں اسے اپنی ایک گڑیا دے دوں۔ وہ میری گڑیا ''سوسی'' لے سکتی ہے، وہ ابھی نئی ہی معلوم ہوتی ہے۔ پھر میں اسے اپنا نیلا کوٹ بھی دے سکتی ہوں۔ یہ مجھے بہت تنگ ہے لیکن اس کے لیے صحیح ہے اور امی جان، وہ رقم جو میں بائیسکل خریدنے کے لیے جمع کر رہی تھی؟ میں بعد میں سائیکل خرید لوں گی۔ اس رقم میں سے ہیتھر کے لیے کچھ جوتے اور دستانے خرید سکتی ہوں۔ اگر آپ میرا ایک لباس چھوٹا کر دیں تو میں اسے یہ لباس بھی دے دوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس لباس میں بہت اچھی معلوم ہو گی جس پر چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے ہیں۔''

اس کی ماں نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ یہ بہت اچھی ترکیب ہے۔ ہم یہ سب اشیاء لپیٹ کر اس کے گھر کے صحن میں رکھ سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم ہیتھر کی دادی کے لیے بھی ایک تحفہ ساتھ ہی رکھ دیں۔'' پھر ماں نے مزید کہا: ''کیا تم انہیں اپنے گھر کھانے پر بلانا چاہو گی؟''

ایلس نے جواب دیا: ''ہاں، اور ہم انہیں یہ نہیں بتائیں گے کہ یہ تحائف کس نے بھیجے ہیں۔''

اگلے چند دنوں کے اندر ایلس اور اس کی ماں نے ہیتھر کے لیے جوتے اور دستانے خریدے اور تحائف کو خوبصورت کاغذ میں لپیٹ دیا۔ جمعے کے دن، اندھیرا ہونے کے

بعد، وہ ہیتھر کے گھر پہنچے۔ انہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھ تحائف صحن میں رکھ دیئے، دروازے پر دستک دی اور جلدی سے واپس روانہ ہو گئے۔

(تھوڑا سا وقفہ تاکہ بچے اس خوشی اور مسرت کا اندازہ کر سکیں جو ان تحائف کو دیکھ کر ہیتھر اور اس کی دادی کو ہونا تھی۔)

جب ہیتھر اور اس کی دادی، اگلے دن، ایلس کے گھر کھانے پر آئیں تو ہیتھر نے ایک گرم نیلا کوٹ، نئے جوتے اور دستانے پہنے ہوئے تھے۔ اپنے ہاتھوں میں نہایت سختی کے ساتھ ایک خوبصورت گڑیا تھامے ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگی: ''ارے ایلس دیکھو، مجھے میری سالگرہ پر کیسے تحفے ملے ہیں۔ اور دادی کو بھی ایک نیا سویٹر ملا ہے۔'' پھر ہیتھر نے اپنا کوٹ اُتارا تو اس نے پیلے رنگ کا ایک خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا جس پر پھول بنے ہوئے تھے۔ ایلس مسکرائی اور مسکراتی چلی گئی۔ وہ اس قدر زیادہ خوش تھی کہ اس کے منہ سے کوئی بات بھی نکل نہیں رہی تھی۔ اس نے خوشی کے عالم میں کہا: ''ارے ہیتھر، مجھے خوشی ہے کہ تمہیں سالگرہ پر اس قدر خوبصورت تحفہ ملا۔''

☆ خفیہ ساتھی

تمام افرادِ خانہ کے نام علیحدہ علیحدہ کاغذ پر لکھ کر ٹوپی (ہیٹ) میں ڈال لیں اور ہر بچے کو ایک ایک نام نکالنے دیں۔ جو بچہ، جس شخص کا نام نکالتا ہے، وہ اس کا خفیہ ساتھی بن جاتا ہے۔ کوئی بھی فرد یہ نہیں بتاتا کہ اس ہفتے وہ کس فرد کا نام نکالتا ہے۔ ہر شخص اپنے خفیہ ساتھی کے لیے خفیہ اچھے کام انجام دیتا ہے۔ (اس کا بستر بچھا دیتا ہے، اس کے جوتے چمکاتا ہے وغیرہ)

ہفتے کے آخر پر ہر شخص اندازہ لگانے کی کوشش کرتا ہے کہ اس کا خفیہ ساتھی کون تھا۔ پھر تمام افراد کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔

☆ دلچسپ کاموں کے لیے میز

گھر میں کسی ایسی جگہ کا انتخاب کیجیے مثلاً میز یا اس قسم کی کوئی اور چیز جہاں چھوٹے بچوں کا ہاتھ نہ پہنچ سکے اور جہاں ایسی چیزیں دکھا سکیں جو انہیں کہیں سے ملی ہوں۔ میز پر رکھی جانے والی اشیاء میں گھونگھا، پرندے کا گھونسلا، رسالے میں سے ایک تصویر، ایک نئی کتاب، دوست کی طرف سے خط ..... یا پھر کوئی ایسی چیز جو افرادِ خانہ اپنے گھرانے کو دکھانا چاہتے ہیں۔

۲-گزشتہ ابواب میں مذکور طریقے وتراکیب

☆ چہار پہلو جائزہ

جب آپ ہر ماہ ایک بچے کے بارے میں انفرادی اعتبار سے غور کرتے ہیں، تو پھر اس کی طرف سے خدمت گزاری کے پہلو کے لحاظ سے اس کے متعلق سوچیں۔ پھر وہ طریقے تلاش کریں جن کے ذریعے ہر بچے کو خدمت گزاری کی طرف راغب کیا جا سکتا ہو۔

☆ ہفتہ واری ملاقاتیں

کوشش کریں کہ ہفتہ واری ملاقاتوں کے دوران، ہر بچہ، اپنے ہفتہ واری اہداف میں خدمت گزاری کی نسبت سے کوئی کام شامل کرے۔

☆ آباءواجداد کے قصے کہانیاں

اپنے والدین یا ان کے والدین کی زندگیوں میں سے وہ واقعات تلاش کریں جن کا تعلق خدمت گزاری سے ہو۔ کوئی شخص، جس نے ایک خیراتی ادارہ بنایا، جس نے معاشرے کی بہت خدمت کی۔ ان قصے کہانیوں کو بار بار دہراتے رہیے تاکہ آپ کے آباءواجداد میں موجود جذبہ، آپ اور آپ کے بچوں میں بھی پیدا ہو جائے۔

☆ حوصلہ افزائی

مثبت حوصلہ افزائی بہت اچھا طریقہ ہے۔ جب ایک بچہ دوسروں کی مدد کرنے کے بارے میں سوچتا ہے، جب وہ کسی ضرورت مند کے کام آتا ہے تو پھر اس کی بھرپور حوصلہ افزائی اور تعریف کیجیے۔

۳-بصیرت

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ اس دنیا کے بہت سے بچوں کی نسبت کس قدر زیادہ خوش قسمت ہیں۔ کسی پسماندہ ملک کے ایک ضرورت مند بچے کی امداد کے ذریعے بچے یہ محسوس کر سکتے ہیں کہ وہ کس قدر خوش قسمت ہیں۔ جب آپ کے بچے ضرورت مند بچے کے حالات اور طرز زندگی سے واقف ہو جاتے ہیں تو پھر وہ اپنی ذاتی رقم کے ذریعے بھی اس بچے کی مدد کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

جب بچے سکول میں جغرافیے کا مضمون پڑھنا شروع کرتے ہیں، تو پھر ایک دلچسپ اور پُرلطف انداز میں دنیا کے کروی نقشے کی مدد سے ان کے ساتھ دنیا کے مختلف حصوں کے متعلق گفتگو کریں۔ اپنی گفتگو میں اس امر پر زور دیں کہ اکثر اوقات دنیا میں موجود لوگ بھوکے ہوتے ہیں اور ان کی نسبت ہمارے پاس خوراک بہت زیادہ ہے، تو ہمیں ان کی مدد کے لیے ہر ممکنہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ مختلف قسم کے رسائل

میں دنیا کے پسماندہ ممالک کے متعلق تصاویر اور مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جس کے باعث آپ کے بچوں میں ان ممالک کے بچوں کے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور ان ممالک کی مشکلات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس ضمن میں بچے اپنی ذمہ داری محسوس کرنے لگتے ہیں۔

۴- خیراتی پروگرام

بچوں میں خدمت گزاری کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ ہمارے بچے ہمسایوں کے بچوں کے ساتھ مل کر موسیقی کا خیراتی پروگرام ترتیب دیتے ہیں جس میں داخلے کے لیے سب والدین اپنی اپنی ٹکٹ خریدتے ہیں اور یہ رقم ضرورت مند بچوں کے لیے خرچ کر دی جاتی ہے۔

۵- ضرورت مند گھرانے کی مدد کیجیے

بلاشبہ، دوسروں کی مدد کرنے کے لیے بے شمار طریقے موجود ہیں۔ جب بچے اس جذبے کو ذاتی طور پر محسوس کرتے ہیں تو پھر انہیں خدمت گزاری کا مفہوم کہیں زیادہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ کے لیے ممکن ہے تو ایک ضرورت مند گھرانہ تلاش کیجیے، ہر بچے کا نام نمبر اور جنس معلوم کیجیے اور اپنے بچوں کے ساتھ مل کر ان کے لیے امدادی اشیاء اور خاص تحائف کا انتظام کیجیے۔

۶- بڑے ہونے پر آپ کیا بنیں گے

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ ان کے طویل المدت اہداف اور فیصلوں میں خدمت گزاری جیسا اہم عنصر ضرور موجود ہونا چاہیے۔

اکثر بچے، اس وقت بہت خوش ہوتے ہیں جب وہ بتاتے ہیں کہ وہ بڑے ہو کر کیا بنیں گے۔ عمر کے لحاظ سے ان کی پسند و ناپسند بھی مختلف ہوتی ہے۔ چھوٹے بچے عام طور پر بڑے ہو کر مشکل اور خطرناک پیشہ اپنانے کا اظہار کرتے ہیں، مثلاً پولیس کا سپاہی، آگ بجھانے والا شخص، ایک خلاباز ...... یا پھر وہ اپنے ماں یا باپ کے مانند بننا چاہتے ہیں۔ جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو وہ پھر ان پیشوں کی طرف راغب ہوتے ہیں جن میں منصب و مرتبہ اور رقم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جب ان کی زندگیوں میں حقیقی پختگی اور ذمہ داری داخل ہوتی ہے تو پھر وہ دوسروں کی خدمت گزاری کے حوالے سے اپنے مستقبل کے متعلق غور کرتے ہیں۔

جب ملاقات کے دوران یہ موضوع چھڑ جائے کہ آپ بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہیں تو پھر ایسے سوال بھی کیجیے تاکہ بچے وہ وجہ بھی بتا دیں کہ وہ کیا بننا چاہتے ہیں۔ جب جمی نے یہ کہا کہ وہ آگ بجھانے کے محکمے میں کام کرے گا تو اس سے پوچھیں: ''اگر وہ آگ بجھانے والے عملے میں شامل ہوتا تو وہ لوگوں کی کیسے مدد کرتا؟'' اس کا بہت ہی اچھا اور واضح جواب موجود ہے، کیونکہ ہر اچھے پیشے کے ساتھ یہ سوال اور جواب

منسلک ہے۔ کسی بھی پیشے کے انتخاب کی سب سے اہم وجہ یہی ہے کہ آپ دوسروں کی مدد اور خدمت کریں اور یہی اُصول اپنے پیشے کا انتخاب کرتے ہوئے آپ کے بچوں کے سامنے موجود ہونا چاہیے۔

۷۔ خداداد صلاحیتوں میں مزید اضافہ

اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو باور کرایا جائے کہ وہ دوسرے لوگوں کی خدمت گزاری اور مدد کے لیے جس قدر زیادہ اپنی خداداد صلاحیتیں اور مہارتیں استعمال کریں گے، اسی قدر زیادہ ان مہارتوں اور صلاحیتوں میں اضافہ ہوگا۔

بچوں کو اپنے اردگرد اکٹھا کریں اور انہیں بتائیں کہ اب ہم ایک تصوراتی کھیل کھیلیں گے۔ ایک بہت بڑے کاغذ پر ہر بچے میں موجود خاص صلاحیتوں کی فہرست اس قدر بڑے الفاظ میں تیار کیجیے کہ جب یہ فہرست سب کے سامنے کی جائے تو ہر بچہ اسے پڑھ سکے۔

پھر ان سے کہیں: ''ہم اپنے تصور کے ذریعے یہ فرض کرتے ہیں کہ ہم مستقبل میں ہیں۔ ہم یہاں پر موجود کسی بھی بچے کے متعلق صلاحیت کا انتخاب کرتے ہیں جس کے ذریعے ایک نہایت ہی شاندار کام انجام دیا جا سکتا ہو۔ ایک ایسا طریقہ جس کے ذریعے دیگر افراد کی زندگیوں کو خوشگوار بنایا جا سکے۔ پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کوئی بچہ یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ہم خاندان کے کس فرد کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔''

مثال کے طور پر میں اپنے تصور کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہوں کہ میں ایک بہت بڑے کمرے میں سٹیج پر پیانو کے سامنے بیٹھا ہوں۔ یہ کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسا امدادی پروگرام ہے جو نئے تعمیر ہونیوالے سکول کے لیے منعقد کیا جا رہا ہے۔ شہر کے معززین اور انسان دوست افراد نے مشہور نوجوان پیانو نواز کو سننے کے لیے ہر نشست کے لیے ایک سو ڈالر کی ادائیگی کی ہے۔ وغیرہ وغیرہ (بچے اس وقت اپنے ہاتھ کھڑے کر لیتے ہیں جب وہ سمجھتے ہیں کہ کس فرد نے مستقبل میں خدمت گزاری کی یہ ذمہ داری اُٹھائی ہے۔)

ایک اور مثال: ''میں ایک شخص کو دیکھ سکتا ہوں جو ایک تجربہ گاہ میں موجود ہے اور اس کے پاس کچھ امتحانی نلکیاں اور تحریر شدہ کاغذات کا پلندہ بھی ہے۔ وہ کچھ تجربہ کر رہا ہے۔ یہ تجربہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس نے سرطان کے علاج کے لیے ایک نیا طریقہ دریافت کر لیا ہے۔ اس نے اپنی زندگی کے گزشتہ آٹھ برس، ہمیشہ سے موجود اس طبی مسئلے کو حل کرنے میں صرف کر دیئے ہیں اور بالآخر اس کی محنت رنگ لے آئی ہے۔ اپنے ذہن میں سرطان کے ان ہزاروں مریضوں کو اپنے تصور میں لاتا ہے جو بے بسی اور افسوس ناک موت سے محفوظ ہو جائیں گے۔'' (جب بچوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کس فرد کے متعلق بات ہو رہی ہے تو وہ پھر اپنے ہاتھ بلند کر لیتے ہیں۔)

خاندانی اہم نکات

خاندان کا جھنڈا اور پوشیدہ خدمت

ہمارے پاس ہمارے خاندان کا ایک جھنڈا بھی موجود ہے۔ ہم اسے خاص مواقع پر لہراتے ہیں اور جب ہم اسے لہراتے ہیں تو یہ ہمارے لاؤنج کی دیوار پر لگا رہتا ہے۔ یہ جھنڈا ہمارے خاندان کی وحدت اور تنظیم کی علامت ہے۔ اس کی شکل کچھ یوں ہے:

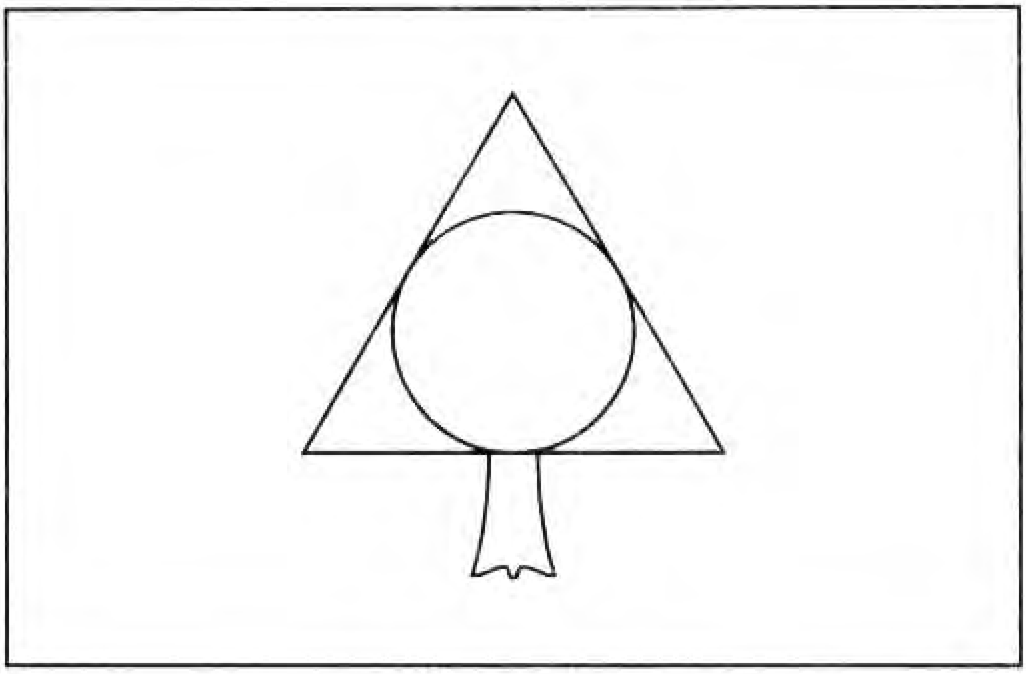

وسط میں موجود تکون، ان تین چیزوں کی علامت ہے جو ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ خاندان، آزادی، اعتماد..... درخت کا نشان، ایک گول درخت جس کا تنا پھیلتی ہوئی جڑوں سے منسلک ہے۔ بچوں (شاخوں)، والدین (تنا) اور ہمارے آباء واجداد (جڑوں) کی علامت ہے اور ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرد، ہماری پہلی ترجیح ہے اور ہم ایک بہترین ورثے کے مالک ہیں۔

اس جھنڈے کے کناروں پر ہمارے خاندانی نغمے کے بول لکھے ہیں۔ ہمارا خاندان، پھر نیچے ہمارا خاندانی مقولہ، اور پھر دونوں طرف ہمارے خاندانی نعرے (دوسروں کی مدد اور خدمت اور خوشی مہیا کریں۔)

اس جھنڈے پر نقش تقریباً ہر چیز، خدمت گزاری کی علامت ہے۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ بچے اس پر اپنی توجہ مسلسل مرکوز رکھیں اور ہم سے پوچھیں: ''ہم اپنے مقولے اور اپنے نعروں پر کس قدر عمل کر رہے ہیں؟ کسی کے پاس اور کوئی تجویز اور طریقہ موجود ہے؟ ہر دفعہ جب ہماری ملاقات ہوتی ہے تو پھر ہم کسی ایسے شخص

کے متعلق سوچتے ہیں جس کی ہم مدد کر سکیں یا اسے تھوڑی سی خوشی مہیا کر سکیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری یہ مشق ہمارے بچوں پر لاشعوری اور شعوری طور پر اپنے اثرات مرتب کرتی ہے اور انہیں فطری طور پر یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو ''خدمت گزاری کے ایک موقع'' کے تناظر میں دیکھیں۔

ہماری ہفتہ واری ملاقاتوں میں جب ہم آئندہ ہفتے کے لیے منصوبہ بندی کرتے ہیں تو پھر باری باری ہر بچہ، ایک ''پوشیدہ خدمت گزاری'' کے متعلق غور کرتا ہے، یہ ایک ایسا فعل ہے جو ایک بچہ اپنا نام اور شخصیت ظاہر کیے بغیر دوسروں کی خدمت کے لیے انجام دیتا ہے۔

وہ بچہ، جس کی اس ہفتے باری ہوتی ہے، کسی مناسب ''پوشیدہ خدمت'' کے متعلق نہیں سوچ سکتا تو پھر ہم بحیثیت مجموعی اس کے متعلق گفتگو کرتے ہیں اور کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ پھر اسے ایک کاغذ پر تحریر کیا جاتا ہے اور ایک دیوار پر چسپاں کر دیا جاتا ہے۔ پھر ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کس دن ہم یہ ''پوشیدہ خدمت'' انجام دیں گے۔

یہ کام بہت دلچسپ ہے کہ پہلے پہل بچوں کو یہ کہیں کہ وہ دوسروں کی مدد کے لیے سوچیں، اس ضمن میں مشکل بھی پیش آتی ہے۔ ان کا ذہن، صرف اپنے متعلق ہی سوچتا ہے اور وہ دوسروں سے زیادہ اپنی ضرورتوں سے آگاہ ہوتے ہیں۔ ہر ہفتے ایک ''پوشیدہ خدمت'' کی انجام دہی کے ذریعے ان کی خودغرضی کی عادت ختم ہو جاتی ہے۔

خلاصہ کہانی

جب ڈین اور کوری نے اس کتاب کا مطالعہ ختم کیا اور پھر ایک ماہ، چھوٹے بچوں کی ذمہ داری کے متعلق صرف کیا، اور پھر اگلا مہینہ، خدمت گزاری اور اعتماد و بھروسے کے متعلق ذمہ داری کے ضمن میں گزارا تو پھر انہیں یہ احساس ہونا شروع ہو گیا کہ یہ آخری حصہ، باقی تمام کتاب میں موجود طریقوں و تراکیب پر عمل درآمد کرنے کی کلید ہے۔ انہیں یہ احساس اس لیے ہوا کہ انہوں نے دیکھا کہ کس طرح ان کے دونوں بڑے بچے، اپنے دو چھوٹے بہن بھائیوں پر اثر انداز ہونے اور ان کی مدد کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اپنے دوسرے بچوں کی مدد کے ذریعے، جب کہ وہ مسئلے کی وجہ بننے کی بجائے، مسئلے کا حل بن گئے تھے۔ ڈین اور کوری نے محسوس کیا کہ اب ان کے لیے ممکن ہے کہ وہ اب ذمہ داری کی دیگر اقسام پر بھی مؤثر زور دیں سکیں۔ اس ضمن میں بڑے بچے مثال بن جاتے اور چھوٹے بچوں کو تربیت فراہم کرتے اور انہیں سکھاتے۔

یہ احساس، ایک دوسرے کی پریشانی کے لحاظ سے ایک حل کی صورت میں سامنے آیا جو انہیں خاندانی بنک کے ضمن میں پیش تھی۔ دونوں چھوٹے بچوں کو رقم کی اہمیت کا احساس نہیں تھا اور نہ ہی وہ بنک کے طریقے کو سمجھتے تھے اور نہ ہی وہ بڑے بچوں کے مانند روزانہ اپنی جمع شدہ رقوم کے لیے پرچیاں بنک میں ڈال سکتے تھے۔ دونوں بڑے بچوں کو، چھوٹے بچوں کی مدد پر آمادہ کرنے کے ذریعے انہوں نے محسوس کیا کہ وہ اپنے بڑے بچوں کو ایک نئی قسم کی ذمہ داری سونپ سکتے ہیں، اور انہیں ایک ایسا طریقہ معلوم ہو گیا جس کے ذریعے وہ چھوٹے بچوں کو بھی نہایت مؤثر طور پر گھر کی ذمہ داریوں میں شریک کر سکتے تھے۔ اس ضمن میں انہوں نے مندرجہ ذیل اقدامات اُٹھائے۔

۱- نہایت ہی تعریفی انداز میں انہوں نے دونوں بڑے بچوں کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ چھوٹے بچوں کے ''اساتذہ'' بن جائیں۔ انہوں نے یہ بتایا کہ ایک مہینے کے لیے انہیں یہ کام سونپا گیا ہے کہ انہوں نے بچوں کو کیا سکھانا ہے، اپنی میخیں سوراخوں میں ڈالیں، خاندانی قوانین کی پابندی کریں اور اپنے ہفتہ واری اہداف مکمل کریں۔

۲- انہوں نے خاندانی بنک کے متعلق طریقہ کار میں تبدیلی کی تاکہ صرف بڑے بچے ہی اس میں جمع شدہ رقوم کی پرچیاں ڈال سکیں۔ پھر خاندانی قوانین میں یہ تبدیلی کی گئی کہ جو بڑا بچہ، استاد کی حیثیت سے چھوٹے بچے کو میخیں، سوراخ میں ڈالنے میں مدد دے گا، اسے زیادہ نمبر ملیں گے اور اسی حساب سے اسے اضافی معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ اس تبدیلی کا یہ فائدہ ہوا کہ بڑے بچے اس وقت تک اضافی معاوضہ حاصل نہیں کر سکتے تھے جب تک وہ چھوٹے بچوں کی مدد کے ذریعے اپنے نمبر نہ دگنے کر لیتے۔

اس نظام ذمہ داری کے باعث، ڈین اور کوری کے کاندھوں سے بہت سی ذمہ داریوں کا بوجھ اُتر گیا اور انہوں نے یہ ذمہ داریاں اپنے بڑے بچوں کو سونپ دیں اور بچے بھی اس احساس کے ساتھ خوش ہوئے کہ وہ کسی کے ''نگران'' بن چکے ہیں۔ اس طریقے کے ذریعے چھوٹے بچوں کے سامنے ایک واضح مثال سامنے آئی کہ وہ اپنے بڑے بہن بھائیوں کے نقش قدم پر چلیں۔

سینٹر فار ہیومن ایکسیلینس

کیمیاگری

وہ اپنی منزل کی تلاش میں اندلس سے روانہ ہوا، لیکن افریقہ کے ساحل پر اپنی جمع پونجی سے محروم ہو گیا۔ پھر اس کی ملاقات ایک کیمیا گر سے ہوئی جس نے اُس کی رہنمائی دنیا کے سب سے بڑے خزانے تک کی۔
دنیا کی چالیس زبانوں میں ۴ کروڑ سے زیادہ تعداد میں فروخت ہونے والی کتاب "الکیمسٹ" کا اردو ترجمہ

بچوں کو اقدار کیسے سکھائیں؟

اس کتاب میں بچوں کو بارہ اقدار سکھانے کے لیے انتہائی دلچسپ اور سہل طریقوں کا ذکر ہے جس کے ذریعے آپ بچوں کو کھیل کھیل میں اقدار سکھا سکتے ہیں۔
گھر اور سکول کے لیے یکساں موزوں اور انتہائی مفید کتاب۔

بولتی لغت (Talking Dictionary)

زبان دانی کی صلاحیت بلاشبہ تعلیمی میدان میں کامیابی کے لیے بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ ذخیرہ الفاظ زبان دانی میں بہت اہم ہے۔ بچوں میں اُردو بول چال کو فروغ دینے اور ذہنی صلاحیتوں کی تعمیر کے لیے سافٹ ویئر کی شکل میں دو زبانوں پر مشتمل (انگریزی - اردو) لغت تیار کی گئی ہے۔ بولتی لغت کے استعمال سے بچے جان سکیں گے

- الفاظ کے معنی
- انگریزی مترادفات
- تلفظ کی درست ادائیگی

اُردو تعلیمی سافٹ ویئر "معلم"

اُردو کے تاریخی پس منظر اور جغرافیائی و قومی اہمیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے تعلیمی سافٹ ویئر "معلم" کو ترتیب دیا گیا ہے۔ اس تعلیمی سافٹ ویئر میں دلچسپ سرگرمیوں کی مدد سے بچوں کو اُردو زبان سے واقفیت دلانے کے ساتھ ساتھ ماحول اور تعلیم سے متعلقہ بنیادی معلومات بھی فراہم کی گئی ہیں۔
1-والیم نمبر1 3 سے 4 سال (پلے گروپ)
2-والیم نمبر2 4 سے 5 سال (نرسری/مونٹیسوری)
3-والیم نمبر3- 5 سے 6 سال (پریپ/اوّل)

موٹیویشنل کیلنڈر (Motivational Calender)

- روزانہ کی ایک Motivational Quotation
- علامہ اقبال کی شاعری سے خوبصورت انتخاب
- آپ کے گھر، دفتر اور دوستوں کو تحفے میں دینے کے لیے خوبصورت انتخاب

CENTRE FOR HUMAN EXCELLENCE

Training • Conferences • Consulting • Publications,

2nd Floor, Conference Centre, Aiwan-e-Iqbal Complex, Egerton Road, Lahore Tel: +92-42-36315350, www.che.org.pk